

رکھ جاوے وہ
انا الیوم



رگ جاں ہے وہ

انا الیاس

باباجی! دعا ہی کر دیا کرو کبھی۔۔۔ "وہ جو روزیونیورسٹی کے باہر بیٹھے فقیر کو"
دیکھتی تھی۔

جو کالا چشمہ لگائے۔۔ سبز رنگ کا چولہ پہنے، ہاتھوں میں ڈھیروں انگوٹھیاں
ہوتیں اور اسی طرح گلے میں ڈھیروں مالائیں لٹکائے۔ روزانہ صبح انکے
یونیورسٹی جانے سے پہلے وہاں موجود ہوتا اور شام میں انکی واپسی تک وہ وہیں
موجود رہتا۔

سفید بالوں کی لمبی لمبی لٹیں منہ پر ڈالے میلے کچیلے حلیے والا بابا نجانے فاتینا کو اتنا اڑیکٹ کیوں کرتا تھا۔

مرزنی اسکی دوست ہمیشہ اسکی ان عجیب و غریب حرکتوں پر عاجز آ جاتی تھی۔ ابھی یونیورسٹی شروع ہوتے ہی پہلے سمسٹر میں انکی دوستی ہوئی تھی۔

لہذا وہ فاتینا کے بارے میں بہت زیادہ نہیں جانتی تھی مگر اسے یہ نٹ کھٹ سی زندگی کو بھرپور طریقے سے جینے والی فاتینا بہت پسند آئی تھی۔

اسی لیے اس نے دوستی میں پہل کرنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

وہ نیچے بیٹھی آج اس فقیر سے مخاطب ہوئی۔

"چلی جا بھاگ جا ورنہ بھسم ہو جائے گی" وہ فقیر فاتینا کے قریب بیٹھنے پر سختی

سے چلایا۔

"لو ایسے کیسے بھسم ہو جاؤں گی۔۔۔ مجھے بس یہ بتا دو تم فقیروں جیسی صدائیں

بھی نہیں لگاتے بس لوگ جو تمہارے کا سے میں ڈال دیں تو ڈال دیں ورنہ

تمہیں کوئی پرواہ نہیں۔۔۔ ایسے کیوں۔۔۔ "فاتینا تو لگتا تھا آج اس کا انٹرویو لینے بیٹھی ہے۔

"فاتی بس کرو کیوں اس بیچارے کو پریشان کر رہی ہو" مزنی اسے ٹوکتے ہوئے بولی۔

"باباجی مشکوک لگتے ہو" اسکی بات پر نہ صرف بابا بلکہ مزنی کا بھی منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

وہ ایسی ہی تھی جو منہ میں آتا بول دیتی۔۔ جو محسوس کرتی کہہ دیتی
"دفعہ ہو جلیہاں سے ناہنجار لڑکی۔۔۔ فقیروں کو چھیرنے کا انجام بہت برا ہوتا
ہے بھاگ جا" بابا اشتعال میں آکر پاس پڑا پتھر اٹھا کر غصے سے بولا۔
"اچھا اچھا جاتی ہوں پر اتنا بتا دو۔۔ کالا چشمہ پہنا کس کی فرمائش تے" وہ جاتے
جاتے بھی اسے تنگ کرنے سے نہ چوکی۔

اس سے پہلے کے وہ فقیر پاس پڑا پتھر واقعی اسک جانب گھماتا وہ کھلکھاتے ہوئے وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی۔

تمہیں کیا ملا اس بیچارے کو تا وہ دلا کر "مزنی نے اکتا ہٹ
"بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پتہ نہیں کیوں بس یہ بابا بڑا کیوٹ لگتا ہے" فاتیناک بات پر مزنی کو اسکی دماغی
حالت پر شک ہوا۔

"اتنا میلہ کچیلہ فقیر اور کیوٹ۔۔۔ بیٹا یہ تمہیں ہی صرف کیوٹ لگ سکتا ہے
کیونکہ تم اس دنیا کی سب سے زیادہ کھسکی ہوئی لڑکی ہو" مزنی نے تاسف سے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"صحیح کہہ رہی ہو۔" اس نے شد و مد سے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔ جیسے وہ کسی
اور کی بات کر رہی ہو۔

وہ دونوں اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے ماس کام ڈیپارٹمنٹ کی جانب جارہی

تھیں۔ جس کے دروازے کے باہر وہ فقیر کچھ دنوں سے فاتینا کی نظروں میں آیا تھا۔

"سرجی مال ابھی تک نہیں پہنچا۔ حیرت ہے کہیں مخبری نہ ہو گئی ہو" وہاب نے اندر آتے ہی سامنے ٹیبل کے دوسری جانب بیٹھے شخص سے پوچھا۔ جو گلاس میں کچھ خاص مشروب ڈالے، ایک ہاتھ سے بھری ہوئی سگریٹ کے کش لگاتا

اپنے سامنے رکھے لیپ ٹاپ میں کچھ دیکھنے میں مگن تھا۔
"ابے نہیں ہوتا کچھ تو تو آتے ہی منحوس بات کیا کر۔۔ اس دو ٹکے کی نوکری
نے تیرا دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے" وہ بھنا کر اپنے سامنے پولیس کی وردی
میں کھڑے وہاب کی جانب دیکھ کر بولا۔

نجانے اس جیسے اور کتنے پولیس آفیسرز کو اپنے ساتھ ملائے وہ نشہ آور ادویات کا
دھندہ کر کے، معصوم لوگوں کی جان کے ساتھ کھیلتا تھا۔
اسے شہر بھر میں کوبرا ڈان کے نام سے جانا جاتا تھا۔

"ڈان مال اب تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔۔ رات سے پہلے نہ پہنچا تو بہت مسئلہ کھڑا
ہو جائے گا" وہ ہاتھ مسلتے گھگھکیائے لہجے میں بولا۔

"شام پانچ بجے تک آجائے گا۔ اور تب تک تمہاری شکل بھی مجھے نظر نہ آئے۔
اور ہاں دفع ہونے سے پہلے وہ جو یونیورسٹی کا نیا نیا کبوتر ہاتھ لگا ہے اسے فون
کر کے میرے پاس آنے کو کہو۔ اس سے لڑکیوں کے دھندے اور اسلحے والی

بات کرنی ہے "اس نے وہاب کو شہریار کو بلانے کا کہا۔ جو ماس کام ڈپارٹمنٹ
میں نہ صرف پڑھتا تھا بلکہ ہاسٹل میں بھی رہتا تھا۔ آوارہ مزاج بہت سی
جماعتوں کے ساتھ غیر قانونی کام کر چکا تھا۔

یونیورسٹی والے کام کے لیے کوبرا کو وہ اپنے لیے بہترین آپشن لگا تھا۔
"جیسے آپکا حکم" یہ اس علاقے کا ڈی آئی جی تھا جو کوبرا کے سامنے ہاتھ باندھے
کھڑا تھا۔

"دفع ہو جاؤ اب" اسکی بیزار آواز میں ملنے والے حکم پر اس نے فوراً عمل کیا
تھا۔

"دریاب اٹھ بھی جا بھائی کیا بھنگ پی کر سویا ہے تجھے یونی نہیں جانا کیا" وہ جو
رات میں گھر آتے آتے لیٹ ہو گیا تھا۔ اس وقت جس قدر گہری نیند میں تھا
واقعی لگتا تھا جیسے بھنگ پی کر سویا ہے۔

"نہیں کونین لے کر سویا تھا" وصی کی پھٹی ہوئی آواز نے اس بری طرح اسکی

نیند میں خلل ڈالا تھا کہ وہ براسامنے بنا کر بھاری آواز میں بولا۔

"بیٹا کونین تو تیری سرناک کے رستے نکالیں گے اگر تو پہلے دن ہی یونی سے لیٹ

ہو گیا" وصی کی بات پر جب اس نے غور کیا تب چودہ کے بھی چودہ ہزار طبق

روشن ہوئے۔

ایک ہی جست میں اٹھ کر واش روم کی جانب بھاگا۔ اور وصی اس کا ناشتہ بنانے

کے لیے۔

جلدی جلدی تیار ہو کر وہ لاؤنج میں جہاں ناشتہ اور وصی دونوں اس کا انتظار کر

رہے تھے۔

پانچ مرلے کے بنے اس خوبصورت سے گھر میں وہ کل چار لڑکے رہتے تھے۔

سب آپس میں جگہری دوست تھے۔

دریاب اور وصی کے علاوہ حذیفہ اور طحہ تھے۔

"حذیفہ اور طحہ ہاسپٹل چلے گئے ہیں" ناشتہ کرتے وصی سے استفسار کیا۔
"جی جناب اب آپ بھی تشریف لے جائیں تو میں بھی اپنے کام دھندے پہ
جاؤں" وہ بیزار بیٹھا اس سست انسان کو دیکھ رہا تھا۔
"جار ہا ہوں بھائی" تیزی سے ہاتھ چلاتے اس نے ناشتہ ختم کیا اور اپنا بیگ، گگلز
اور گاڑی کی چابی اٹھائے باہر کی جانب لپکا۔
وصی بھی اسکے نکلتے ہی گھر کو لاک لگا کر اپنی گاڑی لے کر آفس کے لیے نکل گیا۔

"تم نے دیکھ وہ لڑکا جو ہماری کلاس میں ٹرانسفر ہو کر آیا ہے" وہ اس وقت
لابریری میں بیٹھی دھڑادھڑ نوٹس بنانے میں محو تھی کہ مزنی نے اسکی
محویت میں خلل ڈالا۔
مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی ہاتھ روکے بغیر اب زبان بھی چلا رہی تھی۔
"وہی آج صبح جو کنٹمبریری میس میڈیا کی کلاس میں آیا تھا۔ سروکار کے پیریڈ

میں "مزنی نے اسکی یاداشت پر ماتم کرتے اسے یاد کروایا۔
"اچھا اچھا۔۔ پھر کیا ہوا اسے" وہ بری طرح نوٹس میں غرق ہو چکی تھی۔
سر سری سامزنی کو سن رہی تھی۔
"یار سب باتیں کر رہی ہیں کہ کتنا ڈیشنگ ہے وہ۔۔ مگر عمر میں بڑا لگتا ہے"
مزنی نے سوچتے ہوئے کہا۔
"بیٹا نکما ہو گا۔۔ عمو ماجو لوگ اتنے ڈیشنگ ہوں وہ انتہائی نکمے ہوتے
ہیں۔۔ کیونکہ لڑکیوں کو پیچھے لگوانے کے علاوہ انہیں اور تو کوئی کام آتا نہیں۔
لہذا دو تین سال لگاتار فیل ہوتے رہتے ہیں۔ تم بھی دیکھنا آج باتیں ہو رہی ہیں
کل کو یہی ہر لڑکی کے ساتھ نظر بھی آئے گا" فامینا نے اپنی طرف سے بڑی پتے
کی بات کی مگر مزنی کو کسی طور یہ بات پسند نہیں آئی۔
"تمہیں تو ہر بندے میں نقص ہی نکالنے آتے ہیں۔ اس قدر باریک بینی سے
جائزہ لیتی ہو کہ حد ہے" مزنی کا موڈ مسلسل آف تھا۔

"تمہیں کیوں اتنا غم لگا ہے۔۔ تم بھی اسکے ساتھ سینٹنگ کے چکر میں ہو" اس نے رجسٹر بند کرتے اب مکمل طور پر مزنی کی جانب رخ کیا۔ جو اسکے ساتھ کرسی پر پیچھے کو بیٹھی پین دانتوں میں دبائے اسے کینہ تو ز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"جی نہیں تم بس یہی بک بک سوچ سکتی ہو۔۔ ویسے بندہ ہے بڑی چیز "مزنی کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"تو ہم کون سے ناچیز ہیں" وہ مزنی کی سنجیدگی کو کسی خاطر میں نہ لائی۔
"یار ویسے آج وہ باباجی نظر نہیں آئے" دومنٹ کی خاموشی کے بعد جوابات
فاتینا نے کی مزنی کا دل کیا کہ یا تو اپنا سر سامنے رکھی ٹیبل پر مار دے یا فاتینا کا۔
"میں کیا بات کر رہی ہوں تمہاری سوئی اس فقیر پہ جار کی ہے۔ حد ہوتی
ہے۔۔۔" مزنی بد مزہ ہوتے ہوئے بولی۔

"یار مجھے وہ فقیر کم اور کوئی بہر و پیاز زیادہ لگتا تھا۔ تم نے دیکھا نہیں تھا وہ اپنے

ہاتھوں پر گلوں چڑھائے ہوتا تھا۔ بھلا فقیر کو گلوں پہننے کی کیا ضرورت ہے۔ اور
ایک مرتبہ میں نے گلوں کے بغیر اسکے ہاتھ دیکھے تھے۔ یار وہ کہیں سے کسی
بوڑھے کے ہاتھ نہیں لگ رہے تھے "فاتینا کی باتوں پر مرنی نے سر ہاتھ پر مارا۔
"میری جان تم انٹیلیجنس میں کیوں نہیں چلی جاتیں۔۔۔ تمہارا وہاں بہت
اسکوپ ہوگا۔

بیٹا اس میں بھی چلی جاؤں گی تم فکر مت کرو "اس نے کتابیں سمیٹتے مرنی کی
بات پر مسکراتے ہوئے کہا۔

ویسے بھی ایک بات بتاؤ تمہیں ریسرچ کرنے کے لیے وہی فقیر ملا تھا۔
ہاں نا۔ اتنا کیوٹ فقیر تھا وہ مسلسل شرارتی انداز اپنائے ہوئے تھی۔"

"اسلحہ کہاں تک پہنچ گیا ہے؟" وہ جو یونیورسٹی سے سیدھا کوبرا کے بلاؤے پر

اسکے خاص اڈے پر پہنچ گیا تھا۔ اب ہاتھ باندھے اسکی پوچھ گچھ کا سامنا کر رہا تھا
"سراسٹور روم میں پہنچا دیا ہے وہاں سے اب لڑکیوں کی سائیڈ پر کل ہی پہنچ
جائے گا۔ ساتھ میں منشیات والے بورے بھی پہنچا دیئے جائیں گے۔ میں نے
آج کل ایک لڑکی سے علیک سلیک بڑھالی ہے۔ کسی منسٹر کی بیٹی ہے۔ وہ جلد ہی
گرلز ہاسٹل میں یہ سب چیزیں پہنچا دے گی۔

پہلے سے ہی اس نے وہاں کی بہت سی لڑکیوں کو نشہ آور ادویات کا عادی بنایا ہوا
ہے۔ اسی لیے وہ بآسانی ہمارے اس بزنس میں ہماری مدد کر سکتی ہے "شہریار
نے پوری تفصیل بتائی۔

"لڑکی سے بس کام تک تعلق رکھا ہوا ہے یا۔۔۔" سگار کا دھواں اڑا کر اس نے
خباثت سے ہنستے ہوئے شہریار کو دیکھ کر آنکھ دبائی۔

"نہیں وہ سر۔۔۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہکلا یا۔

ابھی تک کی ملاقاتوں میں وہ ہمیشہ کوبرا کی پرسنیلٹی سے مرعوب ہی اتنارہا کہ

کبھی اس سے اس طرح کی بات کرنے کا سوچ نہیں سکتا تھا۔

"ارے یار۔۔ ہم نے اس دھندے میں خالی خالی پیٹ کی آگ تو نہیں بھرنی

ہوتی نا۔۔ نفس کی آگ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔۔۔۔۔ شرمنا نہیں۔۔۔۔۔"

کو برا کی بات پر وہ ہولے سے مسکرایا۔

اس نے بڑے غور سے اسکی جانب دیکھا۔

"اور اگر اس دوستی میں سے کچھ میں بھی وصول کر لوں تو میرا نہیں خیال

تمہارا اس کے ساتھ کوئی غیرت والا معاملہ ہوگا۔۔ ہوگا بھی تو یہ یاد رکھنا ہر کام

کرنے والی سے میں وصولی لیتا ہوں" اسکی بات پر شہر یار کچھ لمحوں کے لیے سن

ہوا۔

"ارے نہیں سرجب کہیں گے آپ سے ملوادوں گا" وہ اپنی گھبراہٹ چھپاتے

ہوئے بولا۔

"دیٹس لائنک مائی بوائے۔۔ مجھے شروع سے ہی تم میں گس نظر آتے تھے۔

اس دھندے کو شروع کرتے وقت یہ یاد رکھنا کہ میرے معاملے میں اپنی تمام
حیات کو ختم کر لینا۔ نہیں تو لوگ میرے لیے چیونٹیوں کے برابر بھی اہمیت
نہیں رکھتے ایسے مسل کر رکھ دیتا ہوں "اس نے جبرے بھینچتے ہوئے اپنے
سامنے رکھے ایک سگار کو انگلیوں سے مسلتے ہوئے کہا۔

"جی۔۔ جی سر" شہر یار نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔
"جاؤ اب" سگار کا ایک اور کش لے کر اس نے شہر یار سے نظریں ہٹا کر، ہاتھ
اٹھا کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔

"سر مے آئی کم ان" سرواسع کا پیرید ا بھی اسٹارٹ ہی ہوا تھا کہ دروازے سے
آواز آئی۔

"حیدر آج آپ پھر سے لیٹ ہیں" سرواسع اسکے روز روز لیٹ آنے سے
خاصے تنگ آچکے تھے۔ ایک تو نیو ایڈمیشن اور پھر اس طرح کی غیر ذمہ داری۔

ابھی اسے پہلے کا کور کرنا تھا۔

"اگر آپ کے یہی حالات رہے تو آپ کورس کور کیسے کریں گے" انہوں نے اپنا لیکچر روک کر غصے سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"سوری سر ایچولی گاڑی میں کوئی ایشو تھا آج ٹھیک ہو گئی ہے کل سے میں ٹائم پر آؤں گا" اس نے جلدی سے توجیہ پیش کی۔

"چلیں بیٹھیں اب یہاں" انہوں نے سامنے بیٹھی لڑکی کے ساتھ خالی سیٹ دیکھ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"سریہ مزنی کی جگہ ہے" بلیو جینز پر بلیک شارٹ کرتا پہنے سر پر اسکا ف جمائے میک اپ سے پاک وہ عام سے نقوش اور گندمی رنگت کی حامل لڑکی حیدر کو ایک گھوری ڈال کر جلدی سے بولی۔

"باقی کلاس کی چیئرز کیا ختم ہو گئیں ہیں۔ جب مزنی آئے گی تو وہ کہیں اور بیٹھ جائے گی۔۔ اب مجھے مزید کوئی آرگیز نہیں سننے فائینا" سرواسع نے فائینا کو

گھورتے ہوئے کہا۔ جو حیدر کو اپنے ساتھ بیٹھتے دیکھ کر منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد فاتینا کا تیزی سے لیکچر نوٹ کرتا ہاتھ روکا دو تین بار اس نے اپنے بال پوائنٹ کو جھٹکے مارے مگر اس نے بھی چلنے سے انکار کر دیا۔
ایک ہاتھ آہستگی سے اسکے سامنے آیا جس میں بال پوائنٹ تھا۔
"زیادہ ہیر و بننے کی کوشش مت کریں۔۔۔۔" اس نے غصے سے حیدر کو گھوری ڈالی۔ اور اپنے بیگ سے نیا بال پوائنٹ نکال کر پھر سے لکھنا شروع کر دیا۔
وہ اپنی جگہ ہکا بکارہ گیا۔

"میں نے تو صرف آپ کی پیپ کی ہے مگر شاید کچھ بد دماغ لوگوں کو ہر بات کا غلط مطلب لینے کی عادت ہوتی ہے" وہ جو اسکی گھوریوں کو اگنور کر چکا تھا اور اب صاف دل سے اسکی مدد کرنا چاہتا تھا فاتینا کا اتنا روکھا انداز دیکھ کر غصے سے بولا۔
فاتینا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ویسے بھی اب اس لڑکے کے رنگ نظر آنے شروع ہو گئے تھے۔
جو کل سے کلاس کی سب سے بولڈ لڑکی نمبرہ کے ساتھ پایا جانے لگا تھا۔
یقیناً وہ آہستہ آہستہ سب کے ساتھ تعلق استوار کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور
فاتینا شروع میں ہی اسے بتا دینا چاہتی تھی کہ وہ اسے کوئی عام لڑکی سمجھ کر ٹریٹ
نہ کرے۔ جیسے کلاس کے باقی لڑکے فاتینا کی روکھی طبیعت کے بعد اب محتاط ہو
کر اس سے بات کرتے تھے۔ اسی طری وہ حیدر کو بھی باور کروانا چاہتی تھی۔
پیریڈ ختم ہوتے ہی وہ جس طرح جھٹکے سے اسکے پاس سے اٹھ کر مغرورانہ انداز
سے کلاس سے باہر گئی تھی۔ وہ اس پر سر جھٹک کر رہ گیا تھا۔

"دریاب باس کی کال ہے" وہ جو سارے دن کا تھکا ہوا اس وقت اپنی پسندیدہ
ناول تھامے لیٹا مزے سے گانے سننے میں محو تھا۔ تیزی سے فلور کشن سے
اٹھا۔

"اسلام علیکم سر" فون تھامتے ہی وہ بولا۔

"وعلیکم سلام۔۔۔ کیا رپورٹ ہے" باس کی سنجیدہ آواز ماؤتھ پیس سے ابھری۔

"سر کچھ لڑکوں پر میرا شک درست تھا۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ ابھی سمجھ نہیں آ رہا

کہ وہ مال لے جا کر رکھتے کہاں ہیں۔ بظاہر تو انہیں مال اٹھاتے دیکھا ہے۔ مگر پھر

وہ اڈا ان کا کون سا ہے جہاں پر یہ سب جاتا ہے۔۔۔ وہ ابھی پتہ کرنا پڑے گا۔" اس

نے آج کی کارکردگی کی رپورٹ دی۔

"اس کام کے لیے صرف لڑکوں پر انحصار مت کرو۔۔۔ کچھ لڑکیوں سے تعلقات

استوار کرو۔۔۔ یہ کام صرف کچھ لوگوں تک محدود نہیں ہوتے۔" انکی بات پر وہ

سر کھجا کر رہ گیا۔

"اور جس لڑکی کے پیچھے میں نے تمہیں لگنے کو کہا تھا۔ اس سے بات چیت کا کیا

رزلٹ نکلا۔" انکی سنجیدگی میں کوئی کمی نہیں آئی۔

"سر میں اس لڑکی سے تعلقات استوار کیے بنا بھی آپ کو ساری انفارمیشن دے

دوں گا" اس نے ہچکچاتے اپنا مدعا بیان کیا۔

دریاب اتنے بچے نہیں ہوتے۔۔ تمہیں اندازہ نہ ہو کہ لڑکیوں میں منشیات کی سپلائی کن ذرائع سے ہو سکتی ہے۔ اور مجھے کچھ ریسورسز سے پتہ چلا ہے کہ اس لڑکی کے اس لڑکے سے کچھ پرسنل تعلقات بھی ہیں جن کے باعث یہ اس لڑکے کے لیے کام کرتی ہے۔ اب یہ تعلقات کہاں تک ہیں اور انکے تھر وکیا کیا ہو چکا ہے یہ تمہیں اس لڑکی سے جاننا ہے۔"

وہ دریاب کی بات پر غصے سے بولے۔

"وہ تو ٹھیک ہے سر مگر وہ بہت چپکو قسم کی لڑکی ہے اور بہت حد تک بے باک بھی۔ آپ جانتے ہیں ایسی لڑکیوں سے ویسے بھی میری جان جاتی ہے" اسکے لہجے کی بے چارگی انہیں قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔

"میں حیران ہوں تمہاری بات سن کر کہ۔ وہ دریاب جو ملک دشمن عناصر کی ہٹ لسٹ پر ہے۔۔ جو بڑے بڑے دہشت گردوں کو انکے انجام تک پہنچا چکا

ہے۔۔ جس کی آواز کارعب اور دبدبہ دشمنوں کی جان نکالنے کے لیے بہت ہوتا ہے۔۔ آج ایک بے باک لڑکی کے ہاتھوں تنگ آیا ہوا ہے۔۔ بیٹا جی یہ وہ کام ہے جس میں ایسی لڑکیاں کیا۔۔ کال گرلز تک سے تعلقات استوار کرنے پڑتے ہیں "انکی بات پر اسکے حقیقت میں چھکے چھوٹے تھے۔

"تم خوش قسمت ہو اب تک کی سروس میں تمہارے ذمے صرف مردوں سے لڑنے والے کیسز آتے رہے۔ مگر اب اصل میں تمہارے اعصاب کا امتحان ہے "انکی بات پر اس نے ایک گہرا سانس لیا جیسے خود کو تیار کر رہا ہو

"تو میں امید رکھوں کہ اب تم پریشان نہیں ہو گے۔ دریا ب میں نے یہ کام تمہارے ذمے اسی لیے لگایا تھا کہ مجھے تم پر اعتماد تھا۔۔ تم جس طریقے سے دشمنوں کے درمیان رہتے ہوئے ان پر اٹیک کرتے ہو، وہ قابل تحسین ہے اور مجھے اب تک کہ اپنے سب شاگردوں میں تم سب سے زیادہ پیارے ہو "انکی بات پر وہ مسکرایا۔

"اموشنل مت کریں اب" اسکی بات پر دوسری جانب وہ بھی ہنس پڑے۔

"اس کا مطلب ہے اموشنز ہیں تمہارے اندر بھی؟" انکے سوالیہ انداز پر

اسے ان کا لہجہ صاف چڑھتا ہوا محسوس ہوا۔

"الحمد للہ سر" اس نے بھی شرارت سے مسکرا کر جواب دیا۔

"گریٹ چلو پھر آئی ہو پ اب تم اموشنل ہو گئے ہو تو مجھے کچھ دنوں میں اس

لڑکی سے ہونے والی تمہاری بات چیت کی ساری رپورٹ ملنی چاہیے" باس کی

بات پر اس نے ناچاہتے ہوئے بھی "جی" میں جواب دیا۔

"بیٹا سرتجھے اس مرتبہ بخشنے والے نہیں" وصی جو کہ اسکے پاس ہی بیٹھنا ساری

گفتگو سن رہا تھا اسکے فون رکھتے ہی بولا۔

"ہاں یار باقی سب تو ٹھیک تھا اس کیس میں مگر یہ لڑکی والا سین عجیب

ہے۔۔ اچھا کل جو حذیفہ اور طحہ نے جس لڑکی کا ٹریڈمنٹ شروع کیا تھا اس نے

کچھ بتایا ہے کہ اسکو ڈر گز کس نے دیں" یکدم کچھ یاد آنے پر اس نے پوچھا۔

"نہیں یار ابھی اسکی کنڈیشن اتنی اچھی نہیں کہ وہ ہمیں تفصیل سے بتاتی
 --- اتنی زیادہ مقدار میں وہ لینے لگ گئی تھی کہ اگر کل بھی ہماری گاڑی کے
 سامنے نہ آتی تو اسکا دماغ مفلوج ہونے کا خطرہ تھا۔ فوری ٹریڈنٹ کے بعد وہ تھوڑا
 سنبھلی ہے مگر ابھی کچھ دن اسکی کنڈیشن اس سے بھی زیادہ خراب ہوگی کیونکہ
 جتنی ڈر گز کی مقدار کی اسکی باڈی عادی ہو چکی ہے اگر وہ نہ ملیں تو فٹس تک
 پڑنے کا خطرہ ہے۔ اس کنڈیشن میں ہم کیسے اس سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں"
 طحہ جو کافی بنا کر لایا تھا کچن سے نکلتے ہوئے اس نے تفصیلی جواب دیا۔
 "تجھے یقین ہے کہ وہ اسی یونی کی ہے؟"
 بیٹا آنکھیں بند کر کے میں نے اسکے بیگ سے نکلنے والے کارڈز نہیں پڑھے
 تھے "دریاب کے تیسری مرتبہ ایک ہی بات دہرانے پر اب کی بار طحہ برا
 مناتے ہوئے بولا۔

"کس قدر تکلیف دہ حقیقت ہے کہ جن بچیوں پر ماں باپ کس قدر اعتماد کر کے

انہیں پڑھائی کی غرض سے اتنا دور بھیجتے ہیں وہاں باپ کی آنکھوں میں دھول
جھونک کر کس قسم کی ایکٹیوٹیز میں انوالو ہو جاتی ہیں "دریاب کی بات پر وہ
سب ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے۔

"یہی تو المیہ ہے ہمارا ہم اولاد پر اعتماد تو کر لیتے ہیں مگر اندھا۔۔۔ پھر آنکھیں بند
کر کے بیٹھ جاتے ہیں کہ وہ اپنا اچھا برا خود سوچنے والے ہیں۔ خاص طور پر
لڑکیوں کے معاملے میں تو ماں باپ کو ہمیشہ آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں نہیں تو
تباہی اور بربادی کے علاوہ ہاتھ کچھ نہیں آتا" حذیفہ نے تلخ حقیقت بیان کی تھی۔

-

اور آج اس کا روئے سخن حیدر کی جانب تھا۔ "یہ بندہ مجھے ٹھیک نہیں لگتا" آج
وہ بڑے دنوں بعد فری تھیں لہذا مزے سے لوگوں پر تبصرے کر رہی تھیں۔
"تمہیں تو پتہ نہیں میں کیسے ٹھیک لگتی ہوں" مزنی نے اس کا مذاق اڑایا۔
"یار سنجیدگی سے میری بات سنو۔۔۔ یہ بندہ آتے کے ساتھ ہی کلاس کی

سب سے خوبصورت اور بولڈ لڑکی کو پھنسانے میں کامیاب ہو گیا اور تم نے کبھی غور کیا ہے جب شہر یار نمبرہ کے ساتھ ہوتا ہے یہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے نمبرہ کو جانتا بھی نہیں اور جب وہ نہیں ہوتا تو اسکے صدقے واری جا رہا ہوتا ہے۔ اب بندے کو اتنا بھی بے غیرت نہیں ہونا چاہیے کہ دوسروں کی گرل فرینڈز پر ڈورے ڈالے "فاتینا کی باتوں سے مزنی بھی متفق تھی۔

"خیریت ہے یہ تمہیں اچانک بقول تمہارے اس گینڈے میں اتنی دلچسپی کیوں ہونے لگ گئی "مزنی نے اب کی بار اس پر حملہ کیا۔

"بس یار تمہیں تو پتہ ہے میری کھوجی طبیعت کا میں بندوں کی کھوج لگانے میں ماہر ہوں "اس نے فرضی کالر جھاڑتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے حیدر کی نظر اس پر اٹھی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

دونوں نے یکدم نظریں ایک دوسرے سے ہٹا کر ایسے منہ بنایا جیسے کوکین کھالی ہو۔

"اب منہ کیوں بگاڑ رہی ہو" مزنی کا حیدر کی جانب دھیان نہیں تھا۔
"ایویں۔۔ چلو یار" یکدم وہ مزنی کا ہاتھ پکڑ کر واپسی کے لیے مڑی کے کچھے سے
آتے شہریار سے ٹکرا گئی۔

"ارے ارے۔۔۔ آج سورج کہاں سے نکلا ہے کہ آپ ہم سے ٹکرا گئیں"
شہریار کی آواز کی شوخی پر فاتینا کا دل کیا اس کی تپسی باہر نکال دے۔
"آپ کی چند یا میں سے" فاتینا کی آواز اتنی اونچی تھی کہ وہاں قریب میں بیٹھے
سب اسٹوڈنٹس تک باسانی پہنچ گئی۔

حیدر بھی وہیں بیٹھا تھا۔ اس نے بڑے حیران ہو کر اس آتش فشاں کو دیکھا۔
"لڑکی بڑی دم دار ہے" وہ سراہے بغیر نہ رہ سکا سب جانتے تھے کہ شہریار کا
تعلق جماعت سے ہے لہذا کوئی اس سے الجھتا نہیں تھا سوائے ایک فاتینا کے جو
اسے ڈھیٹ کرنے کا کوئی موقع جانے نہ دیتی تھی۔ اب بھی اسکے کم بالوں
والے سر کا طعنہ اتنے بھرے مجمعے میں اسکے علاوہ کوئی اور دینے کی ہمت نہیں

کر سکتا تھا۔

حیدر کو پہلی مرتبہ وہ لڑکی دلچسپ لگی۔

"تمیز سے" شہریار ایک نظر سب کے ہونٹوں میں دبی ہنسی دیکھ کر دانت کچکا کر بولا۔

"تمیز سے ہی سچ بتایا ہے۔۔۔" فاتینا کہاں رکنے والی تھی۔

"فاتی چلو" مزنی شہریار کے تیور دیکھ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"ارے تم کیوں گھبرا رہی ہو" اس نے مزنی کے فق چہرے کی جانب دیکھا۔

"تمہیں کیا ضرورت پڑی تھی اس سے الجھنے کی" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"میں الجھی ہوں وہ جو منہ چیر کر ایسے ہنس رہا تھا جیسے میں نہیں جونی لیو راسکے

سامنے کھڑا ہے۔۔ بندہ پوچھے ٹکڑے ہونے پر اتنا مسکرا نے کی کیا بات ہے۔۔۔ اوپر

سے سوال ایسے شاعرانہ جیسے یہاں شاعری کی محفل جمنے والے ہی۔۔ اب اس

پر بھی میں کوئی جواب نہ دیتی تو یہ میری فطرت کے خلاف تھا" اسکے لیکچر پر

مرنی نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے۔

"اور جس کی مرضی تم درگت بناؤ مگر اس بندے سے نہ الجھا کرو تمہیں پتہ ہے نہ گروپس سے تعلق ہے اس کا۔ مجھے ایسے لوگوں سے ویسے ہی خوف آتا ہے" مرنی کے خوفزدہ لہجے پر اسے بے اختیار اس پر پیار آیا۔

"ارے میں ہوں نا تمہارے ساتھ تم ایسے ہی ڈرتی ہو اس بندے سے" اسکے کہنے پر مرنی نے خشمگین نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں جی تم کہیں کی سیکرٹ ایجنٹ جو مجھے ایسے لوگوں سے بچالے گی۔۔۔۔۔ یہ لوگ ہر وقت ہتھیاروں سے کھیلنے والے اور تم نے کبھی کسی گن کی شکل بھی دیکھی ہے۔۔ بس باتوں میں ہی افلاطون ہو" مرنی کی بات پر وہ خاموشی سے مسکرا دی۔

"یار چلو اس کا پیچھا کرتے ہیں" وہ جو پہلے حیدر سے بیزار نظر آتی تھی نجانے

کیوں یکدم اسے حیدر کے معمولات میں دلچسپی ہو گئی تھی۔ جہاں اسے کسی کے ساتھ دیکھ سکتی اسکی کھوج میں لگ جاتی۔

"پاگل ہو گئی ہو تم۔۔ ہمیں کیا وہ جہاں بھی جائے اور جو بھی کرے۔۔۔ اور یہ اچانک تمہیں اس میں اتنی دلچسپی کیوں ہو گئی ہے" مزنی اسکی حرکتوں سے شدید تنگ تھی۔ مزہ بھی آتا تھا مگر وہ اس قدر ر سکی تھی کہ کس وقت کیا کر جاتی تھی مزنی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا تھا۔

"افوہ! ہماری اسٹڈیز اسی بات سے ریلیٹڈ ہیں کہ ہم لوگوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کریں۔ اب چاہے وہ چھپ کر کریں یا دھڑلے سے سامنے بیٹھ کر۔۔ اپنی پڑھائی کو اگر ساتھ ساتھ عمل میں لے آئیں گے تو اس میں کیا حرج ہے۔۔ آخر تمہیں رپورٹ بنانا ہے کہ نہیں۔ رپورٹ بھی سیکرٹ ایجنٹس کا دوسرا نام ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہم لوگوں کے سامنے آ جاتے ہیں جبکہ سیکرٹ ایجنٹس بے نام ہی رہتے ہیں۔" اسکی دلیلوں کے سامنے مزنی کی کب چلی

تھی۔

"اچھا چلو لیکن اگر اسے شک ہو گیا کہ ہم اسکا پیچھا کر رہے ہیں تو جب وہ بے عزتی کرے گا تو میں بھاگ جاؤں گی" مزنی نے فاتینا کے ساتھ چلتے اسے وارنگ دی۔

"چپ کر" اسے خاموش کرواتی وہ جس انداز سے ڈپارٹمنٹ کے لان میں لگے درختوں کے پیچھے چھپ کر حیدر اور نمرہ کی گفتگو سننے کی کوشش کر رہی تھی اس پر کسی سیکرٹ ایجنٹ کا ہی گمان ہو رہا تھا۔

مگر حیدر اور نمرہ اتنی آہستہ آواز میں گفتگو کر رہے تھے کہ کوئی ایک بھی لفظ مزنی کے توپلے نہیں پڑھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد نمرہ اٹھ کر چلی گئی اب حیدر اکیلا رہ گیا تھا۔

"کوئی فائدہ ہوا تمہیں" مزنی نے یہ پوچھتے صرف لب ہلائے۔

فاتینا کسی گہری سوچ میں ڈوبی غائب دماغی سے اسکی جانب دیکھتی مڑی اور اسی

انشاء میں حیدر بھی درخت کے پیچھے سے نمودار ہوا۔

"مسئلہ کیا ہے آپ دونوں کا" جس بات کا مزنی کو ڈر تھا وہی ہوا۔

اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ دونوں اسکا پیچھا کر رہی ہیں۔

"کیا مسئلہ ہے ہمارا ہے؟" فاتمینا نے جس تیزی سے چہرے کے تاثرات بدلتے

معصومیت کا مظاہرہ کیا تھا مزنی تو مزنی۔۔۔ حیدر بھی سرا ہے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

"کیوں پیچھا کر رہی تھیں آپ میرا۔۔۔ آپکے خیال میں سب حسیات بند کی

ہوئیں تھیں میں نے" حیدر نے تیوری چڑھا کر کہا۔

"ارے بہت بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہیں آپ۔۔۔" فاتمینا نے دونوں بازو

سینے پر باندھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہاں اس درخت کی ریسرچ کرنے آئی ہیں آپ" وہ تلخی سے بولا۔

"ہم یہاں جو بھی کرنے آئے ہیں آپ سے مطلب۔۔۔ خواہ مخواہ ہی اپنے آپکو

ہیرو سمجھ رہے ہیں۔۔۔" اس نے استہزائیہ مسکراہٹ اس پر اچھالی۔

"اور اس طرح ڈرتے وہی ہیں جن کی داڑھی میں تنکا ہوتا ہے" اس نے حیدر کی داڑھی پر چوٹ کی۔

"میری داڑھی میں تنکا ہے یا مونچھوں میں آپ سے مطلب۔۔۔ اگر میں نے دوبارہ آپ کو یہ سب کرتے دیکھا تو میں ڈائریکٹر سے آپ کی شکایت کروں گا" شرافت کی زبان اگر آپ کو سمجھ آ جائے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا" آگ برساتی نظروں سے اسے دیکھتا وہ مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ڈپار ٹمنٹ کے اندر چلا گیا۔

"دیکھنا دے گیا تمہیں دھمکی۔۔۔ منع کیا تھا میں نے کے مت پڑوا سکے پیچھے۔۔۔ یہ بھی اگر کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہوا تو بس پھر اغوا ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ مجھے تو ویسے ہی ایسے لوگوں سے خوف آتا ہے۔۔۔ مگر ایک تم ہو جسے نہ تو ڈر لگتا ہے نہ ہی کوئی فرق پڑتا ہے" مزنی خوف کے مارے بولتی چلی جا رہی تھی۔

جبکہ فائینا کی پرسوں نگاہوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس نے مزنی کی کسی بات کو نہ

پوسنا ہے اور نہ ہی اسے خاطر میں لائے گی۔

"سن رہی ہو تم میری بات" اسے خاموش دیکھ کر مرزنی غصے سے چلائی۔

"سن لی ہے اب کیا کان کے پردے پھاڑو گی۔" اس نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"تو پھر آج اور ابھی فیصلہ کرو کہ اس بندے کے پیچھے نہیں لگو گی" مرزنی تو جیسے ٹلنے کو تیار ہی نہیں تھی۔

"بیٹانہ تو میں کسی سے ڈرتی ہوں اور نہ ہی کوئی ایسا پیدا ہوا ہے جو مجھے

ڈرائے۔۔۔ لہذا یہ باتیں تو تم چھوڑ ہی دو نا۔۔۔ دوسری بات یہ کہ میں اس بندے کی کھوج لگائے بغیر نہیں رہوں گی۔۔۔ یہ میں نے بہت دن پہلے طے کیا تھا اور اس فیصلے سے ایک انچ بھی نہیں ہٹوں گی" فاتمینا نے قدم آگے بڑھاتے اپنا فیصلہ سنایا۔ جسے سن کر مرزنی کا دل کیا کہ اسی لمحے فاتمینا کی دوستی کو خیر آباد کہہ دے۔

"شہریار کو آج پھر کو برانے اپنے اڈے پر بلایا تھا۔" ہاں بھی شہزادے کیسے ہو

کیا پرو گریس ہے۔۔۔۔ مال کہاں تک پہنچا اور کسی کو لڑکی پر شک تو نہیں ہوا۔
نہیں سرا بھی تو سب کام بہت طریقے سے چل رہا ہے۔۔ کسی کو شک بھی نہیں
ہوا بلکہ لڑکیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے "اس نے بڑے فخریہ انداز میں
بتایا۔

کو برانے اپنی جھکی آنکھیں اٹھا کر کچھ دیر اسے غور سے دیکھا۔۔ یہ پہلا موقع تھا
کہ وہ براہ راست اسے دیکھ رہا تھا۔ اب تک کی ملاقاتوں میں کو برانے بہت کم
اسکی جانب دیکھا تھا۔ اور اگر دیکھا بھی تو اس قدر سری سر سری نظر ڈالی کہ شہریار کو
اسکی آنکھوں کی بناوٹ تک کا علم نہیں ہو سکا۔

اور آج۔۔۔ تو جیسے وہ اس پر سے نظریں ہٹانا بھول گیا تھا۔

پھر یکدم اس نے ہولے سے مسکراتے اپنے ٹیبل کی دراز سے کچھ نکالا اور پھر سیدھا ہوتے اپنی گن کے نشانے پر شہریار کو رکھا۔ شہریار یہ توقع ہر گز نہیں کر رہا تھا۔

وہ نہ صرف گنگ رہ گیا بلکہ وہ یہ بھی سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر اسکی گفتگو میں ایسی کیا بات ہوئی ہے کہ جس نے کو برا کو اس حد تک جانے پر مجبور کر دیا۔
"میں نے تمہیں اسی لیے نہیں چنا تھا کہ تم ارد گرد سے آنکھیں بند کر کے صرف چین کی بانسری بجاؤ اور ایک لڑکی پر اعتماد کر کے خود آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاؤ۔۔۔ ایسے ناکارہ لوگ میری ٹیم کا حصہ نہیں ہوتے۔۔۔ میرے ساتھ کام کرنے کی صرف ایک شرط ہے۔۔۔ کہ کام کے دوران اپنی آنکھیں اور کان چوبیس گھنٹے کھلے رکھو۔۔۔ ایک سیکنڈ کے لیے بھی بند نہ ہوں۔۔۔ میں اپنی ٹیم میں شامل ہونے والے بندے کو چھوڑتا کبھی نہیں لہذا اس خوش فہمی

میں مت رہنا کہ اگر تم میرے معیار پر پورے نہ اترے تو تمہیں آسانی سے جانے دوں گا۔ میرے معیار پر نہ تھی اترے تو میری اس گولی کے معیار پر پورے ضرور اترو گے۔۔۔۔" اس نے شیطانی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتے کہا۔

"سر میرا قصور کیا ہے" شہریار گھگھکیا۔
"قصور۔۔۔ میں تمہیں بتاؤں گا۔۔۔ اگر میں ہر ایک کو اسکے کام کا طریقہ کار سمجھانے بیٹھ گیا تو کرچکا میں اپنا سارا بزنس۔۔۔ (گالی)
اس ہاسٹل میں سے ایک لڑکی آج تین دن سے غائب ہے تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ" اب کی بار کو برانے اپنی لال انگارہ آنکھیں نکال کر شہریار کو گھورتے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔

"س۔۔۔ سوری سر۔۔ میں واقعی نہیں جانتا تھا" شہریار اسکے اس قدر باخبر ہونے پر حیران ہونے کے ساتھ ساتھ شرمندہ بھی تھا۔

"اب نام بھی میں بتاؤں؟" کوبرا کی بات پر وہ اور بھی شرمندہ ہوا۔

"اس ہاسٹل کی ایک ایک لڑکی کا بائو ڈیٹا تمہیں اور تمہاری اس ہوتی سوتی کو پتہ ہونا چاہیے وہ کس سے ملتی ہیں۔۔۔ کہاں آتی جاتی ہیں خاص کر وہ لڑکیاں جو ہماری منشیات استعمال کر رہی ہیں۔ اگر وہ کسی بھی ایجنسی کے بندے کے ہاتھ لگ گئیں تو تم تو مرو گے ہی ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبو گے۔۔۔۔۔ یہ پہلا اور آخری موقع ہے۔۔۔۔۔ اس لڑکی کے بارے میں پتہ کرو اور باقی سب کے بارے میں بھی ساری معلومات مجھے دو دن کے اندر اپنی ٹیبل پر چاہئیں ورنہ تیسرے دن میں تمہیں کچھ سوچنے کا بھی موقع نہیں دوں گا۔۔۔" اس نے دانت پیستے ایک مرتبہ پھر شہریار کو گھورا جواب کی بار نظریں جھکائے اسکی بات پر سر ہلا کر اسکا اشارہ پاتے ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔

جیسے ہی وہ ہاسپٹل کی لابی میں آیا کسی کی دلدوز چیخیں اسے سنائی دیں اور یہ پہلی

مرتبہ نہیں تھا پچھلے چار دن سے وہ ایسی آوازیں ہر تھوڑے وقفے سے سنتا تھا۔
کہیں بھی اور جانے کی بجائے طحہ نے رخ اسکے کمرے کی جانب کیا۔
اور کسی سے نہیں مگر طحہ کو دیکھتے ہی اب اتنا ضرور ہوتا تھا کہ اسکی چیخوں میں نہ
صرف کمی واقع ہوتی تھی بلکہ وہ خود بھی طحہ سے اپنی کیفیت سنیر کر جاتی تھی۔
کمرے میں آتے ہی طحہ کی نظر سا شاپر پڑی۔ طحہ کو دیکھتے ہی وہ جو نرسوں کے
قابو سے باہر ہوتی جارہی تھی یکدم خاموش ہو گئی۔
وہاں موجود نرسوں نے فوراً اسے سلام کیا۔

"سریہ تو ہمارے قابو ہی نہیں آتی" ایک نرس نے روہانسی آواز میں وضاحت
پیش کی مبادا ڈاکٹر طحہ سے ڈانٹ پڑ جائے۔ وہ پورے ہاسپٹل میں اپنے سخت
اصولوں کے باعث مشہور تھا۔ اور اسکے اصولوں میں سب سے پہلا اصول
مریضوں کو اپنے گھر کا فرد جان کر سلوک کرنا تھا۔
اسکے نزدیک مہینے کے آخر میں ملنے والی تنخواہ سے زیادہ ہر لمحے مریضوں کی

دلجوئی کرنا زیادہ اہم تھا۔ کیونکہ اسکا ماننا تھا کہ ڈاکٹر اور نرسوں کے ایسے
مریضوں کے ساتھ بیہوش کرنا چاہیے کہ انکی آدھی بیماری ان سے بات کر کے ہی
دور ہو جائے۔

"جی میں جانتا ہوں۔۔۔ یہ مشکل کیس ضرور ہیں مگر ناممکن نہیں۔ اور اللہ نے
ڈاکٹری جیسے پیشے کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں لکھا۔۔۔ ہمیں اپنی پوری سی
کوشش کرنی پڑے گی اور کرنی ہے۔۔۔ آگے اللہ اس لڑکی کے لیے بہتر
کرے۔" کہتے ساتھ ہی اس نے ان سب کو جانے کا اشارہ کیا۔

ساشا کی بے چینی وہ دیکھ چکا تھا اور وہ تب ہی بے چین ہوتی تھی جب اس سے
بات کرنا چاہتی تھی مگر کسی اور کے سامنے اس سے بات نہیں کرتی تھی۔
اسی لیے اس نے نرسوں کو وہاں سے ہٹایا۔

"کیسی ہیں آپ۔۔۔ آج تو بہت بہتر لگ رہی ہیں" وہ مسکراتے ہوئے اس کے
بیڈ کے قریب آیا۔

"میں بہتر نہیں۔ بدتر ہو گئی ہوں اور دن بدن اور بدتر ہو جاؤں گی اگر آپ نے مجھے میری سکون آوردائیاں نہ دیں۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ تو ڈاکٹر ہیں آپ تو جانتے ہوں گے۔۔۔ وہ دوائی نقصان نہیں کرتی بلکہ سکون پہنچاتی ہے۔۔۔ ایک میٹھا سا سکون۔۔۔ جس۔۔۔ جس کے بعد مجھے کوئی پریشان کن سوچ نہیں آتی۔۔۔ آخر آخر آپ کیوں مجھے وہ نہیں دیتے" اپنا مدعا بیان کر کے آخر میں وہ روہانسی لہجے میں بولی۔

"سا شا۔۔۔ آپ کی سکون آوردواؤں کے نام چینج ہو گئے ہیں۔۔۔ یہ دیکھیں۔۔۔ یہ جو آپ کو انجکشن دیا جاتا ہے یہ وہی ہے۔۔۔ اس سے بھی آپ کو سکون ملتا ہے" طحہ نے اسے سمجھانا چاہا۔

"جھوٹ بولتے ہیں آپ یہ وہ نہیں ہے۔۔۔ اگر وہ ہوتی تو جاگنے کے بعد مجھے اسکی طلب کے لیے جسم میں چیونٹیاں سی چلتی کیوں محسوس ہوتی ہیں۔۔۔ ابھی بھی ہو رہی ہیں۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیوں ہو رہی ہیں" وہ چلائی۔

"ساشا۔۔ ساشا" وہ جو اپنے جسم کو نوچ رہی تھی طحہ نے یکدم آگے بڑھ کر اسے چھنچھوڑا۔

یکدم چونک کر وہ کچھ لمحے ساکت آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتی رہی جسکے ہاتھ سختی سے اسکے کندھے پر جمے ہوئے تھے۔

آہستہ سے اپنا سر اسکے کندھے پر رکھ کر وہ اونچی اونچی رونے لگ گئی۔

اس وقت اس کا اور طحہ کا رشتہ صرف ایک مریض اور طبیب کا تھا۔

طحہ نے اسکی تکلیف کو محسوس کرتے سختی سے لب بھینچے اور آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر پاس رکھا انجکشن اسکے بازو میں لگا دیا۔

"سی" کر کے وہ طحہ سے دور ہوئی۔

"آپ نے پھر مجھے یہ لگا دیا۔۔۔ یہ میری تکلیف کم نہیں کرتا۔۔۔ یہ مجھے کچھ

بھولنے نہیں دیتا" وہ یکدم روتے ہوئے طحہ کے بازو پر مکے برسا کر روتی ہوئی بولی۔

"آپ کو کیا بھولانا ہے آپ مجھ سے اپنا دکھ شئیر کر سکتی ہو۔۔۔ رُیلی میں بہت اچھا فرینڈ ہوں" طحہ نے مسکراتے ہوئے اسکے بیڈ کے پاس رکھی کر سی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ جیسے واقعی وہ آج اسے ہی سننے آیا ہو۔

"رہنے دیں ڈاکٹر آپ کہاں کے اچھے فرینڈ ہیں۔۔۔ میری اتنی سی بات تو مانی نہیں کہ مجھے وہ والی پڑیا ہی لادیتے۔۔۔" ساشا نے برا مناتے ہوئے منہ پھلا کر کہا۔ اس وقت وہ بہت نارمل انداز میں بات کر رہی تھی۔ ہلکے سے گھنگریالے بال اسکے چہرے پر بکھر کر اسکی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہے تھے۔

طمح نے دکھ سے اسے دیکھا۔۔۔ "کتنی پیاری لڑکی نجانے کیسے کچھ گھٹیا لوگوں کے ہتھے چڑھ گئی" اس نے افسوس سے سوچا۔

"میری باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے نہ آپ کے پاس" اپنے ناخنوں سے کھیلے ہوئے نظریں جھکائے وہ بولی۔

"ہے کیوں نہیں ہے جواب۔۔۔ میں آپکا دوست ہوں اسی لیے نہیں چاہتا

آپ جھوٹی تسکین حاصل کریں۔۔۔ میں چاہتا ہوں آپکا جو بھی دکھ تھا آپ اس سے نظریں ملا کر اسے فیس کریں۔۔۔ آنکھیں بند کر کے خود کو ایک حرام اور گھٹیا چیز میں گم کر کے اپنی شخصیت حتیٰ کہ پوری زندگی کو یوں برباد مت کریں "اس نے رسان سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

ساشا خاموش رہی۔ مگر وہ جانتا تھا وہ اسکی بات سن رہی ہے۔ ایسا ہی ہوتا وہ جب اسے سمجھاتا وہ خاموش ہو جاتی مگر اسکی بات ضرور سنتی۔

"ساشا آپ سن رہی ہو" طحہ نے جان بوجھ کر اسے متوجہ کیا۔

"ہمم" طحہ کے لیے اتنا ہی بہت تھا۔

"آپ پڑھی لکھی ہو۔۔۔ کم از کم اتنا تو جانتی ہو گی۔۔ کہ آپ نشے کی لت کی عادی ہو گئیں تھیں۔۔ اور یہ کس قدر خطرناک ہے یہ ہر کوئی جانتا ہے۔۔ مجھے کچھ خاص بتانے کی ضرورت نہیں۔۔ ساشا۔۔ اسکے وہ لوگ عادی ہوتے ہیں جنہیں اللہ۔۔ اسکی حکمت اور قسمت کے ہیر پھیر پر یقین نہیں ہوتا۔۔ باہر

کے ممالک میں ڈر گز لینے والوں کی تعداد اسی لیے زیادہ ہے کہ انکے پاس اپنے دکھ بیان کرنے کے لئے کوئی راستہ نہیں۔۔۔ جبکہ ہمارے پاس پانچ وقت کی نماز ہے۔۔ جس میں ہم اللہ کے سامنے روبرو ہو کر شکوے شکایات کر کے دل کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔۔ ہمارے پاس قرآن ہے جس کو پڑھ کر ہم اپنے لئے بہتری کی راہیں ڈھونڈ سکتے ہیں۔

۔ آپ کی تکلیف جتنی بھی بڑی ہے۔۔۔ کیا آپ کو یہ یقین نہیں کہ اللہ کی رحمت آپ کی اس تکلیف سے کہیں زیادہ بڑھی ہے؟ "طحہ نے اسے باتوں میں الجھایا۔ اسکے یقین کو جانچنے کے لیے۔۔

"ایسا تو نہیں" اسکے یکدم کہنے پر اسے یک گونہ سکون ہوا کہ ابھی وہ گمراہی کی جانب نہیں بڑھی۔ ایمان کا دامن ابھی تھامے ہوئے ہے۔

"مجھے نیند آرہی ہے اب آپ جائیں یہاں سے" وہ نروٹھے پن سے تکیہ درست کرتے منہ دوسری جانب کیسے لیٹ گئی۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ اب اور کچھ سننا

نہیں چاہتی۔

"او کے ابھی تو میں جا رہا ہوں مگر کل آپ سے آپ کی فیملی کے بارے میں
ڈسکشن ہو گی" طحہ کی مسکراتی آواز پر اس نے یکدم رخ موڑ کر قہر برساتی
نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کچھ نہیں بتانا مجھے کسی کے بارے میں چلے جائیں آپ یہاں سے دوبارہ مت
آئیے گا کچھ نہیں بتانا مجھے۔۔۔۔۔ کچھ نہیں کہنا مجھے سمجھے آپ" وہ بیٹھ کر
چلاتے ہوئے بولی پھر سے اس پر دور ہٹنا شروع ہوا۔ چلاتے ہوئے ساتھ ساتھ
وہ اپنے منہ اور بالوں کو نوچ رہی تھی۔

"او کے میں کچھ نہیں پوچھتا کام ڈاؤن" طحہ نے جان بوجھ کر یہ بات چھیڑی
تھی جس سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی تکلیف کا تعلق اس کی فیملی کے ساتھ جڑا
ہے۔ اور یہی اسے واپس زندگی کی جانب لانے کا طریقہ تھا کہ اصل وجہ سے
جڑی کھولن اور غبار اسکے اندر سے باہر نکالا جائے۔

اور طحہ نے آج یہ پہلا قدم لے لیا تھا۔ کیونکہ اس لڑکی سے اور بھی بہت سے اہم راز جاننے تھے۔۔۔ آخر اسے اپنے سیکرٹ ایجنٹ والی ڈیوٹی بھی تو انجام دینی تھی۔

"کیا ہے حیدر ابھی تک تم مجھے باہر ڈیٹ پر نہیں لے کر گئے" وہ دونوں اس وقت کیفے ٹیریا کے پچھلی جانب بیٹھے تھے جہاں اسٹوڈنٹس کا زیادہ آنا جانا نہیں تھا۔

"چلے جائیں گے پہلے تم اپنے اس دم چھلے سے تو جان چھڑاؤ" حیدر نے شہریار کے بارے میں کہا۔

"ارے وہ تو بس ایسے ہی۔۔۔ اصل میں میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں اس کے ساتھ کچھ بزنس کر رہی ہوں تو بس اسی لیے میں اسے ابھی نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔ مگر تم فکر مت کرو وہ ہمیں کچھ نہیں کہے گا۔" اس نے حیدر کو تسلی

دلاتے ہمیشہ کی طرح گول مول بات کی۔

"کون سا بزنس" اس نے سرسری لہجے میں پوچھا

"چھوڑو بھی ان باتوں کو" حیدر کا دھیان ہٹاتے وہ اپنے لہجے کی گھبراہٹ روک نہیں پائی۔

"تمہیں ابھی تک مجھ پر اعتبار نہیں نا۔" حیدر نے ہولے سے مسکراتے نمرہ کی

جانب دیکھا اور بس اس کا دیکھنا ہی اسے دنیا مایا سب بھلا گیا۔

"ارے کیوں نہیں ہے" اسکا لہجہ چغلی کھا رہا تھا۔

"اگر اعتبار ہوتا تو تم مجھے اپنے بزنس کی نوعیت بتاتی۔۔ ایسے نہیں بے اعتبار

کرتیں" حیدر نے چہرہ موڑتے منہ پھلا کر کہا۔

اور نمرہ کہاں اسکی ناراضگی برداشت کر پاتی تھی۔

پہلی مرتبہ تو وہ اتنی اپنائیت کا اظہار کر رہا تھا۔

"بتاتی ہوں۔۔ اچھا سنو" یکدم کچھ فیصلہ کرتے اس نے کہا۔

"نہیں رہنے دو جو کہہ کر کروایا وہ اعتبار ہی کیا۔۔۔ بس آج مجھے تمہاری زندگی میں اپنی حیثیت کا اندازہ ہو گیا ہے" کہتے ساتھ ہی اس نے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"افوہ اب اتنے اموشنل مت بنو۔۔۔ بتا رہی ہوں اور تم سنو گے۔۔۔ پلیز حیدر اس طرح اجنبی مت بنو" اس نے حیدر کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اصل میں۔۔۔ شہر یار مجھے ڈر گز دیتا ہے اور میں ہاسٹل میں موجود لڑکیوں کو بیچتی ہوں۔۔۔ اور چونکہ وہ جماعت کا بندہ ہے اور پہلے بھی بہت سے کیسز میں پکڑا جا چکا ہے تو یہاں پر موجود کچھ لوگوں کو اسلحہ پلائی کرتا ہے مگر وہ اسلحہ وہ خود یہاں نہیں لا سکتا لہذا میں وہ اسلحہ وارڈن کے اسٹور روم میں رکھتی ہوں۔

وارڈن بھی پیسے لے کر کام کرنے دیتی ہے اور کسی کو شک بھی نہیں ہوتا کہ انکے پاس یہ اسلحہ کہاں سے آتا ہے۔ کیونکہ لڑکیوں کے ہاسٹل پر ابھی کسی کا شک نہیں گیا۔ ان لوگوں کو جب جب ہنگامے کرنے کے لیے چاہیئے ہوتا ہے ہم

رات میں اپنے ہاسٹل کے دروازے کھولوا دیتے ہیں اور وہ خاموشی سے آکر
لے جاتے ہیں۔ چوکیداروں کو لڑکیاں دے کر انکی وہ رات رنگین کر دیتے ہیں
اور پھر وہ بھی خوش اور ہم بھی خوش "اس نے مکاری سے ایک آنکھ دباتے
سرگوشی نما آواز میں حیدر کو ساری حقیقت بتائی۔
حیدر کا چہرہ بے تاثر رہا۔

"واؤ! انٹر سٹنگ۔۔۔ اور کتنا لیبیتی ہو" اسکی بات پر وہ بھی پر جوش ہوئی۔
"یہ تو رہنے ہی دو بس سمجھو لا کھوں میں کھیل رہی ہوں۔" اس نے تفاخر سے
بال جھٹکتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہارے ڈیڈی تو منسٹر ہیں پھر تمہیں اتنے روپے پیسے کی کیا ضرورت
ہے" حیدر نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اوائے ہوئے یہ انفارمیشن تو میرے بہت قریبی لوگوں کے علاوہ اور کسی کو
نہیں۔۔۔ تم نے بڑا پتہ رکھا ہوا ہے میرے بارے میں" اس نے حیدر کو

چھیرٹتے ہوئے کہا۔

"جب تم سے تعلق بنانا ہے تو تمہارے بارے میں پتہ تو رکھنا پڑے گا نا اور
ویسے بھی کیا میں اب تمہارے قریبی لوگوں میں سے نہیں ہوں" حیدر نے
اسکی جانب دیکھتے ایک جذب سے کہا۔

"تم ہی تو اب میرے سب سے قریب ہو" اس نے حیدر کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ
رکھتے کہا جو کرسی پر دھرا تھا۔

"اصل میں ہم جیسی ناجائز اولادوں کو یہ منسٹر کبھی اون نہیں کرتے۔۔ سو میں
انکے ساتھ نہ رہتی ہوں نہ ان سے میرا براہ راست کوئی تعلق اور رابطہ ہے۔
اسی لیے اپنے یلے مجھے پیسہ کمانا تھا سو وہ میں اس ذریعے سے کما رہی ہوں۔"
اس نے کندھے اچکاتے ایسے بتایا جیسے کسی اور کی بات کر رہی ہو۔

"اور اگر میں بھی پیسہ کمانا چاہوں اور تمہارے اس کاروبار میں تمہارے ساتھ
کام کرنا چاہوں؟" حیدر کی بات پر کچھ لمحے وہ گنگ رہ گئی وہ حیدر سے ایسے

مطالبے کی توقع نہیں کرتی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔ مگر مجھے پہلے شہریار سے پوچھنا پڑے گا" اسکی بات پر نمرہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم اتنی پاور فل نہیں کہ یہ ڈیسین خود سے لے سکو۔۔ اس میں بھی تم شہریار کی منہ دیکھو گی کہ وہ تمہیں اجازت دے تو مجھے بھی شامل کرو گی۔ حد ہے یار میں تمہیں اتنی ننھی بچی نہیں سمجھتا تھا جسے شہریار کی ڈکٹیشن کی ضرورت پڑے ویسے بھی اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے میں انوالو ہیں تو مجھے تو وہ ایسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہے جیسے کچا چبا جائے گا۔۔ اب ایسے میں تم اسے سے جا کر یہ سب بات کرو گی تو تمہارے خیال میں وہ خوشی خوشی مجھے یہ سب کرنے دے گا۔۔۔ اور ایک اور بات بتاؤ تم اسکے تھرو کسی گینگ کے لیے یہ کام کر رہی ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی اپنا حصہ رکھتا ہو گا؟" حیدر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہری سی بات ہے" نمرہ نے اسکی بات کی تائید کی۔

"تو اگر یہ سب کام تم ڈائریکٹ اس گینگ سے لو تو سوچو وہ سارا پیسہ بھی

تمہاری جیب میں جائے گا" حیدر کی بات پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"یہ تو ہے۔۔۔ مگر یہ ہو گا کیسے۔۔۔ میں بولڈ ہوں مگر کسی گینگ کے ساتھ

براہ راست کبھی کام نہیں کیا یہ پہلا اتفاق ہے۔۔ میں اکیلی ایسا نہیں کر پاؤں

گی" اس نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"ارے یار تمہیں کون کہہ رہا ہے کہ کیلے کرو۔۔۔ تم مجھے ابھی خفیہ طور پر

اس کام میں اپنے ساتھ ڈالو۔۔ پھر آہستہ آہستہ شہر یار کے ذریعے اس گینگ

تک جاؤ اور پھر وہاں سے تم ان سے تعلقات بناؤ تو پھر جیسے تم شہر یار کے لیے کام

کر رہی ہو میں تمہارے لیے کرتار ہوں گا۔ تم اکیلی تو نہیں ہو گی" حیدر کی

بات اس کے دل کو لگی۔

"کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو مگر مجھے سوچنے کے لیے تھوڑا وقت دو"

"وقت تو میں دے دیتا ہوں مگر خیال رکھنا شہریار کو اس بات کی بھنک تک نہ
پڑے نہیں تو ایسے لوگ اپنے خلاف جانے والوں کو مروانے میں ایک سیکنڈ کی
دیر نہیں لگاتے اور اس طریقے سے مرواتے ہیں کہ انکے خلاف کوئی ثبوت
نہیں ہوتا۔ خود آزاد گھومتے ہیں اور اپنے مخالف کو قبر میں پہنچاتے ہیں" حیدر
نے اسے حقیقت کا رخ دکھایا۔ نمرہ چپ چاپ اسے دیکھ گئی۔

"تم اتنے بڑے بڑے فیصلے خود سے کیسے کر سکتے ہو؟" وہ جو کچھ دیر پہلے اپنے
کام سے تھکا ہارا آیا تھا۔ لہجہ کرنے کے بعد چائے کا کپ تھامے ریلیکس انداز
میں لیپ ٹاپ سامنے رکھے اپنی میلز چیک کرنے میں مصروف تھا۔
باس کا فون آتے ہی اور انکا سوال سنتے ہی ذرا الرٹ ہو گیا۔
"سوری سر میں آپ کی بات سمجھا نہیں کون سے فیصلے کی آپ بات کر رہے ہیں"

اس کے سوال پر جو کچھ انہوں نے بتایا اس کا دماغ چکرا کر رہ گیا یہ تو حرف بہ حرف وہی بات تھی جو اس نے اس بے باک لڑکی سے کی تھی۔ اپنے غصے کو اس نے بمشکل قابو کیا۔

سر میں نے آپکو پہلے بھی کہا تھا کہ میرا اور میری ٹیم کا کام کرنے کا اپنا ایک طریقہ کار ہے۔۔ میں اگر لیگل طریقے سے مجرموں کو پکڑنے بیٹھ جاؤں نہ تو پکڑ چکا نہیں۔۔۔ جو کچھ ان لیگل مہروں کے ٹھپے لگوا کر لوگ دو نمبریاں کرتے ہیں وہ سب بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ جبکہ میں لیگل طریقے اپنا کر اگر اپنے ملک کے مفاد کے لیے ان لیگل لوگوں کو پکڑتا ہوں تو میرا نہیں خیال اس سے کسی کو کوئی مسئلہ ہونا چاہیے۔ "اس نے صاف گوئی سے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے یار مگر تھوڑا ہاتھ ہولار کھو۔۔۔ کم از کم مجھے تو بتادو کہ تم کرنے کیا جا رہے ہو" وہ اسکی بات سے متاثر ہوتے ہوئے بولے۔

"سر بہت سے فیصلے موقع پر لینے پڑتے ہیں۔۔۔ میں نے کچھ دیر میں آپکو کال

کر کے بتا ہی دینا تھا اور آج کی ساری رپورٹ دینی تھی۔ مگر کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ آپ تک یہ سب معلومات کن ذرائع سے پہنچی ہیں اور آپ کو کیا مجھ پر اعتبار نہیں جو آپ نے میرے پیچھے بندے لگائے ہوئے ہیں " اب کی بار وہ ذرا ناراض لہجے میں گویا ہوا۔

"بیٹا جی بات یہ ہے کہ تم ہو یا تم سے بھی بڑا کوئی ایجنٹ اسکے پیچھے بندہ لگانا پڑتا ہے۔۔۔ اسکی حفاظت کے لیے بھی تاکہ اگر حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ وہ کہیں پھنس جائے تو کم از کم ہم اسے بچانے کی کوئی فوری تدبیر کر سکیں۔۔۔ بڑے نیگیٹو ہو رہے ہو خیر ہے۔۔۔ تم پر اعتبار نہ ہوتا تو تم ات تک بہت سے کیسز میں میری بے جا حمایت حاصل نہ کر چکے ہوتے۔۔۔ مجھے تو بہت مرتبہ تمہیں بچانے کے چکر میں اپنی آفیشل حدود سے باہر جا کر بات سنبھالنی پڑتی ہے " انکی بات پر وہ ہولے سے مسکرایا۔

"اسکے لیے تو واقعی آپکا مشکور ہوں "

"اچھا بس مسکے مت لگاؤ۔۔ جلد ہی گھر کا چکر لگانا" انکی بات پر اس نے حامی بھرتے فون رکھا۔

مگر اب وہ اس پریشانی میں تھا کہ سرنے کس کو اسکے پیچھے لگایا ہے۔

"کیا بات ہے تم آجکل بہت پریشان ہو" آجکل نمرہ حیدر سے ذرا دور دور رہ رہی تھی۔

لہذا حیدر کو اسے کال کرنی پڑی۔ یونیورسٹنی میں بھی وہ ہر وقت شہریار کے ہمراہ ہی ہوتی تھی۔

حیدر کو ڈر تھا کہ کہیں اس نے شہریار کو حیدر کو بزنس میں ساتھ ملانے والی بات نہ کر دی ہو۔

"ہاں اصل میں ایک ایشو ہو گیا ہے" اسکی آواز میں پریشانی گھلی تھی۔

حیدر ٹھٹھکا۔

"تم نے کہیں شہریار کو مجھے شامل کرنے والی بات تو نہیں بتادی۔" اس نے اپنا
خدا شہ ظاہر کیا۔ آخر تھی تو صنف نازک۔۔۔ اور پیٹ کی ہلکی۔

"ارے نہیں۔۔۔ پاگل نہیں ہوں کہ ایسی بات کر کے اپنی شامت کو آواز
دوں۔۔۔ وہ کبھی بھی مجھے اس حد تک جانے نہیں دے گا" اس نے صاف گوئی
سے بتایا۔

حیدر نے شکر کیا۔

"تو پھر؟"

"اصل میں ہمارے ہاسٹل کی ایک لڑکی کچھ دنوں سے گم ہو گئی ہے۔ یہاں سے
کہیں جانے کے لیے نکلی تھی اور وہ میری کافی پرانی کسٹمر تھی اور مجھ سے اچھے
سے واقف تھی۔ اگر وہ کسی ایجنسی والے کے ہاتھ لگ گئی تو سمجھو ہمارے لیے
بہت سی مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔۔۔ میری اس سے کافی دوستی

تھی۔۔ اور اسلحہ کے بارے میں بھی وہ جانتی تھی۔۔۔ "اس نے تفصیل سے اپنی پریشانی بتائی۔

"اوہویہ تو بہت برا ہوا۔۔ نام کیا تھا اس کا۔۔" اس نے سرسری لہجہ اپنایا۔
"سا شانا نام تھا۔۔ تم اپنے طور پر پتہ کروا سکتے ہو" نمرہ نے لجاجت بھرے انداز میں کہا۔

"چلو کوشش کرتا ہوں۔۔ اور اگر اس کے بارے میں پتہ چل گیا کہ کہاں ہے تو؟" حیدر کے سوال پر کچھ لمحوں کی خاموشی چھائی۔۔

"تو پھر اسے مروادیں گے" نمرہ کی بات پر اب خاموش ہونے کی باری حیدر کی تھی

"چلو میں کوشش کرتا ہوں کہ اسکا پتہ چل جائے" کچھ توقف کے بعد حیدر سنجیدہ لہجہ میں گویا ہوا۔۔ پھر کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس نے کال بند کر دی۔

"آج چھٹی کیا آگئی لگتا ہے اماں نے گھر کے سارے کام مجھ سے ہی کرانے کی ٹھان لی ہے۔۔۔ میں فائینا کم اور چندن ماسی زیادہ لگ رہی ہوں۔۔۔۔۔ یہ سب آپکی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ اب وہ غصہ جو آپ پر نکلنا چاہیے تھا مجھ غریب پر نکل رہا ہے" فائینا جالے صاف کرنے والا برش ایک جانب رکھ کر مریم سے آنکھ بچائے کسی کوتیزی سے میسج ٹائپ کرنے میں مصروف تھی۔

"ہا ہا ہا ہا" دوسری جانب دل کھول کر ہنسا جا رہا تھا۔

"ہنس لیں ہنس لیں۔۔۔ کبھی یہ دن ہم پر بھی آئیں گے جب آپکی درگت بنے گی" وہ کہاں باز آنے والوں میں سے تھی۔

جیسے ہی کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ جلدی سے موبائل ٹراؤزر کی جیب میں غائب کرتے شد و مد سے کام میں جت گئی۔

"ابھی تک تم ایک ہی جگہ کور کڑے جا رہی ہو" مریم نے لاؤنج میں آتے ہی

خشمگین نظروں سے اسے گھورا۔

"تو کیا کروں صحیح سے صاف نہیں کیا تو بھی آپ ہی کی باتیں سننے کو ملنی ہیں۔ حد ہو گئی ایک تو شرافت سے صاف کر رہی ہوں اس پر بھی مطمئن نہیں۔۔۔ مفت کام کر رہی ہوں آپکا تو اس پر بھی باتیں سنائیں جارہی ہیں۔۔۔ چندان سے کروائیں نا تو میں دیکھتی وہ آپکی باتیں کیسے سنتی ہے۔۔۔۔ چار سنا کر جاتی آپکو" وہ ناگواری سے بڑبڑ کرے جارہی تھی۔ اتنا تیز ہاتھ نہیں چل رہا تھا جتنی تیز زبان۔۔۔

"ہائیں ہائیں۔۔۔۔ ماں سے ایسے بات کرتے ہیں۔۔ اسی لیے تجھے یونیورسٹی بھیج رہی ہوں کہ تو یہ سب سیکھ کر آئے۔۔۔۔ آنے دے ذرا سببطين کو اس بار تیری تو پڑھائی ساری پوری کرواتی ہوں میں۔۔۔ گھر نہ ہو گیا کوئی سیاسی ٹاک شو سمجھ لیا تو نے۔۔۔ باتوں کی بوچھاڑ کر دی مجھ پر۔۔۔ میں کوئی سیاستدان ہوں۔۔۔ جو باتیں سنا رہی ہے مجھے۔۔۔" وہ تو حیرت سے گنگا سکی

زبان کے جوہر دیکھ رہیں تھیں۔ جو آجکل کچھ زیادہ ہی ہو گئی تھے۔
"اور ایک اس نے تجھے سر چڑھایا ہوا ہے۔۔۔ بالکل بھی اسکے نقش قدم پر
نہیں چلنے دوں گی تجھے۔۔۔ ٹانگیں توڑ کر گھر بٹھا دینا ہے میں نے" وہ غصے
بھری نظریں اس پر جما کر بولیں۔

"کیا ہے اماں کیوں میرے پیشین کے پیچھے پڑی ہیں" اس نے ڈنڈا ایک جانب
رکھتے انہیں بازوؤں کے گھیرے میں رکھا۔

"مزنی نے سب بتا دیا ہے مجھے۔۔۔ زیادہ مسکے نہ مار دیکھتی ہوں میں کیسے تو وہ
سب کرتی ہے۔۔۔ ارے ذرا خوف نہیں تجھے۔۔۔ تو کیوں مان نہیں لیتی تو
لڑکی ذات ہے اور لڑکی ذات کو یہ نڈر انداز اچھے نہیں لگتے۔۔۔ لوگ دو منٹ
میں۔۔۔۔" اگلی بات سوچ کر ہی وہ کانپ گئیں۔

"کیوں میرے بڑھاپے کو مشکل بنا رہی ہو" انہوں نے بے چارگی سے کہا۔
"لڑکی ہوں تو کیا ہاتھ باندھ کر بیٹھ جاؤں۔۔۔ نہیں اماں اللہ نے عورت ذات

کو ہر طرح کی طاقت دی ہے۔ یہ ہماری سوچ ہے کہ ہم اسے صنف نازک کہہ کہہ کر اسکی صلاحیتوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ جب شروع سے آپ نے مجھے من مانی کرنے دی تو اب کیوں روک رہی ہیں"

"اسی لئے کہ میں اب اور کسی کو کھونا نہیں چاہتی" انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"اماں یہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں"

اس نے انکے آنسو صاف کیے۔

"فاتی تو تو میرا کل سرمایا ہے" مریم نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے کہا۔

وہ خاموشی سے مسکرا دی۔ جانتی تھی کیلے ان کو ہینڈل نہیں کر پائے گی۔ ایک وہی تو تھیں جن کے آگے اسکی بولتی بند ہو جاتی تھی۔

اب اسے انتظار تھا سب طین کا آئیں گے تو خود ہی اماں کو منالیں گے۔

وہ دل ہی دل میں سوچ کر مسکرا دی۔

"بہت دنوں بعد آئے آپ" طحہ اس دن کے بعد ساشا کے روم میں اسے دیکھنے نہیں گیا تھا مگر دریاب کی ہدایات پر اسکی سیکورٹی سخت کروادی گئی تھی۔ کیونکہ وہ لڑکی بھی انہیں ہاسٹل میں ہونے والی سرگرمیوں کے بارے میں بہت اچھی معلومات دے سکتی تھی۔ اور دوسری اہم وجہ اس لڑکی کی زندگی تھی کیونکہ وہ ڈرگزشکار ہو کر ان ملک دشمن عناصر کا اعلیٰ کاربن چکی تھی۔ نمرہ اور اسکی اصلیت کے بارے میں جانتی تھی لہذا اگر وہ کسی ایجنسی کے ہاتھ لگ جاتی (جو کہ وہ لگ چکی تھی) تو نمرہ کے ذریعے ان لوگوں تک پہنچنا بہت آسان ہو جاتا جو اسے ڈرگزمیا کر رہے تھے۔ اور ایسا وہ لوگ قطعاً نہ چاہتے اس صورت میں وہ ساشا کو مروادیتے۔

لہذا اب چونکہ وہ دریاب اور اسکی ٹیم کے ہاتھ لگ چکی تھی لہذا دریاب کے کہنے پر بہت سے سادہ وردیوں میں لوگ ہمہ وقت اب ساشا کے روم کے ارد گرد موجود رہنے لگ گئے تھے۔

فی الحال اسکی کنڈیشن کی وجہ سے اسے ہاسپٹل سے گھر شفٹ نہیں کروایا جاسکتا تھا لہذا اسے ہاسپٹل میں رکھنا اب انکی مجبوری بن چکا تھا۔

ساشا کہ بارے میں ہاسپٹل میں موجود ساری معلومات کاریکارڈ ختم کروا دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ وہاں ساشا نام کی کسی لڑکی کا نام تک مریضوں کی لسٹ میں نہیں تھا۔

مخصوص لوگوں کے علاوہ اسکے کمرے میں اب کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔

"ہاں بس مصروفیت تھی کچھ۔۔ آپ سنائیں کیسی ہیں آج تو اور بھی زیادہ بہتر لگ رہی ہیں" وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے بیڈ کے قریب رکھی ٹیبل سے

اسکی فائل اٹھا کر چیک کرنے لگا۔

"آپکو ہی ٹھیک لگتی ہوں۔۔ جبکہ میرے خیال میں میری حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے" تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر استہزائیہ انداز میں مسکراتے ہوئے اس نے طحہ پر سے نظریں ہٹا کر تلخی سے کہا۔

"آپ ہر وقت اتنی مایوسانہ باتیں کیوں کرتی ہیں۔۔ اچھا مجھے بتائیں کہ آپکو اب ان ڈرگز کی طلب پہلے کی طرح ہوتی ہے؟" اسکے سوال پر وہ جو ایک مرتبہ پھر اسے دیکھ رہی تھی یکدم اس سے نظریں چراگئی۔

"نہیں" پھر کچھ وقفے کے بعد سادہ سے لہجے میں بولی۔

"کیا پہلے کی طرح پورے جسم میں چیونٹیاں رہن گتیں محسوس ہوتی ہیں؟" ایک اور سوال۔۔

اب کی بار ساشا نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"تو پھر ابھی بھی آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ بہتر نہیں ہیں" وہ اسکے بیڈ کے پاس

پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

وہ خاموش رہی۔

طحہ نے گہرا سانس کھینچا۔

"آخری مرتبہ جانے سے پہلے میں کچھ کہہ کر گیا تھا آپکو" اسکی بات پر ساشا نے ایک تیز اور تیکھی نظر اسکے مسکراتے چہرے پر ڈالی۔

"مجھے نہیں یاد" جس تیزی سے اس نے کہا تھا وہ لہجہ اور انداز طحہ کی مسکراہٹ گہری کر گیا۔

"جتنی تیزی سے آپ نے نفی کی ہے اس کا مطلب ہے آپکو اچھے سے یاد ہے،، اور پلیز آج جب تک آپ میرے سوالوں کے جواب نہیں دے لیتیں۔۔۔ میں فرسٹریشن کے جھوٹے دورے ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ دوست نرمی سے پیش آئے تو اچھا ہوتا ہے۔۔۔ نہیں تو اس رشتے میں کوئی لحاظ اور مروت نہیں ہوتی" اسکی دھمکی پر وہ حق دق رہ گئی۔

وہ طحہ سے اس طرح کے بے تکلف رویے کی ہر گز امید نہیں رکھتی تھی۔
 "ہاں جی۔۔ اب بتائیں۔۔ ایسی کون سی تلخ بات اور یاد آپکے ماضی سے جڑی
 ہے۔۔ جس نے آپکو آپکی زندگی کے ساتھ کھیلنے کی اجازت دی۔۔۔" وہ تو جیسے
 آج تہیہ کر کے آیا تھا اس سے ہر بات جاننے کے لئے۔
 "پلیئر ڈاکٹر مجھے کچھ نہیں پتہ" اس نے دونوں ہاتھوں کو بالوں میں پھنساتے
 اکتاہٹ بھرے انداز میں کہا۔

"ساشا آپ جب تک اپنے اندر کا غبار باہر نہیں نکالیں گی آپ اس فیز سے باہر
 نہیں آ سکیں گی۔ آپکو اپنی زندگی پیاری نہیں ہے؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔
 "نہیں ہے مجھے اپنی زندگی پیاری اور پیاری ہو بھی کیوں۔۔۔ کس کے لئے کون
 ہے میرا جس کے لئے میں جیوں۔۔۔ تو بہتر نہیں مر جاؤں۔۔۔ چاہے عزت
 کی موت یا ذلت کی میری لئے کس نے رونا ہے" اسکی باتوں پر وہ ساکت رہ گیا۔
 واقعی اتنے دن گزرنے تک ساشا کے کسی والی وارث کا نام تک پتہ نہیں چلا تھا۔

جوائڈریس اسکی شناختی کارڈ پر تھا وہاں بھی پتہ کرنے پر اسکے گھر والوں کا کچھ پتہ نہیں چلا کیونکہ وہ گھر جس نے ساشا کے والد سے خریدا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اب کہاں رہتے ہیں۔

ساشا کے موبائل سے بھی جو کالز ٹریس آؤٹ کی گئی تھیں۔ وہ زیادہ تر صرف اسکے دوستوں کی تھیں۔

کہیں سے کوئی فیملی کا پتہ نہیں چلا تھا۔

آخر کیا معمہ تھا اسکے ماضی میں۔

"کیوں آپکی فیملی کہاں ہے؟" بالآخر طحہ کو اسکے بارے میں جاننا تو تھا۔ پہلے

اسکی حالت کے پیش نظر اس نے نہیں پوچھا تھا مگر اب وہ قدرے بہتر تھی۔

"میری کوئی فیملی نہیں ہے۔۔۔۔۔ میرا اس پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے"

ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے ان پر چہرہ ٹکائے وہ دوسری جانب دیکھتی بمشکل اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی جس میں وہ ناکام ہوئی تھی۔

"کیوں آخر کوئی تو آپ کے پیرنٹس ہوں گے نا۔۔ یا پھر۔۔" طحہ نے سنجیدہ لہجے میں ایک اور سوال کیا اور پھر جو سوچ آئی وہ اسے سوچنا نہیں چاہتا تھا مگر یہ بھی جانتا تھا کہ حقیقت کچھ بھی ہو سکتی ہے۔

"کاش ناجائز ہوتی تو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ مگر جائز اولاد جب اس پاک رشتے میں ایک طعنہ بن کر رہ جائے تو اسکی تکلیف ناجائز اولاد کا طعنہ سننے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔۔۔۔

آپ بھی نا۔۔ مجھے تکلیف سے دوچار کیسے بنا نہیں رہیں گے۔۔۔۔ جس حقیقت کو میں بھول تک جانا چاہتی ہوں آپ نے ضرور مجھے یاد دلانی ہے "اس نے اپنی نم آنکھیں طحہ کی جانب گھمائیں۔

اور طحہ کو یہ ماننے میں کوئی عار نہیں تھا کہ بلاشبہ وہ بے حد خوبصورت تھی۔ اتنی کہ ایک نگاہ کے بعد دوسری اور پھر تیسری اور پھر نگاہ اٹھتی ہی چلی جائے۔۔۔۔ مگر وہ بھی طحہ تھا اپنے نفس کو کٹھانیوں میں ڈالنے والا۔

آہستگی سے نگاہ ساشا کے صبح چہرے سے ہٹا لی۔

"کبھی کبھی کچھ تکلیفوں کا سامنا کرنا بہت مشکل لگتا ہے مگر ہمت کر کے اگر ہم اس کا سامنا کر لیں تو وہ تکلیف چند لمحوں کی ہوتی ہے بے شک اتنی شدید ہوتی ہے کہ آپکی پوری ہستی کو ہلا کر رکھ دیتی ہے مگر پھر جب وہ لمحے گزر جاتے ہیں تو پیچھے گہرا سکوت چھوڑ جاتے ہیں جیسے وہ زندگی میں کبھی آئے ہی نہیں تھے۔ پھر وہ تکلیف محض ایک یاد بن کر رہ جاتی ہے۔۔ جس کے یاد آنے پر آپ نہ تکلیف محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی اذیت سے گزرتے ہیں۔ وہ آپکے ماضی کا حصہ بن جاتی ہے۔۔۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ جس تکلیف کو محسوس کرنے سے آپ خوفزدہ ہیں اسے ہمت کر کے محسوس کر لیں تاکہ وہ پھر صرف ماضی کا حصہ بن کر رہ جائے" ساشا نہیں جانتی تھی اس ساحر کی باتوں میں کیا سحر تھا مگر اسے یوں لگتا تھا وہ طبعی نہیں روحانی ڈاکٹر ہو۔۔ وہ جب جب اسے سمجھاتا تھا اسے لگتا تھا وہ اسکی روح تک پر اپنی باتوں سے مرہم رکھ گیا ہے۔

اس نے ہمت مجتمع کی وہ سب کہنے کی جسے وہ نجانے کتنے سالوں سے اپنے آپ سے بھی چھپا رہی تھی۔

"میں اپنے سو کالڈ پیرنٹس کی اکلوتی اولاد ہوں۔۔۔۔ پھر بعد میں انکے اپنے اپنے بہت سے بچے ہوئے کہ وہ یہ بھول ہی گئے کہ جس رشتے کو انہوں نے اللہ اور رسول کے نام پر جوڑ کر ایک بچی کے والدین ہونے کا شرف حاصل کیا تھا وہ اس دنیا میں ہے بھی یا نہیں۔

میرے پاپا سی ایس ایس کر کے کمشنر لگ گئے۔۔ کچھ عرصے کسی پارٹی میں انکی ملاقات میری ممی سے ہوئی جو کہ ان سے بڑے رینک کے بندے کی بہن تھیں۔

بس پھر پہلی نظر محبت اور پھر شادی میں بدل گئی۔

میری ابوکا بیک گراؤنڈ گاؤں سے تھا اور ممی ہمیشہ سے شہر کی رہنے والی۔ اگلے سال میری پیدائش ہوئی اور میں ابھی تین سال کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ میری

پیرنٹس کے کلیشہز شروع ہو گئے مئی کو لگا انہوں نے شادی کے فیصلے میں جلد بازی کی اور پاپا کو لگا کہ انہوں نے غلط عورت کا انتخاب کیا ہے اور میرے چار سال کے ہوتے ہی دونوں میں ڈائورس ہو گئی۔

مجھے مئی لے گئیں مگر مجھے اپنے ساتھ رکھ کر وہ پچھتاتی تھیں۔۔۔ کیونکہ انکے بہت سے امیدوار تھے جو مجھے انکے ساتھ قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔

پاپا نے ڈائورس کے کچھ ماہ بعد ہی دوسری شادی کر لی اور مئی نے بھی عدت پوری ہوتے ہی شادی کر کے مجھے نانو کے پاس چھوڑ کر باہر کے ملک میں جانے کو ترجیح دی۔

میں ان دونوں کے لیے محض ایک تلخ حقیقت تھی جسے دیکھ کر انہیں اپنی زندگی میں ہونے والی غلطی یاد آتی تھی۔

ایک واحد نانو تھیں جنہوں نے میری ذمہ داری اٹھائی مگر وہ بھی کب تک اٹھاتیں میرے میٹرک کرتے ہی انکی ڈیبتھ ہو گئی۔

لوگوں کے رویے دیکھ کر انکی باتیں سن کر میں اچھی طرح جان چکی تھی کہ میں ایک ان چاہا وجود ہوں جسے کوئی بھی برداشت نہیں کرنا چاہتا۔

میرے ایک ہی ماموں تھے۔ مگر وہ بھی اپنی فیملی کی وجہ سے مجبور تھے۔ اور انکی بیوی کے مطابق میں جس نے ماں کو صحیح سے اپنے آس پاس محسوس تک نہیں کیا تھا اپنی ماں کے نقش قدم پر چل کر انکے بیٹے پر ڈورے ڈال دیتی۔

لہذا میں نے اپنا کالج اسٹارٹ ہوتے ہی ماموں سے ہاسٹل شفٹ ہونے کی درخواست کی میرے ماں باپ نے کبھی مڑ کر بھی نہیں پوچھا تھا کہ میں زندہ ہوں یا مر گئی۔۔۔۔۔" یہ کہتے ساتھ ہی آنسوؤں کا گولہ اسکے گلے میں ایسا پھنسا کہ اس سے آگے بات کرنا محال ہو گیا۔

طحہ نے جلدی سے سائیڈ پر رکھے جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر اسکی جانب بڑھایا۔

دو چار گھونٹ بھر کر اس نے گلاس واپس رکھتے آنکھیں نیچے ہی رکھے اپنے ماضی

کا سلسلہ وہیں سے جوڑا۔

"نانو میرے لیے اتنا کچھ چھوڑ کر گئیں تھیں کہ مجھے ماموں سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ پھر بھی میں شام میں چھوٹی موٹی جاب کرتی تھی۔ بی اے میں تھی کہ میری ایک دوست نے مجھے احساس دلایا کہ میری آواز اچھی ہے تو میں ریڈیو اسٹیشن جا کر آڈیشن دوں۔۔ میں نے بھی سوچا کہ کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔۔ وہاں جا کر آڈیشن دیا اور میں پاس ہو گئی۔ پھر وہیں سے میری زندگی کی تباہی کا سفر شروع ہوا۔

وہاں موجود اپنے ایک کولیگ آر جے سے مجھے محبت ہو گئی۔۔ اور اسے بھی شاید یا پھر وہ میری ہی خوش فہمی تھی۔

کچھ عرصہ تو اس نے مجھ سے محبت کے بہت سے عہد و پیمان باندھے۔۔ وہ عمر بھی ایسی ہوتی ہے کہ میٹھے لہجے میں بات کرنے والے بندے پر گمان ہوتا ہے کہ جیسے یہ ہماری محبت میں گرفتار ہے۔۔ میں نے بھی دھوکہ کھایا۔

اور جس دن میں نے اسے اپنی حقیقت بتا کر اس تعلق کو کوئی شکل دینے کو کہا
اسی دن اسکی حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی۔

ہم شو ختم کر کے واپس جا رہے تھے جب میں نے اس سے شادی کرنے کا کہا اور
اس نے رات کو جواب دینے کا بولا۔

اور رات میں اس کا آخری میسج آیا۔

"سا شامیرے پیرنٹس ایک ایسی لڑکی سے شادی پر نہیں مان رہے جس کے ماں
باپ تک اسے اپنانے کو تیار نہیں اور ویسے بھی ماں باپ کی فطرت کا اثر اولاد پر
ہوتا ہے تو جس لڑکی کی ماں تعلق نہ نباہ سکی اسکی بیٹی کا نباہ پائے گی۔۔۔" اور پھر
سے میرے ماں باپ کا تعلق اور میری ماں کی بے وفائی کا طعنہ میری زندگی پر
تازیانے کی طرح لگا تھا۔

مجھے تو یقین ہی نہیں آیا یہ اس شخص کے الفاظ ہیں جو میرے لیے زندگی تک داؤ
پر لگانے کا دعویدار تھا۔

بس اس دن کے بعد سے میں اپنی زندگی کے ساتھ دشمنی کرنے لگ گئی۔
جیسے تیسے بی اے کر کے میرا ایڈمیشن جب یونیورسٹی میں ہوا وہیں میری
ملاقات اس لڑکی سے ہوئی جس نے مجھے اس تکلیف دہ زندگی سے کچھ لمحے تعلق
ختم کر کے سکون حاصل کرنے والی ڈرگز دینی شروع کیں۔۔ نہیں تو میں اس
حد تک پہنچ چکی تھی کہ شاید اپنی زندگی ہی ختم کر دیتی "اپنی بات ختم کر کے اس
نے سر ہاتھوں پر گرا لیا۔

طحہ بھی کچھ پل خاموش رہا۔ کبھی کبھی لوگوں کو دیکھ کر ہم جج کر ہی نہیں پاتے
کہ انکے اندر کیا چل رہا ہے۔

وہ ساشا کو کوئی بگڑی امیر زادی تصور کر رہا تھا۔ جو شوقیہ ڈرگز کی جانب لگی
تھی۔

مگر حقیقت میں وہ کن کن تکلیفوں سے گزری تھی یہ آج اندازہ ہوا تھا۔
طحہ نے موبائل کا ریکارڈر بند کیا۔

"او کے ریلیکس ہوں۔۔۔ اور شکر کریں کہ اب آپ اس سب سے باہر آچکی ہیں۔" طحہ نے فی الحال مزید تفتیش جاری نہیں رکھی یہ سوچ کر کہ کہیں اسے یہ تاثر نہ ملے کہ وہ کسی ایجنسی کا بندہ ہے۔۔۔ ابھی وہ دریاب سے پوچھے بنا سنا سے مزید معلومات حاصل کرنے کا کام نہیں کر سکتا تھا۔

"کہاں نکلی ہوں۔۔۔ یہاں سے نکل کر کہاں جاؤں گی۔۔۔ پھر اسی دلدل میں۔۔۔۔۔ تو پھر آپ کی اتنی محنت کرنے کا کیا فائدہ" اس نے اپنے گال رگڑتے ہوئے کہا۔

طحہ نے اسکے چہرے پر بکھری سرخی سے نگاہیں چرائیں۔

"چلیں کچھ سوچتے ہیں اس بارے میں۔۔۔ اچھا آپ ایک کام کریں یہ ایک موبائل رکھ لیں اگر یہاں ہاسپٹل میں کوئی ایشو ہو تو آپ نے فوراً مجھے کال کرنی ہے میں نے اپنا نمبر اس میں فیڈ کر دیا ہے" دریاب طحہ کو بتا چکا تھا کہ شہریار اور وہ گینگ جو اسکی پشت پناہی کر رہا ہے وہ سناشکی تلاش میں حرکت میں آچکے

ہیں لہذا اسکے پاس ایسا کوئی طریقہ ہو کہ انکی سیکیورٹی کے بعد بھی اگر وہ لوگ
ساشا تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں تو کم از کم دریاب اور اسکی ٹیم اسے ٹریس
کر سکیں۔

"مگر مجھے اسکی کیا ضرورت پڑے گی۔۔۔ آپکے ڈاکٹر ز اور نرسز ہر وقت یہاں
موجود تو رہتے ہیں" ساشا نے الجھ کر اسکی جانب دیکھا۔

"رکھ لیں نا کبھی بغیر وجہ کے بھی کچھ کام کر لینے میں کوئی حرج نہیں
ہوتا۔۔ میں اب چلتا ہوں۔۔ امید کرتا ہوں کہ سب تکلیف دہ لمحات کو میرے
ساتھ شئیر کر کے آپ اب کافی ریلیکس فیل کر رہی ہوں گی" اسکی بات پر ایک
پھسکی سی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر آئی۔

"پتہ نہیں"

"پھر مایوسی"

"کوئی قابل قدر امید افزا بات جو نہیں ہے۔" اسکی بات پر طحہ نے نفی میں سر

ہلایا۔

"بے شک نہ ہو۔ کیا یہ ہی کافی نہیں کہ اللہ نے اب تک آپ کی عزت اور عصمت کی حفاظت کی ہوئی ہے۔۔۔ میرا نہیں خیال اس سب سے بڑھ کر عورت کی زندگی میں کچھ اور میسر کرتا ہے۔۔۔ کسی نے آپ کے کیلے پن کا غلط فائدہ نہیں اٹھایا اور آپ کو نشے کی لت لگا کر کچھ غلط نہیں کر دیا۔۔۔ آپ کو کوئی معذوری نہیں دے دی۔۔۔ آپ کے پاس اللہ کی ہر نعمت موجود ہے اگر آپ ڈھونڈنا چاہیں تو۔۔۔ فی امان اللہ" جاتے جاتے وہ ساحر پھر اسکے گرد اپنی مثبت باتوں کا سحر قائم کر گیا تھا۔
ساشا بس اسکے ہیولے کو دیکھتی رہ گئی۔

"ہیلو"

"میں نے تمہیں اپنے اڈے پر آنے کو کہا تھا اور تم مجھے فون کر رہے ہو۔۔۔ شہر یار مجھے مجبور مت کرو کہ میں اگلے چند گھنٹوں میں تمہاری لاش تمہارے گھر بھجواؤں" اپنی ہیلو کے جواب میں شہر یار کو کوبرا کی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"وہ وہ سر" وہ جو کوبرا کی کال اٹینڈ نہیں کر رہا تھا کسی انجان نمبر سے آنے والی کال کو اٹینڈ کر کے اپنی شامت کو آواز دے بیٹھا۔

"تم میری کال اٹینڈ نہ کرنے کی جرات بھی کیسے کر سکتے ہو" وہ مزید آتش فشاں بنا۔

"سر ایسی بات نہیں ہے" وہ ہکلا یا۔

"اپنی بکواس بند کرو۔۔۔ اگر تم ہواؤں میں اڑ رہے ہو تو تم جیسے لوگوں کے پر کاٹنے مجھے بآسانی آتے ہیں۔

مجھے یہ بتاؤ اس لڑکی کا پتہ چلا جو لاپتہ ہے"

"جی جی سر۔۔۔ سا شانام تھا اس کا آگے پیچھے کوئی نہیں ہے جس سے پوچھ بچھ کریں۔ مگر ہاسٹل سے جب نکلی تب کافی نشے کی حالت میں تھی۔ اب یہ نہیں معلوم کے مر مر اگئی ہے یا کسی کے ہتھے چڑھ گئی ہے" شہریار نے تفصیل بتائی۔

"وہ جہاں بھی مری ہے اسکی اطلاع مجھے دو۔ تاکہ میں بھی تمہاری طرح چین کی نیند سو سکوں ورنہ میں نے تمہارا اور تمہاری اس رکھیل کا چین برباد کر کے رکھ دینا ہے" سخت چٹانوں سے لہجے پر شہریار کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔

"جی جی سر۔۔۔" اس نے تھوگ نکلی۔

"اور باقی لڑکیوں کا ڈیٹا"

"سر وہ میں نے کل ہی کمشنر صاحب کو میل کر دیا تھا" وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ حقیقت میں اسکی جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔

"گڈ" کہتے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

کوبرا کا فون بند ہوتے ہی اس نے نمرہ کو کال ملائی

"تمہیں ضرورت کیا پڑی تھی میری اماں کے سامنے میری رپورٹنگ کرنے کی۔" دودن سے وہ مزنی سے ملنے کو بے تاب تھی۔ اسکی عزت افزائی کے لئے۔

"رپورٹنگ نہیں کی تمہارے کالے کرتوتوں سے پردہ اٹھایا ہے" وہ بھی اسی کی دوست تھی کہاں اسکے ہاتھ آتی۔

"بیٹا ان کرتوتوں کی وجہ سے ہی تمہاری اور میری دوستی قائم ہے" اسکی بات پر مزنی نے دل سے اعتراف کیا مگر منہ سے نہیں کہا۔

وہ اسے بہت عزیز تھی اور وہ کبھی بھی نہیں چاہتی تھی کہ اسے گرم ہوا بھی چھو کر گزرے۔ سچے دوست ایسے ہی تو ہوتے ہیں مر مٹنے والے۔

مگر وہ جانتی تھی فائینا کو سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں لہذا اس نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اسکی امی کو فون کر کے سب بتا دیا کہ کیسے فائینا کسی بندے کی کھوج میں لگی

ہے وہ بھی بلا مقصد اور بے ضرورت۔

"تم جو بھی کہہ لو اب تمہارے سارے پول آنٹی کو بتاؤں گی۔۔۔ کہ تم یونی میں کیا کرتی پھر رہی ہو" اس نے فائینا کو ڈرانا چاہا۔

"ہاں اور میں نرسری کی بچی کہہ ڈر جاؤں گی۔ اماں کی ڈانٹ سے۔۔۔۔ تم اتنی ہی ڈر پوک تھی تو تمہیں یہ پیشہ جو اُن کرنے کو کس نے کہا تھا۔ میٹا تم نہیں جانتی کبھی کبھی رپورٹرز کو انڈر ورلڈ کے بندوں کے انٹرویوز بھی لینے پڑتے ہیں۔ اگر کبھی تمہیں لینا پڑ گیا تو تم تو یہ سنتے ہی بے ہوش ہو جاؤ گی۔" فائینا نے اسکے خوفزدہ چہرے کو دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا۔

"میں نے کون سا نوکری کرنی ہے بس پڑھائی ختم کر کے شادی" اس نے بڑے فخر سے اپنا پلان بتایا۔

"تو بیٹا یہ سیٹ ضائع کرنے کی کیا تک تھی جب تم نے اتنا عظیم کام کرنا تھا۔۔۔ وہ تو تم ان پڑھ رہ کر بھی کر سکتی تھی" فائینا نے جل کر کہا۔

"اچھا فضول کے طعنے نہ کرو میں امپریس ہونے والی نہیں" مزنی جو فائینا کے ساتھ ڈپارٹمنٹ کے لان میں مارچ پاسٹ کر رہی تھیں اسکی بات کو سرسری سالیٹے ہوئے بولی۔

"میری جان میں تمہیں امپریس نہیں ڈپریس کرنے کی کوشش کر رہی ہوں" اس نے صاف گوئی سے کہا۔

"دو دن سے وہ نمبرہ کا دم چھلا نہیں آیا۔" وہ لان پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر بولی۔
"تم کیا اسے مس کر رہی ہو" مزنی نے شرارتی انداز میں مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے جب دو دن سے حور اپنے لنگور کے بنا نظر آئے گی تو حیرانگی تو ہوگی نا۔" فائینا نے غلط بیانی کی انتہا کر دی۔

"حد کرتی ہو فاتی اتنے خوبصورت بندر کو لنگور بنا دیا" مزنی جو حیدر کی شخصیت اور خوبصورتی سے بری طرح متاثر تھی فائینا کی بات کا اچھا خاصا برا مناتے ہوئے

بولی۔

"تم صرف اسی لیے اسکے بارے میں ایسے کہتی ہو کہ اس نے تمہیں لفٹ نہیں کروائی" مزنی نے اسے چڑایا۔

"ایسے تھرڈ لوں کی لفٹ مجھے چاہیے بھی نہیں" اس نے بغیر چڑے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔

"اوہو ووتو جناب کو کس کی لفٹ چاہیے" مزنی نے اسے پھر سے چھیڑا۔

"ہے کوئی۔۔۔ میرا آئیڈیل" فاتینا نے ایک جذب سے کہا۔

"سیریل فاتی کون ہے" مزنی نے حیرت سے اسکی چمکدار آنکھوں میں دیکھا۔

"بس ہے ایک۔۔۔ مگر جو تم سمجھ رہی ہو۔۔ اس ٹائپ کا آئیڈیل نہیں" وہ

ذو معنی انداز میں بولی جو مزنی کو کنفیوز کر گیا۔

"کیا مطلب" اس نے اچھنچھے سے پوچھا۔

"بس ہے کچھ۔۔ کبھی موقع ملا تو بتاؤں گی" دور سے آتے حیدر کو دیکھ کر اس

نے بات ختم کرتے اندر کی جانب قدم بڑھائے۔

وہ چاروں اس وقت لاؤنج میں بیٹھے ساشا کے ماضی کی ساری کہانی سن رہے تھے جسے طح نے اس دن ہاسپٹل میں اپنے موبائل میں ریکارڈ کر لیا تھا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اسے کہیں شفٹ کروانا پڑے گا۔ اسکی حالت کافی سنبھل گئی ہے۔ باقی کی میڈیکیشن ہم کہیں پر بھی اسکی پوری کروا سکتے ہیں۔۔۔ مگر میری سر سے اس کیس پر اور اس گینگ والی لڑکی کے متعلق جو بات ہوئی ہے اسکے بعد ساشا کو اب ہاسپٹل میں رکھنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ وہ لوگ جو اسے ڈھونڈ رہے ہیں ان کا اگلا ٹارگٹ ہاسپٹلرز ہوں گے۔ اور ہم اسے وہاں جتنی مرضی سیکیورٹی میں رکھ لیں۔۔۔ ہاسپٹل سے اس کا نام تک ختم کروادیں مگر ہمیں نہیں پتہ ہمارے دشمن کسی ڈاکٹر کے بھیس میں ہمارے پاؤں پر کھاڑا مار گئے تو ہم دیکھتے رہ جائیں گے۔ اور اس مرتبہ شہر یار پر نظر کرم میری ہے اور

میں اپنے ملک کے ساتھ دشمنی کرنے والے کے لیے فرار کا کوئی راستہ چھوڑنا نہیں چاہتا نہ اس گینگ کا جو انکی پشت پناہی کر رہا ہے۔ جب تک ان کا کام تمام نہیں ہو جاتا میں سکون سے نہیں بیٹھ سکتا۔۔۔ یہ کیسے ہماری دھرتی کی سیٹیوں کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتے ہیں۔۔۔ کیا اسی مقصد کے لیے یہ ملک بنا تھا جہاں روز عزتیں اچھالی جائیں۔

تو اس سے بہتر کافر نہ تھے جو مار بھی دیتے تھے تو دل کو یہی تسلی تھی کہ یہ کافر ہیں یہاں تو ہم مذہب کافروں سے بڑے بھیڑیے بنے پھر رہے ہیں۔
میں کیسے نہ انکی گردنوں پر ہاتھ ڈالوں "دریاب کی گنجھیر آواز لاؤنج میں گونج رہی تھی۔

"اس لڑکی کی باتیں سنو۔۔۔ تم نے اور حذیفہ نے تو اسے دیکھا ہوا ہے۔۔۔ کیا یہ اس قابل ہے کہ ایسے پھولوں کو یوں مسلا جائے۔۔۔ اسکے ماں باپ اسے پوچھنے والے نہیں تو کیا ہم سب اسکی طرف سے آنکھیں بند کر کے اسے انکی بھینٹ

چڑھنے دیں "یہ اسکی باتیں ہی تھیں جو انہیں اس عظیم بندے کے ساتھ
جوڑے ہوئے تھیں۔۔۔ وہ اس انداز میں اپنی مٹی سے محبت کے انداز اپناتا
تھا کہ وہ عیش عیش کر اٹھتے تھے۔

وہ سب اپنے ملک سے محبت کرنے والے تھے مگر دریاب کی محبت ان سے کئی
گناہ بڑھ کر تھی اور وہ سب اس بات کا اعتراف کرتے تھے۔ وہ اپنی باتوں سے ہر
بار ایک نئی روح ان میں پھونکتا تھا جو انہیں آگے اور آگے بڑھنے پر مجبور کرتی
تھی۔

طحہ نے بہت محبت سے اسے دیکھا جس کا چہرہ وطن کی مٹی کی محبت سے چمک رہا
تھا۔

"نہیں اور ہم سب جہاں تک اور جتنی بچیوں کو بچا سکے بچائیں گے۔ چاہے اسکی
قیمت ہماری زندگی ہی ہو" طحہ نے مسکراتے ہوئے اسے یقین دلایا۔
"ان شاء اللہ" سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

"میں سر سے بات کرتا ہوں اور آج رات میں ہی ساشا کو کسی محفوظ جگہ پر شفٹ کرواتے ہیں" دریاب نے سر کو فون ملاتے ہوئے کہا۔
دوسری جانب کی ہیلو کے جواب میں اس نے ساری بات کہہ سنائی۔
"ٹھیک ہے سر" دوسری جانب سے ملنے والی ہدایات کو پہلے وہ خاموشی سے سنتا رہا اور پھر کوئی بھی دوسری بات کہے بنا انکی ہاں میں ہاں ملاتے اس نے فون بند کر دیا۔

"سر نے کہا ہے کہ فی الحال اس لڑکی کو یہیں لے آؤ۔ اسکے بعد جیسے ہی وہ لوگ تھک ہار جائیں گے تب ساشا کو کہیں اور شفٹ کروائیں گے۔ کیونکہ یہاں وہ ہمہ وقت وہ ہماری حفاظت میں رہے گی۔ اگر وہ ہاتھ سے نکل گئی تو ہمارے لیے بہت سی مشکلیں کھڑی ہو جائیں گی۔ اور اس کا واپس ان لوگوں کے ہاتھ لگنا ہم کسی بھی طرح افورڈ نہیں کر سکتے۔" دریاب کی بات پر ان سب نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔

"اور آج رات ہی اسے یہاں لانا ہے" دریاب کی دوسری بات پر وہ سب چونکے۔

"کون کون جائے گا" حذیفہ کی بات پر دریاب نے ایک گھوری اسے ڈالی۔
"سب جائیں گے"

"کیا بات جارہی ہے" وصی کی بات پر طحہ نے ایک دھپ اسکے شانے پر لگائی۔
"بک بک بند کرو اس وقت" کام کے وقت وصی کی جو رگ مزاح پھڑکتی تھی وہ دریاب کے اعصابوں پر ہتھوڑے کی طرح برستی تھی۔

"وصی کے ساتھ گاڑی میں طحہ ڈاکٹر کے ہی گیٹ اپ میں ہاسپٹل جائے گا
وصی پارکنگ میں اسکا ویٹ کرے گا چونکہ ساشا کا نام ہاسپٹل کے ریکارڈز میں
ہی نہیں ہے لہذا وہاں سے اسے نکالنا کوئی اتنا بڑا ایشو نہیں۔ ہاسپٹل کے ڈائریکٹر
سے سر کی بات ہو گئی ہے کہ اس پشمنٹ کو آج رات کسی کلینک میں شفٹ
کر دیا ہے ہیں اور یہ سب محتاط انداز میں کرنا ہے سو کسی اور کو وہاں بھنک نہ

پڑے۔

طحہ برقع لے کر جائے گا۔ ساشا کو وہ پہلے مین ہال کے لیڈیز واش روم کی جانب لے جائے گا۔ وہاں سے وہ بڑی سی چادر پہن کر نقاب کر کے باہر آئے گی۔

تب تک طحہ وہاں سے ہٹ جائے گا۔ مگر اسے یہ ہدایت دینی ہیں کہ واش روم سے نکلتے ہی طحہ تم نے اسے کال کرنی ہے اور اسے بتانا ہے کہ وہ وہاں سے نکل کر ہاسپٹل سے باہر آ کر پارکنگ کی جانب آئے گی۔

وہاں میں اور حذیفہ گاڑی میں پہلے سے اپنے مخصوص نقاب میں موجود ہوں گے۔ وہ ہماری گاڑی میں بیٹھے گی۔

اور پھر وصی جو کہ دوسری گاڑی میں موجود ہو گا۔ وہ بیس منٹ بعد طحہ کو ہاسپٹل سے لے کر ہمارے پیچھے ہی آئے گا۔ "دریاب کی بات سب نے نہایت غور سے سنی اور اثبات میں سر ہلاتے اٹھ کھڑے ہوئے۔"

جس وقت طحہ ساشا کے روم میں داخل ہوا وہ بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی جو کل ہی طحہ اسے دے کر گیا تھا۔ تاکہ اس کا دھیان بٹے۔

"ارے آج آپ اس وقت" اسے اندر آتا دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔

"اسلام علیکم" طحہ کے چہرے پر مخصوص دھیمی مسکراہٹ تھی جو اسکی شخصیت کا حصہ تھی۔

وہ جب جب ساشا کے سامنے ہوتا اسے لگتا ایک سحر میں وہ اسے جکڑے جا رہا ہے۔

وہ تو یقیناً اس کو صرف ایک مریض سمجھتا ہو گا مگر ساشا کو لگتا اس کا دل اسے صرف ایک طبیب سمجھنے پر راضی نہیں ہو رہا۔

"جوی بس آپ کے شفٹنگ آرڈرز آئے ہیں" آہستہ سے اسکے بیڈ کی جانب آتے ہوئے اس نے کہا۔

دریاب نے طحہ کو ہدایت کی تھی کہ جاتے ہی عجلت مت دکھانا یہ ناہو وہ لڑکی

پریشان ہو کر کچھ الٹا ہی کر جائے اور انکا سارا پلین خراب کر دے۔

"کیا۔۔۔ مگر کہاں" وہ یکدم پریشان نظر آنے لگی۔

اب وہ کہاں جائے گی؟ اور یہ وہ واحد سوچ تھی جو اسے آج کل شدت سے پریشان کر رہی تھی۔

اسی لیے وہ خوش ہونے کی بجائے گھبراہٹ کا شکار ہوئی۔

"بے فکر رہیں ایک اور محفوظ جگہ پر آپکو ٹرانسفر کر رہے ہیں۔ وہاں بھی آپکا علاج جاری رہے گا۔ آپ نے صرف اتنا کرنا ہے۔ کہ ایک تو اپنا یہ موبائل اپنے ہاتھ میں رکھیں۔

پھر میں آپکو یہ چادر دے رہا ہوں۔ آپ میرے ساتھ نیچے لیڈیز واش روم میں جا کر اسے پہن کر اچھے سے نقاب کریں گی اور پھر واش روم سے نکلتے وقت مجھے ٹیکسٹ کریں گی کہ آپ واش روم سے نکل رہی ہیں۔ پھر میں آپکو کال کر کے بتاؤں گا کہ ہاسپٹل کے پارکنگ کے احاطے میں ایک گاڑی میں میرا

بھائی آپکا انتظار کر رہا ہے۔ آپ اسکے ساتھ بیٹھیں گی میں بھی کچھ دیر بعد
وہیں پر آ جاؤں گا "طحہ کی بات پر وہ بھونچکا رہ گئی۔

"بھائی کیوں میں آپکے ساتھ جاؤں گی اور میں یہ نقاب کیوں کروں؟" وہ مزید
پریشان ہوئی۔ اسے گڑ بڑ لگ رہی تھی۔

وہ جو طحہ پر اندھا اعتماد کرنے لگ گئی تھی۔ اس وقت اسی سے خوفزدہ دکھائی
دے رہی تھی۔

طحہ نے گہرا سانس بھرا۔

اب وہ کیسے اسے ساری بات بتائے۔

کچھ سوچ کر اس نے دریاب کو کال کی۔

"ہیلو! ہاں یار وہ پریشان ہو رہی ہیں یہ سب بات سن کر اور میرے علاوہ کسی
اور کے ساتھ یہاں سے نکلنے پر راضی نہیں۔۔۔ بلکہ مجھے بھی مشکوک سمجھ رہی
ہیں "اس نے دریاب کو ساری صورت حال بتاتے ایک نظر سا شاہر ڈالی جو آخری

بات سن کر کچھ شرمندہ نظر آئی۔

اس نے جس انداز میں سب پوچھتے طحہ کو دیکھا تھا وہ بخوبی اسکی گھبراہٹ کو سمجھ گیا تھا۔

"اوکے۔۔ یہ ٹھیک ہے" نجانے دوسری طرف سے کیا ہدایات دی گئیں جن پر طحہ نے رضامندی ظاہر کی۔

فون بند کر کے اس نے ساشا کی جانب دیکھا۔

"آپ نے جس بے اعتباری کا مظاہرہ کیا ہے اس کے بارے میں تو پھر کبھی بات کروں گا۔ مگر آپکو اس انداز میں یہاں سے نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ آپکو ڈر گز دیتے تھے وہ اصل میں ایک بہت بڑا گینگ ہے اور وہ اب آپکی گمشدگی پر آپکو ڈھونڈ رہے ہیں۔ تاکہ واپس آپکو اس دلدل میں لے جائیں۔ ہم آپکو یہاں سے ایک ایسے محفوظ مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں جہاں وہ آپکی گردن کو نہ ڈھونڈ سکیں۔ اگر میں آپکو یہاں سے بنا چادر کے لے کر نکلوں گا تو بہت سے

لوگوں کی نظروں میں آ جاؤں گا۔ آپ چادر میں جائیں گی تو کسی کو پتہ نہیں چلے گا کہ کون نکل کر گیا ہے۔ کیونکہ یہاں دن رات ہزاروں عورتیں چادر اور نقاب میں آتی جاتی ہیں کوئی آپ کو پہچان نہیں سکے گا۔

اور میرے آپ کے ساتھ نہ جانے کی وجہ بھی یہی ہے کہ کچھ لوگ یہاں جانتے ہیں کہ آپ میرے انڈر آبزرویشن ہیں۔ ہم کسی کو کسی بھی طرح شک کا موقع نہیں دینا چاہتے۔

اور میرا جو بھائی گاڑی میں موجود آپ کو لے کر جائے گا۔ اس پر آپ مجھ سے بھی زیادہ یقین کر سکتی ہیں۔ اسکی شرافت پر تو میں کوئی سوال اٹھا ہی نہیں سکتا وہ آپ کو بہنوں کی طرح لے کر جائے گا۔۔ باقی کی کچھ اور حقیقتیں یہاں سے نکلنے پر میں آپ کو بتاؤں گا۔

مگر اتنا جان لیں کہ یہ سب ہم آپ کی حفاظت کے لیے کر رہے ہیں۔۔ اور کوئی بھی مقصد نہیں "سنجیدہ لہجے میں کہتے اس نے اپنی بات ختم کی۔

ساشا نے اسے پہلی مرتبہ اتنا سنجیدہ دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ اس وقت اسکی مخصوص مسکراہٹ بھی غائب تھی۔ اسے اپنے رویے کی بد صورتی کا اندازہ ہوا۔ "سوری ڈاکٹر میرا یہ مقصد نہیں تھا" شرمندگی سے ہاتھوں کی انگلیاں چٹختے وہ بیڈ سے اتر کر اسکے نزدیک آئی۔

"یہ چادر پکڑیں" طحہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ساشا کو شدت سے احساس ہوا کہ وہ بے خبری میں اس کا دل دکھا گئی ہے۔ اس نے ایک نظر طحہ کے سنجیدہ چہرے پر ڈالی اور ایک ہاتھ میں موبائل پکڑا اور ایک ہاتھ میں چادر پکڑ کر اسکے ساتھ باہر کی جانب قدم بڑھائے۔ طحہ اسے آگے چلنے کا کہہ کر اس طرح فاصلہ بڑھا کر اسکے پیچھے چلنے لگا کہ دیکھنے والوں کو یہی گمان ہو رہا تھا کہ دونوں الگ الگ اپنے ہی کسی کام سے چل رہے ہیں۔ جیسے ہی ساشا واش روم کی جانب مڑی طحہ نے اپنے قدموں کی رفتار تیز کر کے اپنے آفس کارخ کیا۔

وہ جلد از جلد وہاں پہنچ کر ساشا سے کانٹیکٹ میں رہنا چاہتا تھا۔
 ابھی وہ اپنے آفس کی چیئر پر بیٹھ کر سامنے لگی گھڑی کی سوئیوں کو دیکھ ہی رہا تھا
 کہ یکدم اسکے موبائل پر میسج کی ٹون آئی۔
 "میں نقاب میں ہوں اور واش روم سے باہر نکل کر داخل دروازے سے نکل
 رہی ہوں۔" میسج پڑھتے ساتھ ہی طحہ نے اسکے نمبر پر کال ملائی۔ اور دوسری
 جانب دوسرے فون سے وہ دریاب کو میسج کرنے لگا۔
 جن نمبرز سے وہ آپس میں بات چیت کرتے تھے وہ ایسے مخصوص نمبر تھے
 جن کا ریکارڈ کسی موبائل کمپنی کے پاس نہیں آسکتا تھا۔
 اور وہ نمبر بھی عام نمبرز سے ہٹ کر تھے۔
 "ہیلو" ساشا کے فون اٹھاتے ہی طحہ نے ہیلو کرنے میں پہل کی۔
 "جی میں باہر ہوں اور پارکنگ کی جانب جارہی ہوں" ساشا تیزی سے چلتے
 ہوئے بولی۔

"او کے اب آپ اپنے دائیں جانب لگے اس پول کی طرف دیکھیں جس کے ساتھ کچھ جھنڈے نصب ہیں" طحہ کے کہتے ساتھ ہی اس نے دائیں جانب دیکھا تو اسے ویسا ہی ایک پول نظر آگیا۔

"جی مجھے نظر آگیا ہے" اس نے جلدی سے بتایا۔

"گریٹ اسی پول کی جانب بڑھیں تو اسکے پاس بلیک پاسو نظر آئے گی" گاڑی کا نام بتاتے ساتھ ہی اس نے نمبر بھی بتایا۔

جو نہی ساشا اس پول کے قریب پہنچی اسے اسی نمبر کی اسی ماڈل کی گاڑی نظر آگئی۔

"نظر آگئی ہے" وہ پھر سے بولی۔

"او کے۔۔ ساشا میرے بھائیوں جیسے دو دوست ہوں گے اس میں اور وہ دونوں نقاب میں ہیں۔۔ آپ نے پریشان نہیں ہونا میں آپکے ساتھ کال پر رہوں گا۔" طحہ نے احتیاطاً اسے ان کا حلیہ بتایا تاکہ وہ انہیں دیکھتے ہی پریشان نہ

ہو۔

"ساشا" وہ جو خاموش تھی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہی تھی۔ بہت سے خدشے دماغ میں سر اٹھا رہے تھے مگر جو کچھ طحہ نے اسے بتایا تھا اب وہ ان پر اعتماد کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ اگر اب وہ اس گروہ کے ہاتھ لگ جاتی تو نجانے وہ کیا کر دیتے۔

جبکہ طحہ کی باتوں پر نجانے کیوں دل اس طرح پریشان نہیں تھا۔ وہ تھا تو اسے لگ رہا تھا اسے کوئی گرم ہوا بھی چھو کر نہیں گزرے گی۔

"ساشا" طحہ نے پھر سے اسے پکارا مگر اس بار زور سے بولا۔

"جی جی" اس نے یقین دہانی کرائی کہ وہ سن رہی ہے۔

"آپکو مجھ پر تھوڑا سا اعتبار ہے؟" دوسری جانب کے سوال پر وہ ہولے سے مسکرائی۔

"اب اللہ کے بعد ایک آپ پر ہی تو اعتبار ہے" اسکی بات پر طحہ کے اعصاب

قدرے ڈھیلے پڑے۔

"تو پھر یہ یقین رکھیں اب آپ کے ساتھ کچھ برا نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ، گاڑی میں بیٹھ گئی ہیں؟" اسے یقین دلاتے اس نے سوال کیا۔

اب وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی تو فرنٹ سیٹ پر دو لڑکے منہ پر نقاب پہنے نظر آئے۔

"اسلام علیکم سسر" دونوں نے اسے سلام کیا اور ان کا اس انداز میں مخاطب کرنا ہی ساشا کے اندر اطمینان دلا گیا۔

اس نے جو نہیں جواب دیتے دروازہ بند کیا گاڑی چل پڑی۔

"یو آر سیف ناؤ" ان میں سے ایک لڑکے کی گھمبیر آواز گاڑی میں گونجی۔

"ساشا ٹھیک ہیں" اسکی مسلسل خاموشی پر طحہ نے پھر سے استفسار کیا۔

"جی میں ٹھیک ہوں ڈاکٹر" ساشا نے اسے اطمینان دلایا۔

"الحمد للہ" ساشا کو اب ان دونوں کے سامنے طحہ سے بات کرنا کچھ عجیب لگ رہا

تھا۔

"کوئی بات ہی کر لیں۔۔۔ وڈیو کال ہوتی تو خاموشی سے بھی گزارا چل جاتا" طحہ کی بات پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر بکھری۔

"میں کال بند کر رہی ہوں۔۔ میسج پر آپ سے بات کر لیتی ہوں" ساشا کو بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا گاڑی میں اس وقت بس اسی کی آواز گونج رہی تھی۔

"شیور۔۔۔ ڈریں گی تو نہیں" طحہ کے اس قدر اپنائیت بھرے انداز پر اسکے گلے میں پھر سے آنسوؤں کا گولا پھنسنے لگا۔

"نہیں" گلہ کھنکار کر وہ بہت مشکل سے نہیں کہہ پائی۔

"چلیں ٹھیک ہے۔۔ تھوڑی دیر بعد آپ سے ملاقات ہوتی ہے" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

پھر وقتاً فوقتاً وہ اسے میسج کرتا رہا۔ اپنے ہاسپٹل سے نکلنے کی اطلاع بھی دی۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک پرسکون علاقے میں بنے ایک چھوٹے مگر بے حد

خوبصورت گھر کے سامنے رکی۔

ان میں سے ایک لڑکے نے نقاب اتار کر باہر نکل کر گئیٹ کھولا۔

اور دوسرا جو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا وہ گاڑی گھر کے اندر لے گیا۔ اس نے بھی

گاڑی سے اترنے سے پہلے نقاب اتارا۔

ساشا تو اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ سب ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہے تھے۔

ایسی خوبصورتی اس نے فوجیوں کی دیکھی تھی یا کمانڈوز کی۔

انکے بال بھی فوجی ہئیر کٹ کی طرح تھے۔ جو سوچ اب اسکے دماغ میں ان کے

حوالے سے آئی اس نے اسے یک گونہ سکون دیا۔

وہ واقعی محفوظ ہاتھوں میں ہے اب۔

اس نے دل میں سوچا۔

"آجائیں سسٹر" دریا ب نے اسے گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا۔

حذیفہ نے بڑھ کر اسکی سائیڈ کردروازہ کھولا۔

وہ ہولے سے باہر آئی۔

"آجائیں وہ دونوں اندر کی جانب بڑھتے اسے اپنے پیچھے چلنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گئے۔

انکے ساتھ چلتے وہ جس کمرے میں آئی وہ یقیناً سٹنگ روم تھا۔
حذیفہ لائیٹس آن کرتا کچن کی جانب بڑھا۔

"آپ ریلیکس ہو جائیں اب۔۔۔ طمہ بھی پہنچنے والا ہے" دریا ب اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا بولا۔

جس انداز میں اس نے کہا ساشا کو سمجھ آگئی کہ ان سے متعلق ساشا کے خدشے طمہ انہیں بتا چکا ہے۔

اسے عجیب سی شرمندگی ہوئی۔

"کیا سوچتے ہوں گے یہ میرے بارے میں جو مجھے بچار ہے ہیں میں انکے بارے میں اتنا نیگیٹیو سوچ رہی ہوں" دل میں سوچتی وہ بے حد شرمندہ ہو

رہی تھی۔

دونوں میں سے کسی نے ابھی تک براہ راست اسکی جانب نہیں دیکھا تھا۔
وہ نفاہ ہٹا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"سسٹر آپ چائے لیں گی یا کافی" حذیفہ کچن سے پانی کا گلاس لے کر آیا اور اسے
پیش کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔ نظریں اسکی اب بھی جھکی ہوئی تھیں۔
"کچھ بھی نہیں بھائی" اسکی خوبصورت سی آواز کمرے میں گونجی۔
"ارے ایسے کیسے آپ پہلی مرتبہ یہاں آئیں ہیں۔" حذیفہ ہلکے سے
مسکراتے سرسری سا اس پر نظر ڈال کر بولا۔

"طحہ اور وصی آجائیں پھر وصی سے کہہ کر چائے بنوانا۔۔۔ پلیز تم مہربانی کر کے
کوشش مت کرنا نہیں تو تمہارے منہ پر چائے کی کلی کر دوں گا" دریاب جو اندر
کمرے کی جانب گیا تھا باس کو فون کر کے ساری صورت حال بتانے باہر آتے
ہوئے حذیفہ سے مخاطب ہوا۔

"بیٹا اب تجھے میرے ہاتھ کی ہانڈی بھی نصیب نہیں ہوگی" حذیفہ ساشا کے سامنے ایسی درگت پر برا مناتے ہوئے بولا۔

اسی لمحے باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی۔

حذیفہ باہر کی جانب بڑھا تھوڑی دیر بعد اسکے ساتھ طحہ اور ایک اور لڑکا ساشا کو اندر آتے نظر آئے۔

"کیسی ہیں ٹھیک ہیں" طحہ نے آتے ہی ساشا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وصی نے اسے سلام کیا۔ اسے جواب دے کر وہ طحہ کو جی کہہ کر خاموش ہو گئی۔ جبکہ طحہ کے ساشا سے اس انداز میں بات کرنے پر وصی سے اپنی شرارتی ہنسی روکنا مشکل ہو گئی۔

"وصی جاؤ چائے بناؤ" دریا ب وصی کے تاثرات دیکھ چکا تھا لہذا اس سے پہلے کے اسکی زبان میں کھلی ہوتی وہ اسنے فوراً اسے کچن کی جانب بھیجا۔

"ساشا یہ دریا ب ہے، یہ حذیفہ ہے اور جو اندر گیا ہے وہ وصی ہے۔ میں نے

وہاں آپکو کہا تھا کہ یہاں پہنچ کر میں کچھ اور حقیقتیں آپ کو بتاؤں گا تو سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ ہم چاروں اپنے پروفیشنز کو جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ خفیہ ایجنسی کے بندے بھی ہیں "اسکی بات پر ساشا کو لگا اسکے اعصاب اور بھی پر سکون ہو گئے ہیں۔

"اور ہم انفیکٹ یز نیورسٹی میں پھیلنے والی جماعتوں کے خلاف اور لڑکیوں اور لڑکوں میں نشہ پھیلانے والوں کے خلاف کام کر رہے ہیں۔۔ پہلے ہم یہی سمجھتے تھے کہ صرف ایک دو جماعتوں کا ان میں ہاتھ ہے مگر اس سب کی پشت پناہی کوئی بہت بڑا گروہ یا دوسرے لفظوں میں ماف یا کر رہا ہے اور اسے مٹانا ہمارا مشن ہے۔

آپ چونکہ وہاں کی واحد لڑکی ہو جو یکدم وہاں سے غائب ہو گئی ہو لہذا اس گروہ نے آپکو پکڑنے کے لیے کوششیں تیز کر دی ہیں۔ اور اس میں آپکی جان تک کو خطرہ ہے بس اسی وجہ سے ہم نے آپکو وہاں سے یہاں شفٹ کیا ہے کہ یہاں

آپ ہر لمحہ ہمارے درمیان محفوظ رہیں گی " طحہ کی بات ختم ہوتے ہی وہ جو بڑی مشکل سے اپنے آنسوؤں کو چھپائے بیٹھی تھی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"ساشا بیٹا حوصلہ رکھو۔ آپ ہمارے لیے بہنوں کی طرح ہو ہم آپ پر اور آپ جیسی اور بہت سی بچیوں پر آنچ بھی نہیں آنے دیں گے۔" دریاب اسکے پاس تھوڑے فاصلے سے صوفے پر بیٹھتے اسکے سر پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"میں آپ سب کا شکریہ کن الفاظ میں ادا کروں "اپنے آنسوؤں پر بند باندھتے وہ بمشکل بولی۔

"ہمارے دعا کر کے کہ ہم اپنے مقصد میں جلد کامیاب ہوں۔۔" حذیفہ نے مسکراتے ہوئے کہتے اسکا حوصلہ بڑھایا۔

"ان شاء اللہ" اس نے جذب سے کہا۔

"چلیں بہنایہ چائے پیئیں اور ہمیں داد دیں۔۔ اور یہ رونادھو ناب ہمارے

سامنے آپ نے آئندہ نہیں کرنا "وصی چائے کی ٹرے اسکے سامنے رکھتا ہوا
بولے۔

ساشا کو وہ سب اتنے اچھے لگے۔ جس محبت اور عزت سے وہ اسکے ساتھ پیش
آ رہے تھے وہ سب اسکے لیے بہت مختلف تھا۔
اس نے ایک نظر طحہ کو دیکھا جو اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔
نظر ملنے پر وہ ہولے سے مسکرایا اور اسے کپ تھا منے کا اشارہ کیا۔
ساشا کی ایک بیٹ مس ہوئی۔

"یہ آپکا ڈاکٹر ہے مگر اتنی اسکی تابعداری کرنے کی ضرورت نہیں "وصی جو کب
سے ان دونوں کے انداز دیکھ رہا تھا اب چپ کیے بغیر نہیں رہ سکا۔
محسوس تو حذیفہ اور دریاب نے بھی کیا تھا مگر وہ وصی کی طرح ہر بات ایسے
بولنے والے نہیں تھے۔

"وصی "دریاب نے چائے کا سپ لیتے وصی کو تنبیہ کی۔

ساشا بھی اسکی بات سے کنفیوز ہوئی۔

"او کے باس" اس تنبیہ کے پیچھے جو منہ بند رکھنے کی وارننگ چھپی تھی وہ وصی کو خاموش کراونے کے لیے کافی تھی۔ لہذا وہ جلدی سے چپ ہو گیا۔

طحہ نے بھی شکر ادا کیا نہیں تو اس نے دونوں کی پوزیشن آکورڈ بنا دی تھی۔ پہلے ہی راستے بھر اسے ساشا کے حوالے سے چھیڑتا ہوا آیا تھا۔

مگر اب اسکے سامنے ایسا کرنا طحہ کو مناسب نہیں لگا۔

چائے پی کرا نہوں نے نیچے کے پورشن کا ایک کمرہ ساشا کو دے دیا۔ نچلی منزل پر دو کمرے لاؤنچ ڈرائنگ روم اور کچن تھا اور بالکل ایسا ہی نقشہ اوپر تھا۔

ایک کمرہ طحہ اور حذیفہ کے تصرف میں تھا اور دوسرا دریاب اور وصی استعمال کرتے تھے۔

لیکن فی الحال انہوں نے وصی اور دریاب کا کمرہ اسے دے دیا اور خود اوپر کے کمرے میں شفٹ ہو گئے۔ نجانے اس نے کب تک ان کے ساتھ رہنا تھا لہذا

دریاب نے اپنے کمرے کی کچھ چیزیں تو پہلے ہی اوپر کے کمرے میں شفٹ کر
لیں تھیں کچھ اگلے دن کرنے کا سوچتے اسے سونے کا کہتے خود بھی اٹھ کر اپنے
کمروں میں چلے گئے۔

"کچھ پتہ چلا اس لڑکی کا؟" حیدر اور نمرہ کافی دنوں بعد آج اکٹھے بیٹھے تھے اور
اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ شہریار آج یزنیورسٹی نہیں آیا تھا۔ کلاسز آف ہو چکی

تھیں اور اکاڈمی کا اسٹوڈنٹس ڈیپارٹمنٹ میں موجود تھے جن میں حیدر اور نمبرہ تھے۔

وہ دونوں ایک کلاس روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ تاکہ کوئی انہیں ساتھ نہ دیکھ لے۔

حیدر کے پوچھنے پر نمبرہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں امید تو یہی ہے کہ کہیں مر کھپ گئی ہے۔ کیونکہ جس رات وہ ہاسٹل سے نکلی تھی۔ اسی رات قریب کی ایک سڑک پر ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس میں ایک لڑکی گاڑی کے نیچے آکر کچلی گئی تھی۔

اور اس کی شکل اتنی مسخ ہو گئی تھی کہ اسکے والی وارث کا کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا۔ کپڑے بھی اسکے ویسے ہی تھے جیسے ساشا نے پہنے تھے اسی لیے ہم بھی پر سکون ہیں کہ چلو مر کھپ گئی۔۔۔ ہمیں اب کیا" اس نے نہایت لاپرواہی سے کہا

"گریٹ اب تو تمہیں کوئی ٹینشن نہیں ہوگی" حیدر کے پوچھنے پر وہ مطمئن انداز میں مسکرائی۔

"اور مجھے کب سے شامل کر رہی ہو؟" اس نے اپنا سوال دہرایا۔

"سمجھو آج سے مگر اب میں اور تم یونیورسٹی میں تھوڑا فاصلہ پر رہیں گے تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔۔۔ خاص طور پر شہریار کو" اس نے سرگوشی نما انداز میں کہا۔
"فکر نہیں کرو۔۔۔" ابھی حیدر کی بات جاری تھی کہ کوئی تیزی سے دروازہ کھول کر آیا اور پانی سے بھری بوتل حیدر اور نمرہ پر خالی کی۔

وہ دونوں پانی میں بھیکے کھڑے غیض و غضب سے دروازے کی جانب دیکھ رہے تھے جہاں فاطمہ کھڑی تھی۔

"سوری سوری" بھول پن سے شرمندگی کا اس نے مظاہرہ کیا۔

مگر وہ صرف مظاہرہ تھا اسکے چہرے پر جس قدر شرارت تھی اس سے صاف نظر آرہا تھا کہ یہ سب اس نے جان بوجھ کر کیا ہے۔

"تمیز نہیں تمہیں" نمرہ غصے سے چلائی۔

"ارے پانی ہی پھینکا ہے کون سا تیزاب پھینک دیا ہے" وہ کہاں شرمندہ ہونے والی تھی۔

"میں سمجھی تھی مرنی یہاں چھپی ہے تو اس وجہ سے غلط فہمی ہو گئی" اس نے بات بنائی۔

ابھی وہ جانے ہی لگی تھی کہ حیدر جو کب سے اپنے اعصاب کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اچانک آگے بڑھ کر اسکی کلائی تھام کر اسے واپس اندر کھینچا۔

"تم جاؤ یہاں سے نمرہ" اس نے نمرہ کی جانب دیکھے بنا اسے جانے کا کہا۔

جبکہ ساشا اس حرکت پر پہلے تو حیران ہوئی پھر خاموش رہی۔

"لیکن حیدر۔۔" وہ حیرت سے اسے دیکھ کر بولی۔

"آئی سیڈ گو" اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

نمرہ کے جاتے ہی حیدر نے روم لاک کیا۔ اور مڑ کر اسے دیکھا جو ایسے کھڑی تھی جیسے اپنی مرضی سے حیدر کے پاس آئی ہو۔

"مسئلہ کیا ہے آپکے ساتھ کیوں جاسوسی کرتی پھر رہی ہیں آپ میری۔" اس نے جڑے بھینچ کر آگ برساتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"بہت بڑی خوش فہمی میں ہیں آپ۔۔ پہلے بھی میں نے آپکو کہا تھا کہ مجھے تو آپ سے سروکار ہے نہ آپکی سرگرمیوں سے مگر آپ شاید خود کو راجہ اندر سمجھتے ہیں یا پھر آپکا لڑکیوں نے دماغ خراب کر رکھا ہے کہ آپ ہر ایک کو ایک جیسا سمجھ کر ایک ہی انداز سے دیکھنے کے عادی ہیں" وہ کہاں کسی کی سننے والی تھی۔ اچھی طرح اسکی طبیعت صاف کی۔

"دیکھیں سچ سچ بتادیں نہیں تو مجھے اور بھی بہت سے طریقے آتے ہیں۔ یہ دروازہ میں رات تک نہیں کھولوں گا۔ ایک لڑکی ہونے کے ناطے آپکو اتنا تو آپکو پتہ ہو گا کہ ایک لڑکے کے ساتھ اتنے گھنٹے بند رہنے پر آپ کے متعلق کیا کیا

باتیں بنیں گی۔ میرا کیا ہے لڑکوں کو تو ویسے بھی ان چیزوں سے فرق نہیں
پڑھتا ہاں لڑکیوں کی ساری زندگی برباد ہو جاتی ہے "حیدر نے اسے اچھا خاصا
ڈرا یاد ہم کیا۔

"میرے ساتھ ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ بڑی غلط بندی کو ڈرانے کی کوشش
کر رہے ہیں میں عام لڑکیوں جیسی نہیں جو خوفزدہ ہو جاؤں۔۔۔ ہاں خوفزدہ
کر دیتی ہوں "اس نے نڈر انداز میں حیدر کی جانب دیکھتے گویا اسے چیلنج کیا۔
حیدر ایسے مسکرایا جیسے کسی چھوٹے بچے کی بات پر۔ اسکی بے وقوفی اور خام خیالی
پر مسکرایا جائے۔

ہنستے ہوئے وہ اس سے نظر ہٹا کر اپنا بیگ لینے کے لئے جو نہیں مڑا۔ کمر پر پڑنے
والے جھٹکے سے نہ صرف اڑ کر گر بلکہ کچھ لمحے تو سن رہ گیا۔
فاتینا نے فلائنگ کلک اسکی کمر پر ماری اور اسکے سنبھلنے سے پہلے دروازے کی
جانب بڑھ کر لاک کھولا۔

"میں نے کہا تھا نہ مجھے عام لڑکی مت سمجھنا۔ یہ پہلی اور آخری وارننگ تھی۔ دوبارہ مجھے اس طرح ٹریٹ کیا تو گردن اڑا دوں گی" کہتے ساتھ ہی وہ کلاس سے باہر نکل گئی۔

جبکہ پیچھے حیدر جو اس سے اس قدر بہادری کی امید نہیں رکھتا تھا حقیقت میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

اب اس لڑکی کا پتہ کروانا بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ یہ لڑکی خطرناک تھی اور وہ خطروں سے کھیلنے کا عادی تھا۔

"چھوڑو گاتو نہیں" دل میں پکارا وہ کرتا وہ آہستگی سے بیگ لے کر باہر نکلا۔ ایسے چلتا ہوا گیا جیسے کچھ دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

کوئی اور ہوتا تو اس کے اعصاب اور کمردنوں جواب دے جاتے مگر وہ دریاب حیدر تھا۔۔ دنیا کو اپنے پیچھے چلانے والا۔ نہ کسی سے ڈرتا تھا نہ خوفزدہ ہوتا تھا سوائے اللہ کی ذات کے۔

ایسی ایسی چوٹیں جسم پر کھائیں تھیں۔۔ یہ تو پھر ایک کک تھی۔ وہ اس لڑکی کی جرات پر حیران ہوا تھا۔ جسم پر پڑنے والی اس ذرا سی ضرب کو وہ وہاں اٹھنے سے پہلے بھول بھی گیا تھا۔

مگر اس لڑکی کو نہیں بھولنا تھا اب۔
بہت جلد فاتینا کی شامت آنے والی تھی۔

وہ آج کافی دنوں بعد باس کے گھر گیا تھا ان سے ملنے۔

ان کا ملازم اسے ڈرائینگ روم میں بٹھا کر باس کو بلانے چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر آئے۔ "اسلام علیکم سر" انہیں آتا دیکھ کر وہ تعظیم میں کھڑا ہوا اور بڑھ کر مصافحہ کیا۔

"وعلیکم سلام کیسے ہو بیٹا" انہوں نے ہمیشہ کی طرح محبت اور جوش سے اس کا ہاتھ دبا کر چھوڑا۔

"الحمد للہ آپ سنائیں سر" اس نے ہاتھ آگے باندھتے محبت سے کہا۔
"الحمد للہ، بیٹھو بیٹھو" انہوں نے سامنے صوفے پر بیٹھنے سے پہلے اسے بھی
بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے وہ بچی" انہوں نے ساشا کے متعلق استفسار کیا۔
"جی سر۔۔۔ کل تو ہمارے ساتھ آتے ہوئے کافی خوفزدہ تھی۔ مگر حقیقت
جاننے کے بعد بہت مطمئن ہے" اس نے ساشا کی کیفیت کے بارے میں بتایا۔
"یہ تو بہت اچھا ہے بس اللہ ہمیں جلد ہی اس مقصد میں کامیاب
کرے۔۔۔ ایک مرتبہ اس گروہ کا علم ہو جائے جو اسکے پیچھے ہے۔۔۔ پھر تو ان
کا سر کچلنے میں لمحوں کی بھی تاخیر نہیں کرنی" انہوں نے ایک عزم سے کہا۔
"ان شاء اللہ سر" اسکے بعد کچھ دیر وہ مزید اپنا اگلا لائحہ عمل ڈسکس کرتے رہے۔
تھوڑی دیر گزری تھی کہ ملازم چائے اور اسکے ساتھ بہت سے لوازمات سے
بھری ٹرالی لے کر آگیا۔

دشمنوں کی بندی ہے "اس نے نہایت وثوق سے کہا۔
"اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو" انہوں نے چائے کاسپ لیتے اسے نظروں
میں تولا۔

"اسی لئے کہ میں نے اسکے بارے میں جو انفارمیشن لی ہے وہ بالکل غلط ہے۔
اس لڑکی کے آئی ڈی کارڈ پر جو ایڈریس ہے وہ اس گھر کا ہے جہاں وہ اب رہتی
نہیں یا پھر وہاں کے رہنے والوں نے مجھ سے غلط بیانی کی ہے۔
اس گھر کو میں کل سے ہی آبزر و کر رہا ہوں۔۔۔ نہ وہاں کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے۔
گھر کے صرف کوارٹرز میں لائٹ آن رہتی ہے اور وصی تو کل رات اس گھر کے
اندر بھی ہوا آیا ہے۔ جو رہائشی حصہ ہے وہ بند پڑا ہے۔ تو آخرا ب بھی میں اس
لڑکی کو مشکوک نہ سمجھوں" اسکی باتوں پر وہ مسکرائے بنانہ رہ سکے۔ ایسے ہی تو وہ
ان کا پسندیدہ نہیں تھا۔ اتنی تیزی سے اور کبھی کبھی اس انداز میں وہ کام کرتا تھا
کہ وہ خود اسکی پھرتیوں پر چکرا کر رہ جاتے تھے۔

وہ جو اسکے پیچھے کچھ بندوں کو صرف اسی لئے لگاتے تھے کہ وہ انہیں بیٹوں کی طرح عزیز تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کوئی خراش بھی اسے کبھی آئے وہ اسے کسی مشکل میں پڑنے سے پہلے ہی اسکی ہر وقت مدد کرنا چاہتے تھے۔

مگر اس سب کے باوجود وہ کب کچھ کام خفیہ انداز میں کر جاتا تھا یہ صرف انہیں اس سے بذات خود بتانے پر پتہ چلتا تھا۔

"بیٹا شکر کرو وہ گھر میرا تھا نہیں تو کسی اور کا ہوتا تو وصی کی خیر نہیں تھی" انکے کہنے پر وہ کچھ لمحوں کے لئے گنگ رہ گیا۔

چائے پیتا اسکا ہاتھ ایک ہی زاویے پر ساکت ہو گیا۔

"آپ کا؟" وہ بری طرح الجھتا تھا۔

"جی۔۔۔ اور جس لڑکی کا تم پتہ کرو اتے پھر رہے ہو وہ کوئی دشمنوں کی بندی نہیں بلکہ میری بھتیجی ہے۔ فائینا باسط۔ تم نے جس انداز میں کل اسے کلاس روم میں بند کیا تھا۔۔۔ کوئی اور ہوتا تو وہ اسے پار لگا چکی ہوتی۔۔۔ شکر کرو کل

تم اسکے ہاتھوں بچ گئے ہو۔۔۔ بہت خطرناک ہے وہ۔۔۔ تمہاری طرح وہ بھی ایجنٹ ہے۔ مگر بہت زیادہ کام نہیں کرتی۔۔۔ میری بھابھی کی وجہ سے ہاں ٹریننگ اسے میں نے ساری دلوائی ہے ان سے چھپ کر۔۔۔ اسکے علاوہ مارشل آرٹس سے بخوبی واقف ہے۔۔۔ وہ نہیں جانتی تم میرے بندے ہو وہ تمہیں حیدر کی حیثیت سے ہی جانتی ہے۔

نمرہ اور شہریار کی سرگرمیوں کی پہلے پہل جو انفارمیشن میں نے تمہیں دی تھی وہ بھی اسی نے مجھے بتائی تھی۔

اسکے نزدیک تم بھی کسی گروہ کے بندے ہو اور میں نے اسکی تصدیق نہیں کی۔ تاکہ ایک جانب میرے بندے اور ایک جانب وہ مجھے تمہارے متعلق بتاتی رہے۔ اس طرح اسکی بھی کارکردگی امپروو ہوگی اور وہ مزید سیکھے گی۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ جب وہ یہ جانے لگی کہ تم میرے بندے ہو تو مجھ سے خفا ہوگی۔

بحر حال یہ بھی بتاتا چلو کہ جس دن تم یہ سن کر حیران ہوئے تھے کہ تمہاری اور
نمرہ کی گفتگو حرف بہ حرف مجھے کیسے پتہ چلی جبکہ وہاں کوئی نہیں تھا تو یہ جان لو
کہ وہ باڈ کے پیچھے تم دونوں کی باتیں ریکارڈ کر رہی تھی۔

اسنے ایک ایسا حساس ریکارڈر بنایا ہے جو کچھ کلومیٹر کے اندر ہونے والی انسانی
آواز کو آسانی سینسرز کے ذریعے کیچ کر کے آسانی سے ریکارڈ کر لیتا ہے "
دریاب تو یہ سب سن کر بھونچکا رہ گیا۔

کیا بندی تھی وہ۔۔۔ وہ بس سوچ کر ہی رہ گیا۔

اسکے پاس مزید کچھ کہنے کے لئے الفاظ ہی نہیں تھے۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر واپس آگیا۔ مگر اب فائینا اسکے دماغ سے اتنی جلدی نکلنے والی
نہیں تھی۔

"ارے دیکھو یار آج وہی فقیر پھر سے بیٹھا ہے" وہ دونوں جو ابھی یونیورسٹی کے دروازے سے اندر جانے لگی تھیں۔۔ وہاں پاس بیٹھے اسی فقیر پر نظر پڑتے فاتینا ایسے چلائی جیسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

"حد ہے فاتی تم تو ایسے خوش ہو رہی ہو جیسے کوئی بہت بڑی سیلبرٹی کو دیکھ لیا ہو" مزنی نے اسکی حرکت پر منہ بنایا۔

"ٹھہرو میں اس سے مل کر آئی" فاتینا کی بات پر مزنی کو ہکا بکارہ گئی۔ پھر ماتھے پر ہاتھ مار کر اسکی عقل پر ماتم کیا۔

"کیسے ہو باباجی" وہ اسکے قریب بیٹھتے اشتیاق سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔
"ہم۔۔۔ ہم" باباجی نے جھومتے ہوئے اسے سرزنش کی۔

اور ہاتھ کے اشارے سے واپس جانے کا کہا۔

دور کھڑا دریاب حیدریہ منظر دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس سر پھری لڑکی کو سمجھنے سے قاصر تھا۔

"اللہ نے بس ایک ہی پیس بنایا ہے" وہ دل ہی دل میں اسکی حرکتوں پر محفوظ ہوتے ہوئے مسکرایا۔

"اتنے دنوں سے آپ کہاں تھے" وہ کہاں اسکی جان چھوڑنے والی تھی۔
بڑے غور سے اسکے ہاتھوں کی جانب دیکھ رہی تھی جو گلوں کے بغیر تھے۔
"تجھے سکون کیوں نہیں۔۔۔۔ تیرا کیا کام ہے مجھ سے پیسے دینے ہیں تو دیں نہیں
تو چلی جا۔۔ بھاگ جا یہاں سے" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"پیسے تو نہیں دوں گی۔۔ مگر تمہارا پول کسی نہ کسی دن ضرور کھولوں
گی۔۔ منہ پر جھریاں، کالک اور ہاتھوں پر کیا آٹا مل کر آتے ہو" آنکھیں نکالتے
بولتی وہ وہاں سے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔
"آگیا چین تمہیں" تیزی سے اپنی جانب آتی فاطمہ کو دیکھ کر اس نے تاسف سے
سر ہلاتے کہا۔

"ہاں نہ اب مزہ آئے گا" وہ ہنسی دباتے ہوئے بولی۔

"کیا کہہ آئی ہو اسے" مزنی نے مشکوک نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"بچوں کے جاننے والی بات نہیں ہے" اس نے مزنی کو چڑایا۔

"کیوں لویسٹر دے کر آئی ہو کیا؟" وہ چڑ کر بولی۔

"ہا ہا ہا اب اتنا حسین بابا بھی نہیں" فاتینا نے اسکی بات کا خوب مزہ لیا۔

ابھی ان کا تیسرا پیریڈ شروع ہی ہوا تھا کہ یکدم باہر سے شور شرابے کی آواز

آنے لگ پڑی۔

یکدم کلاس میں بھگدڑ مچی۔

پہلے دو گروپوں میں تصادم ہوا اور بالآخر لڑائی جھگڑے سے ہوتی بات گولیوں تک پہنچ گئی۔

فاتینا اور مزنی تیزی سے باہر کی جانب لپکیں مگر مین گیٹ کے دروازے میں

ہی ایک گروپ کھڑا فائرنگ کر رہا تھا۔

فاتینا نے مزنی کو اپنے گھیرے میں لے کر جیمنز کی پاکٹ سے گن نکالتے نیچے

جھک کر کمپیوٹر لیب کی جانب دوڑ لگادی۔
کہ فی الحال سب سے محفوظ پناہ گاہ اس وقت وہی تھی۔
"فاتی یہ یہ۔۔۔۔۔ کس کی گن ہے" مزنی تو اسکے ہاتھ میں گن دیکھ کر دھشت
زدہ رہ گئی۔

"چپ کرو یا ر" فاتی نے باہر دوڑتے قدموں کی آواز سن کر مزنی کی آواز دہائی۔
وہ مزنی کو لیے ایک کمپیوٹر ٹیبل کی آڑ میں بیٹھی تھی تاکہ اندر آکر کسی کو یہ
گمان نہ گزرے کہ کمپیوٹر لیب میں کوئی ہے۔

خالی سمجھ کر وہ وہاں سے چلا جائے۔
مگر مزنی کی چیخ نما آواز نے گڑ بڑ کر دی۔
تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔
مزنی کا سانس تو خشک تھا مگر فاتی آرام اور سکون سے بیٹھی۔ تھوڑا سا تر چھا
ہو کر پیچھے دیکھ رہی تھی۔

آنے والا حیدر تھا۔

فاتینا نے یکدم کھڑے ہو کر سامنے آتے اسے اپنی گن کے نشانے پر رکھا۔
"فوراً یہاں سے نکل جاؤ نہیں تو اڑا کر رکھ دوں گی" اپنی خونخوار نظریں اس پر
جماتے وہ غرائی۔

مزنی تو اسکے انداز دیکھ دیکھ کر خوف زدہ ہوئی جا رہی تھی۔
یہ وہ فاتینا تو نہیں تھی جسے وہ جانتی تھی۔

"میں آپ کو ہی ڈھونڈتا ہوا آیا ہوں۔ فوراً میرے ساتھ چلیں میں کوئی اور
نہیں ایجنسی کا بندہ ہوں" اس نے سنجیدگی سے کہتے فاتینا کو وہاں سے نکلنے کا کہا۔
باہر ہونے والی لڑائی پر قابو پا لیا گیا تھا۔ مگر ابھی بھی کوئی پتہ نہیں تھا کہ کس لمحے
کسی بھی گروہ کا بندہ کہیں سے چھپ کر وار کر دے۔

سبطین نے فون کر کے دریاب کو فاتینا کو وہاں سے نکالنے کا کہا تھا۔
دریاب کے باقی بندے وہاں پھیل چکے تھے لہذا اب وہ اسکی تلاش میں آیا تھا۔

کہ کمپیوٹر لیب سے مزنی کی آواز سن کر اطمینان ہوا کہ وہ دونوں محفوظ ہیں۔

"اور ریلی۔۔۔۔۔ ثبوت" فاتینا نے ایک مرتبہ پھر غصے سے کہا۔

دریاب نے خاموش نظر اس پر ڈالتے سبب طین کا نمبر ملا کر فاتینا کے سامنے
موبائل کیا۔

"آئی گیس یہ آپکے چچا کا نمبر ہے جو میرے پاس ہیں" سنجیدگی سے کہتے اس نے
نمبر دکھا کر فون کان سے لگایا۔

فاتینا گنگ رہ گئی۔

"اسلام علیکم سر انہیں یقین نہیں آ رہا کہ میں آپکا بندہ ہوں وہ میرے ساتھ
آنے پر تیار نہیں" اسکی گمبھیر آواز کمرے میں گونجی۔

"سربات کرنا چاہتے ہیں" کچھ دیر بعد اس نے سامنے کھڑی فاتینا کی جانب فون
بڑھایا جس کے انداز میں کوئی لچک نہیں آئی تھی۔

فون تھام کر کان سے لگانے کے بعد اس نے گن والا ہاتھ نیچے کیا۔

"جی ٹھیک ہے چاچو" دوسری جانب کی بات مانتے اس نے فون بند کیا۔

اب چلیں "کہتے ساتھ ہی اس نے قدم آگے بڑھائے۔

فاتینا نے گم صم بیٹھی مرنی کا ہاتھ تھاما سے اٹھایا اور اسکے پیچھے چل پڑیں۔

وہ انہیں ایسے راستے سے نکال کر لے جا رہا تھا جہاں اس وقت کوئی اور اسٹوڈنٹ یا ٹیچر موجود نہیں تھا۔

وہ گاڑی کی جانب بڑھا اور بیٹھتے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جو ماسک پہنا اسکے

بعد اسے حیدر کی حیثیت سے بھی پہچانا نہیں جاسکتا تھا۔ مرنی لب سیسے حیرت

زدہ یہ سب دیکھ رہی تھی جبکہ فاتینا کے لیے یہ سب نیا نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی

سیکریٹ ایجنٹس کو ایسے بہت سے ماسکس اپنے پاس ہمہ وقت رکھنے پڑتے ہیں جو

سیکنڈز میں ان کے نقوش بدل دیتے ہیں۔

مگر وہ دل ہی دل میں سببطين سے لڑائی کا پکارا دہ کر چکی تھی۔ جنہوں نے حیدر

کی حیثیت اس سے چھپائی تھی۔

اس نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور جیسے ہی گاڑی آگے بڑھائی وہی فقیر جو فاطمہ کا پسندیدہ تھا گاڑی کی جانب تیزی سے بڑھا۔

دریاب نے اس کے لیے دروازہ کھولا جو نہیں وہ بیٹھا دریاب نے دروازہ بند کرنے کا انتظار کیئے بنا گاڑی کو یونیورسٹی کی مین لائبریری کی جانب بھگا یا جہاں سے ایک راستہ باہر مین سڑک پر نکلتا تھا جس کے باعث کسی کو ان کے وہاں سے نکلنے کا پتہ نہیں چل سکا۔

فاطمہ اور مزنی خاموش تھیں۔

فقیر نے اپنا چولا اور سر پر پہنی وگ، مصنوعی داڑھی اور عینک سب اتار ڈالی۔ مزنی مزنی کے لیے ایک اور حیرت انگیز لمحہ تھا جبکہ فاطمہ کو اپنا شک درست دیکھ کر بے حد خوش ہوئی۔

"کہا تھا بابا جی آپ بڑے مشکوک ہیں" ایک چہکتی ہوئی آواز وصی کو اپنے عقب سے آئی۔ وہ حیرت سے پیچھے مڑا تو اسی لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوا جو اسے

صبح میں تنگ کر رہی تھی۔ وہ بیٹھتے وقت ان کو دیکھ نہیں پایا تھا۔ یہ تو جان گیا تھا کہ کچھ لڑکیاں ہیں۔

کیونکہ دریاب نے وہاں سے نکلنے وقت اسے بتایا تھا کہ وہ کچھ لڑکیوں کو ریسکیو کر کے اپنی گاڑی میں لے جائیں گے۔ مگر ان میں سے ایک لڑکی فائینا ہوگی وہ یہ نہیں جانتا تھا۔

"یہ۔۔۔" اس نے اب کی بار سوالیہ نظروں سے دریاب کو دیکھا۔
"باس کی بھتیجی ہیں" دریاب نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
"اوہ تبھی میں کہوں اتنی اچھی آبزرویشن کسی عام لڑکی کی نہیں ہو سکتی" وصی نے ایک مرتبہ پھر اسے دیکھا۔

اور جس کو سنانا چاہا اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آکر غائب ہو گئی۔ وہ اس لڑکی کی یہ جرات ساری زندگی نہیں بھول سکتا تھا۔ "میں عام لڑکی ہوں بھی نہیں" فائینا نے تقاخر سے کہا۔

"مجھے پہلے دن سے شک تھا کہ فقیر کے روپ میں کوئی بہروپیا ہے" اس نے
مرنی کی جانب نظر ڈالی جواب تک گم صم تھی۔

"تم سب سے بڑی بہروپیا ہو" اس نے غصے سے فاتینا کو دیکھا۔

"ہا ہا ہا!" فاتینا اسکی حالت پر محظوظ ہوئی۔

"یہ کیا کوئی سیکرٹ ایجنٹ بھی ہیں" وصی نے دوبارہ حیدر کو مخاطب کیا۔

"جی ماشاء اللہ سے" دریاب نے سر ہلایا۔

"سیکرٹ ایجنٹ" مرنی ایک مرتبہ پھر حیرت کا شکار ہوئی۔

"سوری یار کیا کریں ہمیں اپنی حیثیت بتانی نہیں ہوتی۔ آج کا واقعہ نہ ہوتا اور

تمہیں بچانا نہ ہوتا تو کبھی بھی میں تم پر اپنی اصلیت ظاہر نہ کرتی" فاتینا نے

صاف گوئی سے کہا۔

"اف" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"مجھے بھی نہیں بتا سکتی تھیں" اس نے پھر سے فاتینا کو گھورا۔

"بیٹا کبھی بھی تو اپنے رشتہ داروں کو بھی بتانے کی اجازت نہیں ہوتی اور تم سے ملے مجھے فقط ایک سمسٹر ہوا تھا۔ مگر اب دھیان رکھنا کہ آج یہاں تمہیں جو کچھ پتہ چلا ہے وہ کسی اور کو نہ پتہ چلے۔ یہ سمجھو تم نے آج ہمارے بارے میں کچھ جانا ہی نہیں۔۔۔ ورنہ ہم غداروں کو چھوڑتے نہیں" فاتینا کی جرات کو وہ دونوں بھی سراہے بغیر نہ رہ سکے۔ آخر سب طین کی بھتیجی کا انداز اتنا نڈر نہ ہوتا تو کس کا ہوتا۔

"تم کتنی خطرناک لگ رہی ہو" مزنی حقیقت میں خوفزدہ ہوئی تھی۔
"ہاں اپنے ملک کے لئے میں کسی بھی حد تک جاسکتی ہوں" فاتینا نے پھر سے کہتے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

حیدر نے ایک خاموش نگاہ بیک ویو میں نظر آتے اسکے چہرے پر ڈالی۔
"ویسے یہ فقیر ہر مرتبہ آپ ہی بنتے تھے" اس نے پھر سے وصی سے پوچھا۔
"نہیں اسٹارٹ میں در۔۔۔۔۔"

"حیدر۔۔ میرا نام کیوں بھول جاتے ہو تم ہر مرتبہ "اس سے پہلے کے وصی اسے اسکے اصل نام سے بلاتا دریا ب نے اچانک دخل دے کر اسے ٹوکا اور حیدر کہنے پر زور دیتے اسے نظروں سے خفیف سا اشارہ کیا۔

وصی پوری بات تو نہیں سمجھا مگر اتنا ضرور سمجھ گیا کہ اسکی اصل شناخت ابھی ان لڑکیوں کے سامنے نہیں بتائی۔

"آئی مین شروع میں حیدر تھا پھر بھیچ میں کبھی میں بھی فقیر کا روپ دھار لیتا تھا۔ چونکہ ہماری جسامت ایک جیسی ہے لہذا کسی کو شک نہیں گزرتا تھا" وصی نے تفصیل بتائی۔

"سسٹر آپکو کہاں اتاروں "دریا ب مرزنی سے مخاطب ہوا۔

اس نے گھر کا ایڈریس بتایا۔ دریا ب نے گاڑی اس جانب موڑ لی۔ تھوڑی دیر بعد اسے اتار کر دریا ب نے گاڑی اپنے گھر کی جانب بڑھادی۔

کیونکہ سبطین نے اسے فاتینا کو ابھی اپنے گھر لے جانے کا کہا تھا۔

"تو آپ لوگوں کے فقیر بننے کا کیا مقصد تھا۔" اس نے سلسلہ پھر وہیں سے جوڑا۔

"ہمیں باس نے یہاں ہونے والی مشکوک سرگرمیوں کی رپورٹ دی تھی۔ اور شہریار کے بارے میں بتایا تھا۔

ہم نے ایک مہینہ فقیر بن کر اس جگہ کو چنا جہاں شہریار اپنی گاڑی پارک کرتا تھا۔

اس سے کچھ لوگ کچھ خاص گاڑیوں میں ملنے آتے تھے۔ ہم وہاں بیٹھ کر گاڑیوں کے نمبر نوٹ کر کے پھر اپنے بندوں کو فوراً ان کا پیچھا کرنے کے لیے بھیجتے تھے۔ تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ کون ہے جو یونیورسٹی میں اسلحہ مہیا کرتا ہے اور ہاسٹل کے لڑکے اور لڑکیوں کے لئے ڈرگز بھی دیتا ہے۔

جب ہمیں مکمل طور پر اندازہ ہو گیا کہ یہ کام شہریار تنہا نہیں کسی گینگ کے ساتھ مل کر رہا ہے جس میں نمرہ بھی شامل تھی تب سر نے حیدر کو یہاں ایڈمیشن

لینے کی ہدایات کیں تاکہ نمرہ کو ٹریپ کر کے ہم ہاسٹل کے اندر اور پھر شہر یار کے تھر واس گینگ پر ہاتھ ڈال سکیں۔ جوانکی پشت پناہی کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر حیدر پہلے ایڈمیشن لے لیتا تب ہم اتنے محتاط انداز میں ان کے بارے میں پتہ نہیں لگا سکتے تھے اور دوستی بڑھانے کے چکر میں حیدر انکی نظروں میں آجاتا۔ اب وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کوئی تیسرا انکی سرگرمیوں کو جانتا ہے کیونکہ حیدر تو رہتا ہی ہمہ وقت انکے درمیان ہے۔ "وصی نے تفصیلاً بتایا۔

"اور یقیناً نمرہ کے متعلق اطلاع دینی والی آپ ہی تھیں" اب کی بار دریاب نے اسے مخاطب کیا۔

"جی" اس نے مختصر جواب دیا۔

"آپکو مجھ پر شک کب ہوا؟" دریاب نے اس سے پوچھا۔

"میں نے ایک مرتبہ آپکو اپنے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا آپ چاچو سے ملنے آئے تھے۔ چونکہ یونیورسٹی میں آپکو جانتی تھی سو آپ کو اپنے گھر دیکھ کر

حیران ہوئی۔

چاچو سے پتہ کرنے پر صرف اتنا پتہ چلا کہ آپ انکے اسٹوڈنٹ ہیں۔۔ بس پھر آپکے پیچھے لگ گئی۔ میں سمجھی تھی کہ آپ بھی اسی گینگ کے ایک بندے ہیں مگر آج وہ خیال غلط ثابت ہوا۔ آپ اتنے مشکوک انداز میں نمرہ سے ملتے تھے کہ میرا شک کرنا بنتا تھا "اس نے شان بے نیازی سے کہا۔

"آج اسی گیٹ اپ میں دوبارہ ماں بیٹھنے کی وجہ؟"

آج یہاں فقیر کے حلیے میں بیٹھنے کی وجہ یہ تھی کہ حیدر کو کل رات ہی نمرہ نے بتا دیا تھا کہ آج وہ لوگ یونیورسٹی میں ہنگامہ کرنے والے ہیں کیونکہ کچھ دن بعد یہاں فیسٹیول اسٹارٹ ہونے والا ہے اور جو گروہ ان کے پیچھے ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ فیسٹیول یونیورسٹی میں ہو کیونکہ اس فیسٹیول میں دنیا بھر سے اور بھی یونیورسٹیز کے اسٹوڈنٹ حصہ لے رہے ہیں اور وہ گروہ یہ نہیں چاہتا کہ ہمارا ملک دنیا میں جانا مانا جائے۔ لہذا یہ ہنگامہ کر کے خوف اور دہشت پھیلانا

مقصد تھا تاکہ یہ فیسٹیول کینسل ہو جائے اور جن ممالک نے حصہ لینے کا سوچا ہے وہ بھی اپنی آفر واپس لے لیں۔ کل کے اخبار اور نیوز چینلز پر آپ دیکھیے گا کہ ان ممالک کے یہی بیانات ہوں گے۔ کہ یونیورسٹی میں ہونے والے ہنگامے اور سیکیورٹی ایشوز کے باعث فیسٹیول کینسل ہو گیا ہے۔۔۔ یہ گھٹیا لوگ ہمارے ملک کو کہیں کا نہیں چھوڑنا چاہتے اور ہم انہیں۔۔۔ "وصی کے لہجے میں چٹانوں سی سختی در آئی۔

"حیدر کو چونکہ سب کے درمیان رہنا تھا لہذا وہ ہنگامہ شروع ہوتے ہی سب بندوں کو ہدایات نہیں دے سکتا تھا۔۔۔ نجانے کس کے ساتھ ہوتا۔۔۔ بس اسی وجہ سے میں آج یہاں اس گیٹ اپ میں بیٹھا تھا۔ حیدر نے مجھے ایک میسج کیا اور میں نے اپنے بندوں کو متحرک کیا۔

گو کہ ہم ہنگامہ ہونے سے روک نہیں سکے۔۔۔ کیونکہ پھر ہمیں سامنے آکر لڑنا پڑتا اور وہ ہم ابھی آنا نہیں چاہتے۔ تاکہ وہ محتاط نہ ہو جائے۔ ہاں اتنا ہم نے ضرور

کیا کہ نہ صرف ان دونوں شریکوں کے کچھ بندے مارے اور پکڑے بلکہ
تمام اسٹوڈنٹس کو کسی گولی کی نظر ہونے سے بچالیا۔ "وصی نے مزید بتایا۔
اسکے بعد گاڑی میں خاموشی چھا گئی

گھر کے گیراج میں گاڑی کھڑی کرتے دریا ب نے اپنا ماسک اتارا۔
گاڑی سے نکل کر فاتینا کو اپنے پیچھے آنے کا کہا۔
اندر آئے تو طحہ اور ساشا اندر موجود تھی۔
ساشا کو یہاں دو تین دن ہو چکے تھے اور اس نے آتے ہی سب کو کچن اور باقی کے
کاموں سے چھٹی دلوادی۔ جس پر سب اسکے مشکور تھے۔
نامحسوس انداز میں وہ اور طحہ ایک دوسرے کے قریب آ رہے تھے۔ گو کہ طحہ
ابھی تک اس سے اس بات پر خفا تھا کہ ساشا نے اس رات طحہ پر اعتبار نہیں کیا

تھا۔

ساشا نے بہت سے سوری کے میسجز بھی اسے بھیجے مگر طحہ کا اب اس سے انداز
تھوڑا لئے دیئے والا ہو گیا جو ساشا کے لئے بے حد تکلیف دہ تھا۔

"اسلام علیکم" دریاب نے اندر آتے ہی سلام کیا۔

طحہ نے اسے دیکھتے ساتھ ہی اسکی خیریت اور یونیورسٹی کے ہنگامے کے بارے
میں پوچھا۔

"سب سیٹل ہو گیا ہے۔۔۔ شہریار کے خاص گروگوں کو میں نے انڈر گراؤنڈ
کروا دیا ہے۔ شہریار کو ابھی اسی لئے نہیں پکڑا کے اسکا گینگ تڑپ اٹھے گا اور یہ
نہ ہو کہ مجھے انکی جس جگہ پر موجودگی کا شک ہو ا ہے وہ وہاں سے نکل بھاگیں"
دریاب کی بات پر طحہ اور وصی نے تائید کی۔ دریاب نے فاتینا کا تعارف بھی
کروایا۔

ساشا انکی آواز سن کر ٹرے میں پانی لئے باہر آئی اور لاؤنج میں ایک لڑکی کو دیکھ

کر حیران ہوئی۔

فاتینا خلاف معمول خاموشی سے بس گھر کا جائزہ لینے میں مگن تھی۔

"ہم یہاں چار دوست رہتے ہیں اور یہ صاحبہ ہمارے طحہ کی فیانسی اور ہماری بھابھی بھی ہیں" وصی نے اپنے بارے میں بتائے یکدم ساشا کا جو تعارف کروایا اس پر وہ بھونچکارہ گئی۔

جبکہ طحہ دانت پیس کر رہ گیا۔

"وصی" دریاب نے ساشا کی حالت دیکھتے اسے تنبیہ کرنی چاہی مگر بعض

اوقات دریاب کے لئے بھی وصی کی شرارتوں کو روکنا محال ہو جاتا۔

"ارے میں نے تو سچائی بتائی ہے۔۔ کیوں طحہ" اس نے شرارت سے طحہ کو

دیکھا جو اسے کچھا چبانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

فاتینا بہت محبت سے ساشا سے ملی۔

جبکہ ساشا وصی کی شرارت کے باعث زیادہ دیر وہاں ٹھہر نہیں سکی۔

"آپ کھانا کھالیں پھر میں آپکو گھر ڈراپ کر دوں گا۔" دریاب فاتینا سے

مخاطب ہوا۔

سبطين نے بھی یہی ہدایت دی تھی۔

بہت جلد وہ ساشا سے گھل مل گئی مگر ساشا نے اسے اپنی اصلیت نہیں بتائی اور نہ ہی فاتینا نے۔

کھانے کی ٹیبل پر وہ سب اکٹھے بیٹھے تھے ساتھ باتوں کا سلسلہ جاری تھا۔ دریاب نے طحہ کو بھی اسکی حیثیت چھپانے کا کہا تھا۔ لہذا وہ بھی دریاب کو حیدر ہی پکار رہا تھا۔ ساشا حیران تو ہوئی تھی یہ دیکھ کر کہ وصی اور طحہ اسے حیدر کہہ رہے ہیں۔ مگر وہ انکی باتوں کو کریدتی نہیں تھی۔

اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ ان لوگوں نے اسے پناہ دے رکھی تھی۔

شہر یار اس وقت کو برا کے اڈے پر موجود تھا جہاں پہلے سے ہی دو تین پولیس

آفیسرز کی درگت بن رہی تھی۔

"آخر ہمارے بندوں پر گولیاں کس نے چلائیں۔ سادہ لباس میں وہ کون لوگ تھے" کوبرا کی کرخت آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

"پتہ نہیں سرا ایک دم بھگدڑ ایسی مچی کے ہم دیکھ نہیں سکے" ایک پولیس آفیسر نے گھگھکاتے ہوئے اپنی نااہلی بتائی۔

"تم جیسے گھٹیا لوگوں پر مجھے اعتبار ہی نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور شہریار تم کیا فون پر بکواس کر رہے تھے" اب اس کا رخ شہریار کی جانب تھا۔

"سر میرے دو بندے کوئی اٹھا کر لے گیا ہے۔۔ ان کا پتہ نہیں چل رہا" اس نے بھی مری ہوئی آواز میں بتایا۔

"دوبندے۔۔۔ چوٹے تھے کیا کہ نکل گئے اور تم جاننے سے قاصر رہے" وہ پھر سے دھاڑا۔

"نہیں سر مجھے اندازہ نہیں تھا ہم دو پارٹیوں کے علاوہ کوئی تیسرا بھی ہے"

کو برا کو لگا اس کا سارا پلان تھس نہس ہو رہا ہے۔

"یہ کون ہے اس کا پتہ میں خود کرواؤں گا اور جو دو بندے ہمارے ہاتھ سے نکلے ہیں انکی انفارمیشن دو۔۔ دیکھتا ہوں کس نے مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ تم سب دفع ہو جاؤ اب اور شہریار تم یہیں رکو" اس نے باقی سب پر قہر برساتی نظر ڈال کر شہریار کو رکنے کا اشارہ کیا۔

کسی منسٹر کو اس نے کال ملائی اور اسے مزید پولیس کے بندے دینے کا کہا جو خاص طور پر ملک دشمن عناصر کے ساتھ ملے ہوئے تھے پولیس میں صرف ایجنسیوں کی انفارمیشن لینے کے لیے شامل تھے۔

"تم اس لڑکی کی جانب سے آنکھیں مت بند کرنا۔۔۔ مجھے اس سب کے پیچھے اس لڑکی کا ہاتھ لگتا ہے۔۔ وہ کسی نہ کسی کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ پرسوں رات تم نے اس لڑکی کو میرے اڈے پر بھیجنا ہے مگر ایسے کہ اسکی آنکھیں پٹی سے جکڑی ہوئی ہوں۔۔ میں استعمال کرنے والی لڑکیوں کو اپنی شکل کبھی نہیں

دکھاتا۔ وہ پٹی باندھ کر یہاں آئے گی اور اسی طرح واپس جائے گی۔ میرے
اڈے کے بارے میں اگر تم نے اسکے سامنے زبان کھولی کہ کہاں اور کس جگہ
ہے تو یہ یاد رکھنا گلے پل میں تمہیں سانس لینے کا موقع نہیں دوں گا " شہریار
نے خاموشی سے اسکی بات سن کر اثبات میں سر ہلایا۔

"میں خود دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ لڑکی کتنے پانی میں ہے " اس نے کچھ سوچتے
ہوئے پھر سے کہا۔

"جی سر "

"اب جاؤ تم " اسے جانے کا اشارہ کرتا وہ اپنے سامنے پڑے لیپ ٹاپ کی جانب
متوجہ ہو گیا۔

پتہ نہیں تم لوگ کیا کرتے پھر رہے میری جان ہر وقت سولی پر لٹکائے رکھتے

ہو۔۔۔ سوچا تھا سبطین آئے گا تو تمہاری ان پڑھائیوں سے جان چھڑاؤں گی
۔۔۔ مگر وہ تو آتے ہی ایسا مصروفیت کا بہانہ لے کر گم ہوا ہے کہ پروں پر پانی
نہیں پڑنے دیتا۔۔۔ اور ایک تم۔۔۔ کس مشنڈے کے ساتھ ابھی آئی ہو "کچھ
دیر پہلے ہی دریاب فاتینا کو چھوڑ کے گیا تھا اور بد قسمتی سے ساتھ والے گھر سے
کسی کی عیادت کر کے آتی مریم نے اسے دیکھ لیا تھا۔ دریاب کو نہیں پتہ چلا کہ
فاتینا کی امی نے اسے دیکھ لیا ہے نہ ہی فاتینا کو پتہ چلا۔

دروازہ ملازم نے کھول دیا تھا مگر اسکے پیچھے پیچھے آتی اماں نے اندر آتے ہی لے
لینا شروع کر دیئے۔

"آپکے داماد کے ساتھ۔۔۔" وہ بھی فاتینا تھی کہاں چپ رہتی مگر غصے میں جو
منہ سے نکلا اس پر فوری زبان دانتوں میں دبا کر لا حول پڑھی۔

مگر اماں کی تیز سماعتیں سن چکی تھیں۔ اس سے پہلے کہ فاتینا لانگ جپ کا
مظاہرہ کرتی۔ مریم کی چپل نے اسکے کندھے پر گولی کا سا کام کیا۔

"اف اماں آپکی ہوائی چپل ہے یا کوئی گولی۔۔۔ اس بری طرح پڑتی ہے کہ حد نہیں۔۔۔" اس نے بازو سہلاتے تکلیف سے بلبلا تے کہا۔
"بالکل ہی شرم حیا بیچ آئی ہے۔۔۔ فون ملا" انہوں نے آنکھیں نکالتے آگلا حکم جاری کیا۔

"کسے شرم کو یا حیا کو؟" چپل کھانے کے بعد بھی اسکی زبان کہاں رکنے والی تھی۔

صوفے پر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے ایسے بھول پن سے پوچھا کہ مریم کا دل کیا اب چپل اسکے منہ پر ہی مار دیں۔

"اپنے چاچے کو" وہ اتنی زور سے چلائیں کہ فاطمہ کو انگلیاں کانوں میں ٹھونسنی پڑیں۔

"اف اوہ۔۔۔ اماں وہ لوگ جو آپکو دھیمے مزاج کی کہتے ہیں دل کرتا ہے آپکے اپنے ساتھ ہونے والے سلوک کی وڈیو بنا کر انہیں دکھاؤں کہ یہ ہے میری اماں

کا اصل روپ۔۔" اس نے سبطین کا نمبر ملاتے مریم کو جواب دینا ضروری سمجھا۔

"ہیلو۔۔ میں عزت افزائی کروا چکی ہوں اب آپ کی باری ہے" سبطین کے ہیلو کہتے ہی اس نے انہیں خبردار کر دیا۔

مریم کا ہاتھ ایک مرتبہ پھر اسکے کندھے پر گھوما۔

"اف اماں ابھی تو آپ کی چپل کا سینک کم نہیں ہوا تھا کہ ہاتھ۔۔ کیا فوجی ٹریننگ کرواتی رہی ہیں آپ۔۔ سچ میں اس قدر بھاری ہاتھ" کہتے ساتھ ہی موبائل انہیں پکڑتی وہ بھاگ کر کچن میں گم ہو گئی۔

"جی بھابھی کیا ہو گیا" دوسری جانب سبطین بھی فاتینا کی باتوں سے محفوظ ہوئے۔

"میں کہے دے رہی ہوں سبطین یہ لڑکی ہاتھ سے نکل گئی ہے۔۔ ارے دیدہ دلیری دیکھو کسی لڑکے کے ساتھ گھر تک آگئی۔۔ تم کروالوا اسکی پڑھائیاں میں

تو اسکے ہاتھ پیلے کروانے والی ہوں۔۔۔ آگ لگے ایسی پڑھائی کو زبان اس قدر تیز ہوتی جا رہی ہے اس لڑکی کی۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتی جہاں بھی ہو گھر آؤ اور دو ٹوک اس سے بات کرو "مریم کی بات پر وہ مسکرائے بنانا رہ سکے جانتے تھے کہ بھائی اور بھتیجے کے بعد وہ بہت پریشان رہتی ہیں فاطمینا کے لیے۔

"آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔۔۔ وہ میرا بندہ تھا جس کے ساتھ فاطمینا آئی ہے۔ یونیورسٹی میں آج دیر تک رکنا تھا اسی لیے میں نے اپنے بندے کو کہا تھا کہ فاطمینا کو گھر چھوڑ دے۔ جانتا تھا کہ آپ پریشان ہو رہی ہوں گی۔ وہ جتنی بھی آزاد خیال اور اپنی من مانی کرنے والی ہو جائے آپ یہ یقین رکھیں وہ مجھ پر اور آپ پر کسی کی انگلی اٹھنے کا موقع کبھی نہیں دے گی۔ وہ عام لڑکیوں جیسی سطحی ذہنیت کی نہیں ہے بھابھی "انہوں نے مریم کو سمجھانا چاہا۔

"ہاں تو ایسی مرد مار لڑکی بنا کر تم نے کب اسے عام لڑکیوں جیسا رہنے دیا ہے۔۔۔ ہائے نجانے کل کو اپنے شوہر کا کیا حال کرے گی۔ ایسی لڑکیوں سے

لڑکے دور بھاگتے ہیں۔۔۔ ذرا کوئی نزاکت ہو اس میں "انکی بات پر وہ سوائے مسکرا نے کے اور کچھ نہ کہہ سکے۔

"کیا بکواس کی تھی تو نے" دریا ب اور فاتینا کے جانے کے بعد جیسے ہی طحہ کو موقع ملا اس نے وصی کی گرد پکڑ لی۔

سا شاپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ طحہ کے رویے کی وجہ سے وہ اپنا زیادہ تر وقت کمرے میں گزارتی تھی۔

"وہ بکواس کی تھی جو تو ابھی تک خود سے بھی چھپائے ہوئے ہے۔۔۔ مان کیوں نہیں لیتا تو بھی اس میں انٹر سٹڈ ہے اور وہ بھی تجھ میں "اپنی گردن اسکے شکنجے سے چھڑاتے وصی نے اسے احساس دلانا چاہا۔

"یار میں نہیں چاہتا وہ یہ سمجھے کہ میں اسکے اکیلے ہونے کی وجہ سے۔۔۔ یا کسی ترس کے چکر میں یہ سب کر رہا ہوں۔۔۔ وہ بہت نیگیٹو سوچنے والی ہے۔۔۔ اور

میرے جذبے میں اسکی کسی نیگیٹو سوچ کی نظر نہیں کرنا چاہتا "اس نے سنجیدگی سے اپنا مسئلہ بتایا۔

"ہاں اسکی سوچ کی نظر نہ کر چاہے تیری سچی فیننگز کسی اور کی نظر ہو جائیں"

وصی کی بات پر وہ الجھا۔

"دیکھ یاد پچی اکیلی بھی ہے اور خوبصورت بھی یہ نہ ہو کہ میں یا حذیفہ تیری کم ہمتی کا فائدہ اٹھالیں۔۔۔ دریاب تو ویسے ہی اندھا ہے۔۔۔ لڑکیوں کے معاملے میں۔۔۔ مگر ہم آنکھیں رکھتے ہیں" وصی کی بات پر طحہ نے پھر سے اسے قابو کر کے دو تین اسکی کمر پر لگائیں۔

"شرم نہیں آئی تجھے۔۔۔ بکواس کر رہا ہے۔۔۔ دوپہر میں وہ تیری بھابھی
تھی اور اب تو اس پر نظر رکھ کر بیٹھا ہے"

"یار تجھے حقیقت بتا رہا ہوں وہ اب بھی میری بھابھی ہی ہے۔۔۔ مگر تجھے غیرت دلا رہا ہوں۔۔۔ کہ بندے کا پتر بن کے اپنی فیملی گرا سے بتا۔۔۔ اپنے دل

میں خدشوں کا پہاڑ نہ بنالے۔۔ اس سے پہلے کے وہ جوان جانے میں تیری اس
شکل کو کچھ سمجھ کر اس کے بارے میں سوچ رہی ہے کل کو تجھ پہ دو حرف بھیج
کر چل پڑے۔۔۔

رشتے اور محبتیں خدشوں کی نظر نہیں کرتے طحہ ورنہ ساری عمر کا خسارہ پیچھے رہ
جاتا ہے۔۔۔ "طحہ کو اچھی طرح لتاڑتے آخری بات پر وصی نے جو سنجیدگی
اختیار کی وہ طحہ کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی۔

آج پھر وہ انکے گھر پر موجود تھی۔ وصی اور ساشا سے اسکی اچھی خاصی دوستی ہو
چکی تھی اور ساشا کے ہی مسلسل بلانے پر آج وہ ان کے گھر آئی تھی۔
"کیسی ہو ڈیر" اتفاق سے دریاب بھی آچکا تھا اور دروازہ اسی نے کھولا تھا۔
وہ سمجھی دروازہ ساشا نے کھولا ہے سو دیکھے بنا بول گئی۔ جبکہ دریاب اس طرز
تخاطب پر جھلا کر رہ گیا۔ "چین نہیں ہے آپکو" اسے گھورتا وہ بولا۔

"یونیورسٹی میں بھی اور اب یہاں بھی" "برداشت کرو" آخری بات وہ منہ میں دل میں بولا دریاب کی بات پر اس نے غصے سے اسے گھورا۔

"کہہ ایسے رہے ہیں جیسے یونیورسٹی میں ہمہ وقت میں آپ کے آگے پیچھے پھرتی رہتی ہوں۔۔۔ زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کریں۔۔۔ آپکے یے نہیں اپنے فرینڈز کے لئے آئی ہوں یہاں۔۔۔ ہم نجانے خوش فہمیوں کے سمندر سے کب نکلیں گے" بڑبڑاتی وہ اندر داخل ہو چکی تھی۔

جہاں وصی اور ساشا کھانے پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"آئندہ تم لوگوں نے مجھ سے ملنا ہو تو یا تو میرے گھر آ جانا یا پھر باہر کہیں ملنا فضول لوگوں کی باتیں سننے نہیں آتی میں یہاں" غصے سے وہ جان بوجھ کر اونچا بولی تاکہ لاؤنج میں بیٹھے دریاب تک اسکی آواز بخوبی پہنچ جائے۔۔

جبکہ وہ خود کچن میں ساشا سے مل رہی تھی۔

وصی بھی وہیں کھڑا اسکی مدد کروا رہا تھا۔

"اللہ خیر یہ آج کس کی شکل دیکھ لی تھی صبح میں" وصی حیرت سے اسے آتش
فشاں بنے دیکھ رہا تھا۔

"آپکے لیڈر کی" وہ بھی کہاں کسی سے ڈرنے والی تھی۔

وصی باہر آ کر دریاب کے ساتھ بیٹھتا اس سے معاملہ پوچھنے لگا۔ جو آنکھیں
موندے پاؤں سینٹر ٹیبل پر ٹکائے ایزی انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا کہہ رہی ہے یہ" اس نے تفتیش کا آغاز کیا۔

"کچھ نہیں ڈرامہ کوئین ہے پوری" اس نے اکتاہٹ بھرے انداز میں کہا۔

"بیٹا کلک بھول گیا ہے" وصی نے سرگوشی کی۔

دریاب کی قسمت خراب کہ وہ وصی کو بتا بیٹھا اب وصی نے کہاں اسے چھوڑنا
تھا۔

دریاب نے آنکھیں نکالیں۔

"شٹ اپ"

"بیٹا یہ لک تو تو ساری زندگی نہیں بھولے گا۔۔۔" وصی مزید گویا ہوا۔۔

دریاب کے ہاتھ نے اب اس کا منہ بند کر دیا۔

"اف ہتھوڑا ہے تو پورا" وصی نے گردن سہلاتے کہا۔ جہاں گدی پر دریاب کا ہاتھ پڑا تھا۔

"تجھے ایسی ہی لڑکی ملنی چاہیے جو تیری ہڈیاں سینکے دن رات جیسے تو ہم غریبوں پر ستم ڈھاتا ہے" وصی اس سے دور ہوتا اپنی بات کرنے سے نہیں چوکا۔
"تم طحہ کو پسند کرتی ہونا" وہ جو ساشا کے ساتھ سلاد بنوانے میں مصروف تھی سرگوشی نما آواز میں بولی۔

"فاتینا۔۔۔۔۔ پلیز یار۔۔ ایک یہ وصی بھائی ہیں انہوں نے جینا جرام کیا ہوا ہے اور اب تو بھی شروع ہو جاؤ" اس نے فاتینا کو سرزنش کی۔

"جاؤ۔۔ جاؤ۔۔ ڈیر ہم اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں تم تو چڑی کا بوٹ ہو ابھی۔۔ پتہ ہے جب اس دن میں تم سے ملی تھی میں نے تبھی نوٹس کر لیا

تھا۔۔ کھانا کھاتے بھی تمہارے دھیان کے سب دھاگے انہیں سے جڑے تھے۔۔ طحہ ابھی ڈشز کی جانب دیکھتے تھے اور تم انکی مطلوبہ ڈش خاموشی سے ان کے آگے کر دیتی تھیں۔۔ واؤ یار۔۔۔ میں اس معاملے میں بالکل ڈفر ہوں مگر دوسروں کو آبرو کر لیتی ہوں "

"پتہ ہے کچھ سال پہلے میں اتنی نڈر نہیں تھی۔۔ اماں کے آنچل میں چھینے والی فاطمینا تھی۔۔ مگر پھر۔۔"

"اسلام علیکم! آج کھانا ملنا ہے کہ نہیں "طحہ جو تھوڑی دیر پہلے ہی گھر آیا تھا کچن میں آتے ہوئے بولا۔

"وعلیکم سلام کیسے ہیں "کچھ دیر پہلے کے تکلیف دہ تاثرات فاطمینا کے چہرے سے غائب تھے۔ ہشاش بشاش سی وہ طحہ سے باتیں کرنے میں مصروف ہو چکی تھی۔ ساشانے الجھ کر اسے دیکھا۔ اسے فاطمینا پہلی مرتبہ ایک راز کی طرح لگی۔ جسے کھوجتے جاؤ اور ہر بار کچھ نیا ہی ملتا تھا۔

کھانا کھاتے خوشگوار ساما حول بنا ہوا تھا۔

"آج تم جلدی آگئے" دریاب نے طحہ سے استفسار کیا۔

"ہاں یار کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو بس جلدی آگیا" مضمل لہجے پر ساشا نے جھکی پلکیں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔

ہلکی سی شیو میں وہ تھکا تھکا بھی اسکے دل کے تار چھیر رہا تھا۔ ہیزل آنکھیں یکدم ساشا کی جانب اٹھیں تو اس نے گھبرا کر نظریں جھکا لیں۔

"ہائے اب تو کام میں بھی دل نہیں لگتا" وصی کہاں کسی کو زچ کرنے کا موقع ہاتھوں سے جانے دیتا تھا۔

"تم نے اگر آج کوئی بکو اس کی ناتویہ سالن تمہارے منہ پر پھینک دوں گا" طحہ نے اسے وارن کیا۔

"ہا ہا ہا، چور کی داڑھی میں تنکا" وصی کی بات پر فائینا اور دریاب کی نظریں ایک دوسرے کی جانب اٹھیں۔۔۔ آپس میں ہونے والے ایک ٹکراؤ کا منظر

دونوں کو یاد آیا۔

فاتینا نے بمشکل مسکراہٹ دباتے گلاس منہ سے لگایا۔

"تم چپ کر کے کھا نہیں سکتے" دریاب نے وصی کو جھڑکا۔

کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔ جسے فاتینا کی آواز نے توڑا۔

"وصی آپ لوگ تو بہت سے سیکرٹ ایجنٹس کو جانتے ہوں گے نا"

"جی بالکل" وصی نے شرافت سے جواب دیا۔

"آپ لوگ دریاب کو جانتے ہیں" اس نے اشتیاق سے پوچھا۔

دریاب کو یکدم اچھو لگ گیا۔۔

"حوصلہ میرے بھائی" وصی نے شرارت سے اسکی کمر پر دو چار ہاتھ مارے۔

"اصل میں چاچو نے مجھے انکے بہت سے قصے سنائے ہیں انکی مشن کی

باتیں۔۔۔ مائی گاڈ کیا جن ہے وہ۔۔۔ جو دشمنوں کے حواسوں پر چھا جاتا ہے"

وہ آنکھوں میں حسرت بھرے دریاب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار

کر رہی تھی۔

اور ان سب سے ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو رہی تھی

آپکے پاس انکی کوئی تصویر ہے۔۔۔ مجھے اسے بندے کو دیکھنے کا بہت شوق ہے۔۔۔ ان فیکٹ وہ میری انسپریشن ہیں۔ میں بھی ویسی ہی سیکرٹ ایجنٹ بننا چاہتی ہوں کہ جب دشمن نام سنیں تو تھر تھر کانپیں۔۔۔ اف۔۔۔ "وہ اپنے خیالوں میں جیسے دریاب کو دیکھ رہی تھی۔

"ارے ہم تو اسے بہت اچھی طرح جانتے ہیں" اس سے پہلے کہ وصی کچھ اور کہتا ٹیبل کے نیچے سے دریاب کے پاؤں کی لگنے والی ضرب نے اسکی ٹانگ کی اچھی طرح خبر لے لی تھی۔

بمشکل اس نے اپنی چیخ رو کی۔

"انتہا کا فضول اور خردماغ بندہ ہے" دریاب بھی اب گفتگو میں شامل ہوا۔

"ایکسیوزمی آپ سے نہیں پوچھا میں نے انکے بارے میں۔۔۔ آپ تو جیسے بہت افلاطون چیز ہیں۔ اور خبردار آپ نے میرے دریاب کو کچھ کہا۔۔۔"

فاتینا کی بات پر طحہ اپنا قہقہہ روک نہیں پایا جبکہ ساشا نیچے جھک کر کوئی نادیدہ چیز دیکھنے لگ گئی۔

"آپ لوگ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔۔۔ ظاہر ہے ایسے بریلیٹ بندے سے جیلس نہیں ہوں گے تو کس سے ہوں گے۔۔۔"

ہم "وہ غصہ میں ٹیبل سے اٹھتے ہوئے بولی۔

"افوہ فاتینا تم ان لوگوں کی باتوں کو مائنڈ مت کرو یہ ایسے ہی کر رہے ہیں تم کھانا تو کھاؤ۔" ساشا نے یکدم گھبرا کر اسے دیکھا۔

"پلیز فاتینا آپ مائنڈ مت کریں۔۔۔ بہت سے لوگ ہماری انسپریشن ہوتے ہیں مگر ضروری نہیں جیسا ہم انکے بارے میں محسوس کرتے ہیں سب کرتے ہوں۔۔۔ وی آر ریلی سوری اگر آپ ہرٹ ہوئی ہیں۔۔۔ ہمارا مقصد یہ نہیں تھا"

طرح نے جلدی سے بات سنبھالنا چاہی۔

"نہیں میں کھانا کھا چکی ہوں ایسی بات نہیں۔۔۔ میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر برا نہیں مناتی۔۔۔ ظاہر ہے اگر مجھے ایک ان دیکھے بندے سے عشق ہے اسکے کام اور پیشہ کی وجہ سے ضروری نہیں سب کو ہو" اس نے صاف گوئی سے کہا۔
دریاب نے اب کی بار پہلی مرتبہ اسے غور سے دیکھا۔

بلیک اور میرون شرٹ کے ساتھ بلیک جینز پہنے سر کو بلیک اسکارف سے ڈھکے وہ اچھی خاصی متاثر کن شخصیت کی مالک تھی یا آج اسے لگی تھی۔

"آپ نے ہم سے اسکے بارے میں پوچھا ہم نے آپکو بتا دیا۔۔۔ دیٹس اٹ"
دریاب نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں نے صرف اسکی لکس کا پوچھا تھا اسکی عادتوں کا نہیں۔۔۔ اور ایک بندہ اتنی توپ چیز ہو تو غور کرنا اسکا حق ہے" اس نے سنجیدگی سے دریاب کی بات کا جواب دیا۔

"اگر اسکی کس اچھی نہ ہوں تو؟" دریاب نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے
گہری نظروں سے فاتینا کو دیکھا۔

"تو بھی میں اس سے عشق کرتی ہوں۔۔۔۔" اس نے جتنا قی نظروں سے اسے
دیکھا۔

"اپنے آئیڈیل بندے کو دیکھنے کا ہر ایک کا دل کرتا ہے یہ کوئی ایسی ان نیچرل
وش نہیں۔۔۔۔ کیسا ہو گا وہ شخص جس کے نام سے لوگ کانپتے ہیں۔۔ اتنی
سطحی ذہنیت کی نہیں ہوں کہ بس ایک آئیڈیل دماغ میں بنالوں۔۔ وہ جیسا بھی
ہے یقیناً اللہ نے اس میں کچھ تو ایسی بات رکھی ہوگی کہ اس نے ہزاروں کالے
کر تو توں والوں کے دلوں میں اپنی دھشت ڈالی ہوئی ہے۔"

"کچھ یسبت ناک اور دھشت ناک ہی ہوگا" دریاب نے ایک مرتبہ پھر شرارتی
لجہ اپنایا۔

"اب میں کچھ کہوں گی تو۔۔۔" اس نے وصی کو دیکھتے ایسے کہا کہ جیسے اسے

سمجھا لو۔۔ منہ بند کرے۔

"آپ خاموش ہو سکتے ہیں۔۔۔" وصی نے دریاب کو دیکھتے ہوئے مودبانہ گذارش کی۔ مگر شرارتی آنکھوں میں اسکی درگت بنانے کی جو خواہش چھپی تھی وہ دریاب کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہی۔
کچھ دیر بعد وصی فاتینا کو چھوڑنے جا رہا تھا۔

"آپ واقعی اس بندے کو اتنا پسند کرتی ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔
"پسند۔۔۔ بہت چھوٹا لفظ ہے میری فیلنگز کے لیے۔۔۔ ایک عجیب سا تعلق ہے میرا اس سے۔۔۔ میں بس یہ جانتی ہوں کہ وہ شخص اس فیلڈ میں میرا آئیڈیل ہے۔۔۔ میں تو صرف اسکے قصے سن کر ہی جیسے اس کے عشق میں مبتلا ہوں۔۔۔ کیا آپ لوگ اس سے انسپائرڈ نہیں ہیں؟" اس نے حیرت سے وصی سے پچھا۔

"انسپائرڈ۔۔۔ ہم بھی آپ ہی کی طرح اسکے دیوانے ہیں۔۔۔ یہ حیدر تو بس

ایسے ہی بک بک کر رہا تھا۔۔ اصل میں یہ اسکی شہرت سے بہت جلیس ہوتا ہے "وصی نے جیسے اسے پتے کی بات بتائی۔

"لگ ہی رہا تھا۔۔ سوری آپکے فرینڈ ہیں۔۔ مگر اپنے آپکو بہت کوئی طرم خان سمجھتے ہیں۔۔ ایسے چھوٹے موٹے ایجنٹس کا دریاب کے ساتھ کیا مقابلہ "اس نے نخوت سے کہا۔

وصی نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"آپ اس سے بات کرنا چاہتی ہیں؟" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد وصی نے پھر سے سوال کیا۔

"حیدر سے؟" اس نے برا سامنہ بناتے پوچھا۔

"ارے نہیں دریاب سے "وصی نے اسکی تصحیح کروائی۔

"کیا؟" وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیت چلائی۔

"سچ میں۔۔ میں نے چاچو کو بہت مرتبہ کہا ہے کہ مجھے اس بندے سے ملو

دیں۔۔۔ مگر وہ بھی اپنے نام کے ایک ہیں۔۔۔ سچ میں وصی کیا میں ان سے
 بات کر سکتی ہوں۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔۔ میں تو ابھی سے ایکسائٹڈ ہو رہی
 ہوں۔۔۔۔۔ یہ میرا بہت بڑا خواب تھا ہے۔۔۔۔۔ اوہ مائی گاڈ "اسے سمجھ نہیں آ
 رہی تھی وہ وصی کی اس پیشکش پر کیا کچھ نہ کر دے۔
 "مگر شرط یہ ہے کہ آپ نے کسی کو نہیں بتانا میں نے اس کا پرنسٹن نمبر آپ کو دیا
 ہے۔۔۔ اگر دریا ب پوچھے بھی تو بھی نہیں بتانا ورنہ وہ میرے چیتھڑے اڑا
 دے گا۔۔۔" وصی نے رازداری سے کہا۔
 "آپ فکر ہی نہ کریں۔۔۔ بس مجھے ان کا نمبر دے دیں "وہ خوشی سے بے حال ہو
 رہی تھی۔
 وصی نے اس کا نمبر بتایا جسے فاتینا نے جلدی سے موبائل میں سیو کر لیا۔
 "تھینک یو سو مچ "اس نے فرط مسرت سے کہا۔
 "پلیز ریمم۔۔۔ ویسے ہمارا حیدر بھی برا نہیں اچھی خاصی پرنسٹنٹی ہے "وصی

نے جان بوجھ کر کہا۔

"ہاں ہیں تو بہت ڈیشنگ مگر کہاں دریاب اور کہاں آپکے حیدر۔۔۔ آتا جاتا
کچھ نہیں اور دریاب کے بارے میں فضول گوئی فرما رہے ہیں۔۔۔ خالی اچھی
شکل سے کوئی سیکرٹ ایجنٹ نہیں بن جاتا۔۔ گٹس چاہیے ہوتے ہیں خود کو
منوانے کے لیے" اس نے سر جھٹکتے کہا۔
وصی کو اتنی تو تسلی ہوئی کہ کم از کم حیدر کی شکل و صورت سے اسے کوئی مسئلہ
نہیں۔

اب کی بار وہ خاموش رہا۔

یہ لے لیں "فاتینا کے جانے کے بعد دریاب اوپر اپنے روم میں جا چکا تھا جبکہ"
طحہ اپنے روم میں۔

ساشا چائے بنا کر ساتھ میں بخار کی گولیاں لیے دستک دے کر اسکے کمرے میں آئی۔

وہ جو بیڈ پر نیم دراز ڈاکٹری کی کتاب پڑھنے میں مصروف تھا ساشا کو اندر آتے دیکھ کر پہلے تو حیرت کا شکار ہوا پھر اٹھ کر بیٹھتا اسکی جھکی پلکوں کو دیکھا۔
اس نے آہستگی سے چائے کی ٹرے اور ٹیبلٹس سائیڈ ٹیبل پر رکھیں۔۔ جو نہی مڑ کر جانے لگی طحہ نے پکار لیا۔

"بیٹھیں" اپنے سامنے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ اس سے کافی فاصلے پر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"آپ جانتی ہیں میں آپ سے خفا کس بات پر ہوں؟" اس نے سوال کیا۔

"میری اس رات کی بے اعتباری پر" اس نے جھٹ جواب دیا۔

"ہاں کچھ حد تک مگر کچھ دن پہلے آپ نے وصی سے کیا کہا تھا۔۔ یاد ہے" اس کی بات پر ساشا نے الجھ کر اسکی جانب دیکھا۔

"یہی کے آپ کسی اچھے بندے کے قابل نہیں۔۔۔ آپ میرے قابل نہیں۔۔۔ کیوں۔۔۔ آپ نے ایسے کیوں سوچا" طحہ کے سوال پر وہ استہزائیہ ہنسی۔

"تو جھوٹ کیا ہے۔۔۔ کہاں سے میں آپکے قابل ہوں۔ ایک نشے کی ماری لڑکی۔۔۔ کہاں سے آپکے قابل ہے۔۔۔ آپکا آئیڈیل بیوی کے لئے مجھ جیسی لڑکی تو کبھی نہیں ہو گا نا" اس نے نفرت سے اپنے بارے میں جو الفاظ استعمال کیئے وہ طحہ کو شدید تکلیف سے دوچار کر گئے۔

"اس طرح مت کہیں اپنے بارے میں۔۔۔ آپ میرے بارے میں کیا جانتی ہیں۔۔۔ انفیٹ ہم سبھی اپنے بارے میں کوئی فتوے نہیں دے سکتے۔۔۔ کوٹھوں پر اپنا جسم بیچنے والی کی کیا اللہ کو پسند آجائے ہم تو اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتے تو پھر میں یا آپ اپنے بارے میں اتنی بڑی بات کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔"

جہاں تک بات ہے آئیڈیل کی تو ہماری جیسی زندگی ہے اس میں ہمارے لیے یہ سب باتیں سوچنے کی فرصت ہی نہیں۔ اسی لیے کبھی کوئی آئیڈیل بنائے ہی نہیں۔

اللہ نے ہم سب میں خامیاں اور برائیاں رکھی ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی دودھ کا دھلا نہیں۔۔۔ آپکے نشہ کرنے کے پیچھے بھی کوئی وجہ تھی۔

ساشا اللہ ہماری زندگیوں میں بہت سے مشکل وقت لاتا ہے۔ کبھی تو ہم خود ان سے نکل جاتے ہیں اور کبھی ہمیں بہت سے سہاروں کی ضرورت ہوتی ہے ایسے مشکل حالات سے نکلنے کے لئے۔ یہ لمحات کبھی ہماری کم عقلی سے آتے ہیں اور کبھی قسمت کے ہیر پھیر سے۔۔ مگر وہ لوگ جو اپنی غلطیوں کو مان کر ان سے پیچھا چھڑا لیتے ہیں وہی اللہ کے نیکو کار میں شمار ہو جاتے ہیں۔ گناہ کو کرے خود کو مشکل میں ڈال لینے کا مقصد ہر گز یہ نہیں۔ کہ اللہ آپکو بس اب گناہگاروں کی فہرست میں کھڑا کر کے آپکے لیے صرف سزا ہی تجویز کرے گا۔

آپکو کیا پتہ نہ امت کے آنسو اللہ کو کتنے پسند ہیں۔۔ اور جب سے آپ آئی ہیں
اکثر راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے آنسوؤں سے اللہ کو مناتی ہیں تو آپکے خیال میں وہ
راضی نہیں ہوگا۔

ساشا میں نے آپکو پہلے بھی کہا تھا شکر کی چیزیں ڈھونڈیں۔ آپ یہ شکر کیوں
نہیں کرتیں کہ آپ نے صرف نشہ کیا تھا اسکی آڑ میں آپ سے کوئی ایسا حرام
کام سرزد نہیں ہو گیا جس کا بچھتا و اساری عمر آپکا پیچھتا نہ چھوڑتا۔ اللہ نے آپکی
عزت کی حفاظت کی اور میرے لیے یہی اللہ کا بہت بڑا انعام ہو گا کہ وہ ایک
عزتدار لڑکی کو میرا نصیب بنا دے گا۔

اللہ سے معافی مانگتی رہیں کہ یہ عمل آپکے دل کو برائیوں سے دور رکھے گا۔ مگر
اپنے بے جا مفروضوں میں گھر کر اللہ کی نعمتوں اور عنایتوں سے منہ موڑنا
کہیں کی دانشمندی نہیں۔۔

میں آپکو محبت اور چاہت کے ساتھ اپنا ناچا ہتا ہوں۔۔

آپکو فورس نہیں کروں گا۔

نہ یہ کوئی ہمدردی ہے اور نہ احسان۔۔۔ خود کو ان منفی سوچوں سے باہر نکالیں گی تو پر سکون زندگی جی سکیں گی۔ اب آپ جائیں اور میری بات کو ضرور سوچیں۔ اور جب بھی خود کو اس بات پر آمادہ کر لیں کہ آپ نے زندگی سے خوشیاں کشید کرنی ہیں تو مجھے پکار لینا میں آپکی پکار کا انتظار کروں گا۔۔۔

اور اگر کسی اور کے لیے دل کے دروازے کھولنا چاہئیں تو بھی میری طرف سے کوئی زور زبردستی نہیں۔۔۔

مجھے صرف آپکی خوشیاں عزیز ہیں وہ میرے ساتھ سے ملیں یا کسی اور کے ساتھ سے کیا فرق پڑتا ہے "دھیے لہجے میں بولتا طحہ ساشا کو فرشتہ ہی لگا۔ مگر آخری بات جس تکلیف کو محسوس کرتے اس نے کہی تھی۔ چہرے سے اسے ظاہر تک نہیں کیا۔

ساشا خاموشی سے اٹھ کر چلی گئی۔ کچھ اور کہنے کو کچھ باقی ہی نہیں بچا تھا۔

کوئی دلیل، کوئی فرار کی راہ طحہ نے اسكے لئے چھوڑی ہی نہیں تھی۔ ہمیشہ کی طرح وہ اس پر سحر طاری کر گیا تھا۔

وہ جو دو دن سے بھوکے پیاسے نجانے کس کال کو ٹھڑی میں موجود تھے جہاں انکے لئے پانی تھا نہ ہی کھانے کو کچھ نڈھال سے پڑے تھے۔ اب تک اس کو ٹھڑی کا دواوہ نہیں کھلا تھا۔ نجانے وہ کون تھے جو انہیں یہاں لا کر بھول گئے تھے اگر کسی جرم میں لائے تھے تو اب تک ان سے کسی نے کوئی پوچھ گچھ کیوں نہیں کی تھی۔

"سمجھ سے باہر ہے کہ کون لوگ ہیں۔۔۔ نہ پولیس لگتی ہے نہ ہی فور سز کا کام۔۔۔ آخر کون لوگ ہیں۔۔۔ اب تو بھوک پیاس سے زیادہ یہ سوچ حاوی ہے کہ کون لوگ ہیں اور ہم سے کیا چاہتے ہیں" ان میں سے ایک دوسرے سے مخاطب ہوا۔

اس سے پہلے کے دوسرا کوئی جواب دیتا اس کو ٹھٹری کا دروازہ چرچرایا۔
روشنی کی ہلکی سے ی لکیر اندر آئی اور پھر کسی نے تیز سرچ لائٹ کا منہ انکی جانب
کر کے جلائی۔

دودن کے بعد روشنی آنکھوں میں پڑی تھی اور وہ بھی اتنی نزدیک سے اور اتنی
تیز کہ وہ برداشت نہیں کر پائے۔ دونوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔
آنے والے نے چہرے پر ماسک پہن رکھا تھا۔

اس نے لائٹ کو ایک کونے میں رکھی چار پائی کے پائے پر لٹکایا۔
اب تمام کمرہ روشن ہو چکا تھا۔

"کون ہو تم لوگ" ان دونوں نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر یک زبان ہو کر
پوچھا۔

"اتنی آسانی سے بتادیں۔۔۔ نر سری کا سبق پڑھنے آئے ہو کیا کہ جو پوچھو گے
بتادیں گے۔۔" اس شخص کی گھمبیر آواز کمرے میں گونجی۔

اس نے جیکٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر پانی کی ایک بوتل نکال کر اسکاڈھکن کھولا اور یکدم کھولتا ہوا پانی انکے منہ پر پھینکا۔

دونوں نہ صرف ہڑبڑا گئے بلکہ انکا چہرہ جلنے لگا۔ دونوں بلبلا اٹھے۔

"کس کے ساتھ کام کرتے ہو الف سے یہ تک سب بتاتے چلے جاؤ۔ اگر ذرا سا بھی جھوٹ شامل کیا تو ابھی تو صرف کھولتا پانی پھینکا ہے اسکے بعد حقیقت میں آگ کے شعلوں کی نذر کردوں گا تم دونوں کو۔" نقاب پوش غرایا۔

"ہم۔۔ ہم صرف شہریار کے ساتھ کام کرتے ہیں اور وہ کس گینگ کے ساتھ کام کرتا ہے یقین جانو ہم نہیں جانتے" وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر سسکتے ہوئے بولے۔

"جن لڑکیوں کو نشہ آور ادویات دیتے ہو۔۔ انکے ساتھ کوئی غلط کام کیا ہے کسی نے؟"

"نہ۔۔۔ نہیں" دونوں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

نقاب پوش کو انکے لہجے میں جھوٹ کی آمیزش سنائی دی۔
اس نے یک لخت لائٹر جلا کر تیزی سے ایک کی جانب اس طرح اچھالا کہ لائٹر
کی آگ ایک کے چہرے کو چھو گئی وہ درد سے چلانے لگا۔
"میں نے ابھی کہا تھا جھوٹ شامل نہ ہو۔۔۔ لگتا ہے بہت ہکا بلیا تم نے میری
بات کو۔۔" اس نے سختی سے اسکے جبرے پکڑ کر انگلیاں اسکے چہرے میں
دھنسا دیں۔

نقاب پوش کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اس شخص کو لگا اسکے جبرے آج اپنی جگہ
سے ہل جائیں گے۔
"بتانا ہوں" وہ بمشکل بولا۔

نقاب پوش نے اسکا چہرہ چھوڑ کر اپنی لال انگارہ آنکھیں اسکے چہرے پر گاڑھ
دیں۔
"نہیں ابھی تو نہیں کیا مگر حکم آیا ہے کہ اگلے مہینے سے ایک ایک کر کے انہیں

نشے کی حالت میں کسی جگہ لے جایا جائے گا اور وہاں انکی فحش تصویریں بنا کر شاید آگے کہیں بیچی جائیں " ان میں سے ایک نے بتایا۔

"شہریار کن لوگوں سے ملتا ہے۔۔ کسی کی شکل یا حلیے کی کوئی پہچان " نقاب پوش کے بتانے پر انہوں نے تین چار پولیس آفیسرز کے نام بتائے جو شہریار کو مال کی ترسیل کرتے تھے۔ جن کے بارے میں وہ پہلے سے ہی جانتا تھا اسکے علاوہ کسی نئے بندے کا نام انہوں نہیں بتایا۔

اس کے بعد جو بھی سوال اس نے پوچھے انکے بارے میں وہ دونوں کچھ نہیں جانتے تھے۔

اور مزید کوئی سوال کیئے بنا خاموشی سے وہاں سے نکل گیا۔ دروازہ پھر سے بند کر دیا گیا۔

رات میں جب وہ کاموں سے فارغ ہوئی تب کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے کوئی دس مرتبہ دریاب کا نمبر نکالا۔۔۔ کتنے ہی منٹ یہ سوچنے میں لگائے کہ ملائے یا نہ ملائے۔۔۔ پھر بند کر کے دوبارہ فون رکھ دیتی پھر تھوڑی دیر بعد فون اٹھاتی اور پھر سے سوچتی اور رکھ دیتی۔

ایسی گھبراہٹ اسے زندگی میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔

اکثر ایسا ہوتا ہے ناکہ ہمارا آئیڈیل جب ہمارے سامنے آئے یا پھر اس سے بات کرنے کا ذریعہ ملے تو ہمارے ہاتھوں کے طوطے اڑے ہوتے ہیں کہ ہم اس سے کیا اور کیسے بات کریں۔

فاتینا کا بھی یہی حال تھا۔ یہ کوئی ٹین ایج احساسات نہیں تھے۔ بہت پاکیزہ تھے۔ آخر کار کوئی گیارہویں مرتبہ اس نے ہمت مجتمع کر کے دریاب کو کال ملا ہی دی۔ "ہیلو" دوسری جانب سے آتی گمبھیر آواز پر اسکے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہوئیں۔

"اسلام علیکم" ایک نسوانی آواز آئی۔

"وعلیکم سلام، جی؟" دوسری جانب سوالیہ انداز تھا۔

"آ۔۔ آپ دریاب ہیں؟" فائینا نے تصدیق چاہی۔

"جی محترمہ کوئی خاص بات" اب کی بار دریاب کہ لہجہ بدلا۔ خشک اور روکھا۔

"جی وہ۔۔ اصل میں۔۔ میں آپکی بہت بڑی فین ہوں" فائینا کو زندگی میں

پہلی مرتبہ کسی سے بات کرنا اتنا مشکل لگا۔

"ایکسیکوزمی۔۔ میں نہ تو ایکٹر ہوں نہ سنگر اور نہ ہی کوئی کریکٹر۔۔۔ تو پھر

آپ کیسے میرے بارے میں جانتی ہیں اور کس حیثیت سے آپ میری فین

ہیں" دریاب اب کی بار تھوڑا چوکنا ہوا۔ ساتھ ہی اس نے موبائل کے ساتھ وہ

ڈیوائس ایچ کی جو نمبر اور جہاں سے کال کی جا رہی ہوتی وہاں کا مقام کچھ سیکنڈز

میں ٹریس کر لیتی تھی۔

وہ حیران تھا کہ اس طرح کس کے پاس اسکا تاپر سنل نمبر چلا گیا۔

"میں جانتی ہوں کہ آپ ایجنٹ ہیں اور میں اسی حیثیت سے آپ کی فین ہوں"
اب کی بار اس نے اپنا لہجہ مضبوط بنایا۔

"میں کوئی عام چیپ لڑکی نہیں بس آپ سے بات کرنے کی خواہش بہت
سالوں سے تھی سو آپ سے بات کر لی۔ میں آپ کو تنگ نہیں کروں گی۔" اس
نے جلدی سے اور وضاحت دی۔

اسی اثناء میں دریاب کے پاس جو نمبر اور لوکیشن آئی وہ سبٹین کے گھر کی تھی۔
وہ چونکا پھر سمجھ آ گئی کہ یہ فاتینا کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

"مگر آپ کو افسوس ہو گا کہ میں غیر لڑکیوں سے بے سبب بات کرنا پسند نہیں کرتا
شکریہ" کہتے ساتھ ہی اس نے جان بوجھ کر فون بند کر دیا۔

وہ حیران اس بات پر تھا کہ فاتینا کو اس کا نمبر کہاں سے ملا ہے۔

مگر وہ زیادہ دیر پریشان نہیں رہا۔ کیونکہ اسکی کھوجی طبیعت سے اب وہ اچھی
طرح واقف ہو چکا تھا تو عین ممکن تھا کہ سبٹین کے موبائل سے اڑا لیا ہو۔

فاتینا کو اس سے اس قدر روڈ نیس کی امید نہیں تھی۔

جبکہ دوسری جانب دریاب کے لئے یہ ایک بالکل انوکھا تجربہ تھا کہ کوئی لڑکی اسے دیکھے بنا (ویسے تو اب وہ اسے دیکھ بھی چکی تھی) اس کے لئے یہ سب محسوس کرے۔

وہ جان چکا تھا کہ وہ کسی قسم کی محبت و حبت میں مبتلا نہیں۔ ہاں مگر اسکے کام کی وجہ سے اس سے عشق کرتی ہے۔

فاتینا نے صحیح کہا تھا یہ تعلق واقعی بہت عجیب تھا۔

اس نے اب تک لڑکیوں کو اپنی وجاہت اور ظاہری خوبصورتی کی وجہ سے اپنی جانب بڑھتے دیکھا تھا مگر یہ پہلی لڑکی تھی جو اسکی ذہانت، اور اسکے جنون کی وجہ سے اسکی جانب بڑھی تھی۔

مگر وہ دل پھینک تھا ہی نہیں لہذا اس نے فاتینا کے اس عجیب و غریب عشق سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔

وہ بس اس بات کو انجوائے کرنا چاہتا تھا کہ جس دریا ب کو دیکھنے کی اسکو آرزو ہے وہ اسکے سامنے ہی ہے۔ مگر حیدر کی حیثیت سے جو اسکا دشمن تھا۔ اور یہ آنکھ مچولی اسکے لئے بہت انو کھی تھی۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ کبھی کبھی قدرت ہمارے لئے ایسے حالات اسی لئے پیدا کرتی ہے کہ اس نے کچھ لوگوں کا تعلق ہمارے مستقبل سے جوڑنا ہوتا ہے ایسے لوگ انجانے میں ہم سے اس طرح ٹکرا جاتے ہیں کہ ہم اسے اتفاق سمجھتے ہیں مگر حقیقت میں انہیں ہماری زندگی میں اسی طرح یکدم داخل ہونا ہوتا ہے اور پھر وہ جو ہمارے لئے انجانے اور اجنبی ہوتے ہیں وہ ہماری زندگی کا حاصل بن جاتے ہیں۔

"مجھے پیریڈ ختم ہونے کے بعد پیچھے والے گراؤنڈ میں ملو۔۔ تمہیں ایک بہت ضروری خبر دینی ہے" وہ جو سر سلطان کا پیریڈ ختم ہونے کے بعد اپنی چیزیں

سمیٹ رہا تھا نمرہ کے ملنے والے میسج کو پڑھ کر چونکا۔

پھر اسے اپنے آنے کی یقین دہانی کروا کر تیزی سے چیزیں سمیٹ کر کلاس سے باہر نکلا۔ اس کا رخ پچھلے گراؤنڈ کی جانب تھا۔

نمرہ پہلے سے ہی وہاں برآمدے کی سیڑھیوں میں موجود اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"خیریت تھی" دریاب اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے سوالیہ انداز میں گویا ہوا۔

"ہاں ایک ضروری بات بتانی تھی تمہیں۔۔ اصل میں دو دن پہلے شہر یار کے باس نے کہا تھا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے لہذا آج رات میں اس سے ملنے جا رہی ہوں۔۔" اس کی آواز میں جوش اور خوشی تھی۔

"آہاں" دریاب کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گیا۔

"کیا ہوا تم کیا سوچ رہے ہو۔۔ چلو اسی بہانے پتہ چل جائے گا کہ وہ کون ہے اور

میں اسے شیشے میں اتار کر اس سے الگ سے کام لینا شروع کر دوں گی اور
شہریار والا ٹنٹنا بھی ختم ہو جائے گا" دریاب نے پرسوج نظریں اسکے چہرے پر
جمائیں۔

"ہاں یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اب تمہارا اس سے رابطہ بھی ڈائریکٹ ہو جائے
گا" کہتے ساتھ ہی اس نے نامحسوس انداز میں اس کا موبائل تھام لیا جو
سیڑھیوں پر ہی نمرہ کے پاؤں کے پاس پڑا تھا۔

"یار ایک کام کر دو پلیز میں ادھر ہی بیٹھتا ہوں اب نیکسٹ پیریڈ تو فری ہے تم
جا کر کیفے سے کچھ کھلے کے لئے لا دو گی سیریلی صبح ناشتہ بھی نہیں کیا۔" دریاب
نے بے چاری شکل بناتے ساتھ ہی اسے پیسے دیتے جانے کا کہا۔

"کیا فضول بات ہے حیدر میں کچھ کہہ رہی ہوں اور تمہیں کھانے کی پڑی ہے
کتنے چٹورے ہو تم" اس نے غصے سے اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔
"پلیز یار" اس نے ایک مرتبہ پھر التجائیہ لہجہ اپنایا۔

"اچھالاتی ہوں" وہ غصے سے اسے گھورتی کلاسز کے سامنے بنی کیفے کی جانب چل پڑی۔

دریاب نے تیزی سے اسکے موبائل کے کور کو اتار کر اسکے موبائل کے الٹی جانب ایک ٹرانسپیرینٹ چپ لگا کر دوبارہ سے کور چڑھا دیا۔
چپ چونکہ پتلی اور ٹرانسپیرینٹ تھی لہذا موبائل پر کہیں کوئی ابھار نہ ہونے کی وجہ سے موبائل پکڑنے والے بندے کو محسوس ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ اسکے ساتھ کچھ الگ سے لگا ہوا ہے۔

اور بالفرض وہ چپ پکڑی بھی جاتی تو وہ دریاب کے پاس جس ڈیوائس سے جڑی ہوئی تھی اس پر فوراً ریڈ سگنل موصول ہو جاتے اور دریاب بآسانی اس کا رابطہ اپنی ڈیوائس سے منقطع کر دیتا تو وہ چپ ناکارہ ہو جاتی۔ لہذا اسے چپ کے پکڑے جانے کی کوئی ٹینشن نہیں تھی۔

چپ لگانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ موبائل جہاں جہاں جاتا اسکے ارد گرد بولنے

والوں کی آواز وہ چپ بآسانی کچھ کر لیتی اور دریاب ان آوازوں کو اپنے پاس
ریکارڈ کر لیتا۔

دریاب چاہتا تھا کہ جب رات میں وہ اس گینگ کے پاس جائے تو وہاں موجود
سب لوگوں کی آوازیں اس چپ سے دریاب بآسانی ٹریس کر لے اور اسے
اندازہ ہو جائے کہ وہ کون سا گروہ ہے جو شہر یار کے پیچھے ہے۔
"یہ لو کھاؤ" تھوڑی دیر بعد برگر اور کوک ہاتھ میں لئے نمرہ واپس آگئی۔
"ٹھینکس یار سیر سیسلی بھوک کے مارے اٹھنے تک کی ہمت نہیں تھی"
دریاب نے اپنا بے چارگی لیے لہجہ برقرار رکھا۔

"اچھا بس اب اتنے ڈرامے مت کرو۔۔۔ مجھے لگ رہا ہے جیسے تم آہستہ آہستہ
مجھ سے بے زار ہو رہے ہو" برگر کھاتے نمرہ نے اپنا خدشہ بتایا۔
"ارے نہیں یار یہ کیسے ہو سکتا ہے بس آجکل یہ سوچ رہا ہوں کہ جلد ہی کوئی
اچھی جاب ڈھونڈ لوں اب تو پارٹ ٹائم میں تمہارے بھی کام آجاؤں گا۔

میرے پاس کچھ ہو گا تب ہی تو ہم اپنی زندگی کا آغاز کر سکیں گے نا۔" دریاب کے سنجیدہ انداز سے نمرہ تھوڑا مطمئن ہوئی۔

"سمجھ آئی کہ نہیں" دریاب نے اب کی بار کندھا اسکے کندھے سے ٹکراتے پوچھا۔

"ہاں آگئی سمجھ" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ" دریاب نے کہتے ساتھ ہی جو نہی دائیں جانب بنے کلاس روم کی کھڑکی کی جانب دیکھا وہاں موجود مزنی اور فائینا پر اسکی نگاہ پڑی۔

فائینا بہت غور سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔

"جاسوس" دل ہی دل میں وہ ہنسا۔

فائینا نے اسکی مسکراہٹ دیکھ کر منہ پھیر لیا۔

نمرہ کچھ کہہ رہی تھی مگر دریاب اسکی بات کو سننے کی پوزیشن میں اب کہاں تھا۔

وہ جاسوسوں کی جانشین اب حواسوں پر چھا چکی تھی۔

خیریت ہے ایسی کیا ضروری بات تھی کہ تم نے مجھے آج ہی آنے کو کہا۔"

فاتینا کچھ دیر پہلے ہی ساشا کے ملنے والے میسج کو پڑھ کر سیدھی دریاب کے گھر پر آئی تھی۔

ابھی تو دریاب کو نمبرہ کے ساتھ اتنے بے تکلفانہ انداز میں دیکھنے کا منظر بھی آنکھوں کے سامنے سے نہیں ہٹا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی تو انہیں بے تکلفی سے بیٹھے برگر کھاتے دیکھا تھا۔

"ہم۔۔۔ فلرٹی انسان کام کے بہانے کچھ زیادہ ہی فریٹکنس ہو رہی

ہے۔۔ خیر مجھے کیا" انہیں دیکھتے اس نے نخوت سے سوچا۔

"یار اصل میں کچھ دنوں سے بہت ٹینشن میں ہوں" ساشا اسے اپنے کمرے

میں ہی لے آئی تھی۔

گھر میں حذیفہ اور وصی تھے دریا ب انہیں کچھ کام دے کر گیا تھا جو انہیں لازمی کرنا تھا لہذا وہ اس کمرے میں موجود تھے جہاں وہ اپنی ایجنسی کا مخصوص کام کرتے تھے۔

ساشا کو انہوں نے شروع میں ہی منع کر دیا تھا کہ باقی جس مرضی کمرے میں جاؤ مگر اس کمرے میں نہیں جانا۔

وہ بھی بے وجہ انکی کسی چیز میں نہیں گھستی تھی۔

"ایسی کیا ٹینشن ہے" فائینا نے توجہ اسکی جانب مبذول کرتے پوچھا۔

"یار تمہیں وصی بھائی نے میری ساری ہسٹری تو بتائی تھی نا" ابھی کل ہی وصی نے اسے ساشا کے بارے میں اصل حقیقت بتائی تھی۔

"ہاں ڈیر۔۔ کل ہی تو وصی سے میری بات ہوئی تھی۔ کیوں کیا ہوا۔ کہیں وہ لوگ تو نہیں تم تک پہنچ گئے"

"ارے نہیں۔۔ اصل میں۔۔۔ کیسے بتاؤں۔۔ طحہ نے مجھے پرپوز کیا ہے" وہ جو ہاتھ گود میں رکھے فائینا کے سامنے بیڈ پر نظریں ہاتھوں پر جمائے کچھ کہنے اور نہ کہنے کی کشمکش میں بیٹھی تھی بالآخر ہمت کر کے فائینا کو بتا گئی۔

"کیا" فائینا نے اتنی زور سے چیخ ماری کہ ساشا دبل گئی۔

"افوہ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔ اصل میں اب تک کبھی کوئی اتنے قریب نہیں آیا نہ کسی سے ایسی انسیت ہوئی ہے جیسی تم سے کچھ ملاقاتوں میں ہوئی ہے۔ یقیناً اس میں تمہاری ملنسار طبیعت کا زیادہ ہاتھ ہے۔ کہ مجھے ایسے لگتا ہے نجانے کب سے تم میری بہت اچھی دوست ہو" ساشا نے محبت سے فائینا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس اسی لیے تم سے اپنا مسئلہ سنیر کیا" وہ پھر گویا ہوئی۔

"ارے بے وقوف یہ مسئلہ تھوڑی ہے یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔" فائینا نے پر جوش انداز میں کہا۔

"مسئلہ ہی ہے یار۔۔۔ اب تم خود سوچو میں کس دلدل میں دھنس گئی تھی۔۔۔ نشے جیسی عادت تھی مجھ میں میں کیسے وہ سب بھلا دوں۔۔۔ ایک سطحی محبت کو لے کر عام لڑکیوں کی طرح میں نے اگر خود کشی نہیں کی تو اپنی زندگی تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وہ تو نجانے اللہ کو میری کیا بات پسند تھی کہ اس نے مجھے بچا لیا۔

مگر کیا طمہ یا میں خود اپنا ماضی بھلا سکتی ہوں۔

آخر انکے پیرنٹس اور بہن بھائی ہیں۔ انہیں پتہ چل جائے کہ میں ماضی میں کیا کچھ کر چکی ہوں تو کیا وہ کبھی چائینس گے کہ وہ اپنے بیٹے کا نصیب مجھ جیسی لڑکی کے ساتھ جوڑیں۔ ہر ماں باپ کی طرح انکی بھی خواہش ہوگی کہ انکے بیٹے کی زندگی میں آنے والی لڑکی کا کردار اچھا ہو جبکہ میرے کردار میں جھول ہیں۔ اور طمہ یہ نہیں سمجھ پارہے۔

میں حقیقت سے منہ موڑ کر اپنی خوشیوں کے لئے انکی زندگی کو برباد نہیں کرنا

چاہتی۔

کبھی زندگی میں کہیں میری ماضی کی کوئی پر چھائی انکی زندگی کے لیے پریشانی کا باعث بنی تو میں تب یہ سب سہ نہیں پاؤں گی۔ ابھی تو میں دل پر جبر کر کے انکے نہ ملنے کو برداشت کر لوں گی۔ مگر انکی زندگی میں داخل ہونے کے بعد پھر سے نکلنے کو برداشت نہیں کر پاؤں گی "ساشا نے کھل کر اس سے اپنے دل کی بات کہی۔

"ساشا تمہارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ تم اپنے آج کو اپنے اس کل کے لئے برباد کرتی ہو جس کے بارے میں ہر کوئی لا علم ہوتا ہے۔
تم یہ کیوں سوچتی ہو کہ تمہاری ماضی کی پر چھائی تمہارے مستقبل پر پڑے گی۔
تم یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ اللہ نے اس رات کیوں تمہیں انکی گاڑی کے آگے لا کر وہ حادثہ کروایا کہ پھر جس کے سبب آج تم عام لڑکیوں کی طرح نہ صرف زندگی گزار رہی ہو بلکہ اللہ سے معافی مانگنے کا اپنی غلطیوں پر نادم ہونے کا بھی

تمہیں موقع ملا ہے۔

اللہ نے کچھ لوگوں کو آپس میں ایسے ہی ملانا ہوتا ہے انکی قسمت کو ایک دوسرے سے ایسے ہی جوڑنا ہوتا ہے کہ ہم خود حیرت زدہ رہ جاتے ہیں کہ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔

بے وقوف اللہ نے طحہ جیسے بندے کو ہی تمہاری زندگی میں لکھا تھا اور انہوں نے ایسے ہی حیلے بہانوں سے تمہیں ملنا تھا۔ دوسری بات یہ کہ آجکل کا جو دور ہے۔ تو کیا اگر طحہ کی شادی کسی اور لڑکی سے ہوتی ہے تو اسکے ماضی کے شفاف ہونے کی کسی کے پاس کوئی گارنٹی ہوگی۔ آج کل لڑکے اور لڑکیاں کسی کے بھی بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تمہارے تو ماضی اور حال سے وہ اچھی طرح واقف ہیں اسی لیے اگر وہ تمہیں تمہاری ان خامیوں سمیت قبول کرتے ہیں جن کے وجہ وہ برے حالات تھے جن سے تم گزریں۔ تو تم اسے خوش نصیبی سمجھ کر حاصل کرو سا شاماں باپ کے بغیر پلنے والے بہت کم بچے خود کو زمانے

کی ٹھوکروں سے بچا کر چل پاتے ہیں اور تم تو پھر لڑکی ہو۔ شکر کرو کہ صرف ایک نشے میں مبتلا ہوئی تھیں۔ تمہاری عزت پر کوئی حرف نہیں آیا "آج پھر سے ساشا کو وہ کوئی اور ہی فاتینا لگی۔ اتنی گہری باتیں اسے لگا وہ اسکے دل کے زخموں کو سی رہی ہے اپنے لفظوں کے دھاگوں سے بالکل ایسے جیسے طحہ۔

"یار طحہ بھی یہی کہتے ہیں "اس نے بے چارگی سے کہا۔

"تو میری جان میجورٹی ازا تھارٹی۔۔۔ بس دلہن بننے کے لیے تیار ہو جاؤ "فاتینا نے اس کے کندھے پر ہلکے سے ہاتھ مارتے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انکے پیرینٹس؟" وہ ایک مرتبہ پھر گھبرائی۔

"ارے یار انکے پیرینٹس کو تمہارے ان دیکھ لیں گے۔۔۔ تم بس انہیں اوکے کرو "فاتینا نے جھلجھلاتے ہوئے کہا۔

"جہاں دو لڑکیاں ہوں وہاں ہم جیسے بیچاروں کی چائے پانی انکی باتوں کی ہی نظر ہو جاتی ہے "دروازہ کھٹکھٹا کر وصی سراندر کر کے انہیں دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ لڑکوں کو سوائے چائے پانی کے اور سو جتا ہی کیا ہے" فاتمینا کہاں ہاتھ ہولا رکھنے والوں میں سے تھی۔

"لڑکی تم پھر آگئیں" وصی اب کی بار اندر آتے ہوئے بولا۔

"مجھے یہ باور مت کروائیں کہ آپ کچھ کم ظرف لوگوں کے دوست ہیں" اس کا اشارہ حیدر کی جانب تھا وصی نے اس کا اشارہ سمجھتے قہقہہ لگایا۔

"میں چائے بناتی ہوں" ساشا کہتے ساتھ ہی کمرے سے نکل کر کچن میں چلی گئی۔

"مجھے ساشا نے بلایا تھا۔۔۔ طحہ نے اسے پرپوز کیا ہے" فاتمینا نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔

"جی ہاں اور محترمہ مسلسل انکار کر رہی ہیں" وصی اسکے ہمراہ لاؤنج میں آتے ہوئے بولا۔

"ظاہر ہے اسکے خدشات بھی ویلد ہیں۔۔۔ خیر میں نے سمجھا دیا ہے آئی ہوپ

اب پوزیٹو جواب دے گی "

"اور آپکا کیا بنا؟" وصی نے رازداری سے پوچھا۔

"میرا؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ہاں آپکی بات ہوئی دریاب سے" وصی نے سرگوشی نما آواز میں پوچھا۔

"ہم" فاتینا کی ہم میں کوئی جوش نہیں تھا۔

وصی دل میں مسکرایا۔ جانتا تھا دریاب نے کچھ الٹا ہی کیا ہوگا۔

"ارے آپ کو تو خوش ہونا چاہیے پھر کہ آپکی خواہش پوری ہوئی" وصی نے

جان بوجھ کر اسے جوش دلایا۔

"ہاں مگر مجھے ان سے اتنی بھی روڈنئس کی امید نہیں تھی" کہتے ساتھ ہی فاتینا

نے اپنی اور دریاب کی گفتگو اسے بتائی۔

"ہے تو وہ ایسا ہی بندہ۔" اس نے کندھے اچکاتے کہا۔

"بندہ کوئی تھینک یو۔" یا اچھا ہی کہہ دیتا اس نے تو ایسے لگا جیسے میرے سر پر

پتھر ہی مار دیا تھا "فاتینا روہانسی آواز میں بولی۔

"ہر کسی کو لوگوں سے بات کرنے کے گٹس نہیں آتے" وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ دریاب جو کچھ دیر پہلے ہی گھر آیا تھا طحہ کے کمرے کے دروازے میں کھڑا دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔

فاتینا کی بات پر خود کو بولنے سے روک نہیں سکا۔

"خیر مجھے کوئی ایسا دکھ نہیں۔۔۔۔۔ میرے لیے تو یہ بھی بہت بڑی اعزاز کی بات تھی کہ اتنے بڑے بندے سے میں بات کر رہی ہوں۔ ایسے لوگوں پر غرور چلتا ہے۔۔ مجھے خوشی ہے کہ میرا آئیڈیل ایک ایسا بندہ ہے جو عام لڑکوں کی طرح ہر اچھی شکل اور آواز والی پر لٹو نہیں ہو جاتا" فاتینا نے سنبھل کر اسکی بات کو خاطر میں لائے بغیر کہا اور آخر میں طنز بھی کر گئی۔

"اس میں آپ دریاب کی اچھی نیچر کی تعریف کر رہی ہیں یا اپنی اچھی آواز کی" دریاب نے اسکا گویا مذاق اڑایا۔

"میں وصی سے بات کر رہی تھی۔ آپ کو بہت شوق ہے ہر ایک کی بات میں ٹانگ اڑانے کا" اس نے منہ بناتے کہا۔

"یہ ٹانگ میں نے کیوں اڑائی ہے یہ وصی اچھی طرح جانتا ہے" دریاب کی وارنگ دیتی نظروں کا رخ وصی کی جانب ہوا۔ ایسے جیسے کہہ رہی ہوں "بیٹا تجھے تو میں بعد میں پوچھوں گا"

"اب اک بندہ کسی کے لیے اتنی خاص فیئنگزر رکھتا ہو تو یہ ظلم تھا کہ میں انہیں دریاب کا نمبر نہ دیتا۔" وصی باز کہاں آنے والا تھا۔ شرارتی لہجہ اور نظریں اسے بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔

"آخر کو انہیں عشق ہے دریاب سے" وصی نے دریاب کا نام لمبا کر کے کہا۔ "بیٹا تجھے تو اب دریاب پوچھے گا" اس نے سر ہلاتے گویا اسے جتایا۔

جس وقت شہر یار اسے لینے کے لئے آیا وہ گرے میکیسی پہنے باہر آئی۔ تیز میک اپ اور آستینوں کے بغیر گھرے گلے والی میکیسی اسکے حسن کی رعنائیاں بکھیر رہی تھی۔

مگر بے حجاب حسن ہر آنکھ کو نہیں بھاتا اور وہ ہر آنکھ کے لیے ہوتا بھی نہیں۔
"بڑی چم چم کر رہی ہو" شہر یار نے سر سے پیر تک اسے بے باک نظروں سے دیکھا جو اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کر رہی تھی۔
کلچ تھا، بال جھٹکتے ایک ادا سے وہ مسکرائی۔

"تمہارے لیے نہیں ہے" بے باکی سے ہنستے ہوئے وہ بولی۔

"ہمارے ایسے نصیب کہاں" اس نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"اچھا سنو۔۔۔ باس کے اڈے پر جانے کے کچھ اصول ہیں۔۔۔ نہروالی سائڈ کو کراس کرنے کے بعد میں تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ دوں گا۔۔۔ پریشان مت ہونا اور یہ پٹی تمہاری واپسی کے بعد کھلے گی" شہر یار تیزی سے گاڑی

دوڑاتے ہوئے بولا۔

"یہ کیا بکواس ہے" اس نے بھنا کر کہا۔

"ابھی بھی سوچ لو جانا ہے کہ نہیں جانا" شہریار اسکے ری ایکشن پر برا مناتے

ہوئے بولا۔

"جانا تو ہے مگر یہ کیا بات ہے کوئی وجہ بھی تو ہوگی" اس کے لہجے میں اصرار

تھا۔

"یار وہ ہر بات کی وجہ نہیں بتاتا۔۔۔ یہ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں جو کہہ دیا سو

کہہ دیا۔ ہم انکے باس نہیں وہ ہمارے باس ہیں۔ لہذا ایسے دھندوں میں

صرف آنکھیں کھلی رکھنی پڑتی ہیں۔ کان اور زبان دونوں کو بند کرنا پڑتا ہے"

شہریار اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"چلو کوئی نہیں ایک یہ تجربہ بھی صحیح" نمرہ نڈر انداز میں بولی۔

نہروالے علاقے سے آگے نکلتے ہی شہریار نے ایک جگہ رک کر اسکی آنکھوں پر

زور سے پٹی باندھ دی۔ اسکے بعد وہ کن کن سڑکوں اور راستوں سے گزرا نمرہ
نہیں جانتی تھی۔

ہاں کلچ کو اس نے مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

کو برا کے اڈے کا دروازہ عبور کرنے سے پہلے ہی ایک گاڑی باہر آئی۔
اس میں سے کو برا کا خاص الخاص بندہ اتر ا۔

"یہ اب ہماری گاڑی میں جائیں گی۔ آپ کو اندر آنے کی اجازت نہیں" شہریار
کی گاڑی رکوا کر وہ بندہ باہر نکل کر اسکی جانب والی کھڑکی پر جھک کر بولا۔
"ٹھیک ہے" کیوں کا سوال اٹھانے کی کو برا نے کبھی کسی کو اجازت نہیں دی
تھی۔

"جاؤ" اس نے نمرہ کی جانب کا دروازہ کھول کر اسے اترنے کے لیے کہا۔
وہی بندہ تیزی سے نمرہ کی جانب آیا اور ایک ہاتھ سے اسے پکڑ کر گاڑی کی
جانب لے گیا۔

پچھلا دروازہ کھول کر اسے بٹھا کر وہ خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر پھر گاڑی اندر کی جانب بڑھالے گیا۔

شہر یار نے واپسی کے لیے گاڑی موڑ لی۔

نمرہ پریشان بھی تھی۔ یہ پہلا اتفاق تھا کہ وہ کسی انڈر ورلڈ کے بندے سے ملنے جا رہی تھی۔

کچھ دور چلنے کے بعد گاڑی رکی۔ اسی بندے نے پھر سے نمرہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی سے نیچے اتارا۔

اور ہاتھ پکڑے ہی ایک سمت چل پڑا۔

کچھ راہداریوں سے گزر کر وہ ایک ہال نما کمرے میں آیا۔

"سرجی۔۔ ہم حاضر ہیں" اسکا ہاتھ تھامے وہ بندہ کسی سے مخاطب ہوا۔

"صحیح جاؤ تم" ایک گھمبیر مگر کرخت آواز کمرے میں گونجی۔

نمرہ نے کلچ پر ہاتھوں کی گرفت مضبوط کی۔

کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔ نمرہ کا دل اب سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔
کچھ دیر بعد قدموں کی آواز اسکے قریب آئی۔

"تم تو میری سوچ سے بھی بڑھ کر خوبصورت ہو" ایک ہاتھ اسکے گال پر
سرسرایا۔

"خوبصورت لوگوں کے ساتھ آنکھ مچولی نہیں کھیلتے۔ کیونکہ وہ نازک دل کے
ہوتے ہیں ٹھیس بھی لگ سکتی ہے" نمرہ ادا سے بولی۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ واہ بھی۔۔۔ نہ صرف چہرہ خوبصورت ہے بلکہ آواز اور لہجہ سونے پر
سہاگہ۔

مرزہ آگیا۔۔۔ شہر یار نے بالکل صحیح تمہارا انتخاب کیا ہے۔۔۔ واقعی داد دینی
پڑے گی" وہ سر اے بغیر نہ رہ سکا۔

پھر اسکا ہاتھ تھام کر ایک جانب چل پڑا۔
ایک کمرے میں آکر اس نے دروازہ بند کرتے نمرہ کی آنکھوں سے پٹی اتاری۔

گھوپ اندھیرا تھا کمرے میں یا نمرہ کو محسوس ہوا۔ اتنی دیر سے آنکھوں کے گرد پٹی لپیٹی رہی تھی کہ اسکی آنکھیں ارد گرد کے منظر کو دیکھ نہیں پارہی تھیں۔ جو نہی اسکی آنکھیں ماحول سے مانوس ہوئیں تو اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی بیڈروم میں موجود ہے کیونکہ ڈم لائٹس اس قدر مدہم روشنی دے رہی تھیں کہ صرف ہیولے دکھائی دے رہے تھے۔

"پیوگی" اپنے لیے خاص مشروب تیار کرتا وہ نمرہ سے بولا۔
نمرہ آہستہ سے چلتے ہوئے اندازے سے دائیں ہاتھ پر رکھے کاؤچ پر بیٹھ گئی۔
جبکہ کمرے میں موجود ایک الماری کے پاس کوبرا کھڑا بوتل نکال کر گلاس میں کچھ انڈیل رہا تھا۔

"آج تو آپ ہی کے رحم و کرم پر ہوں جو چاہے پلا دیں" وہ کلچ کھول کر موبائل نکالتے ہوئے بولی۔

اسے سے پہلے کہ وہ اسے آن کرتی کوبرا کی سخت آواز سنائی دی۔

"اس کو بند کر دو اور جب تک یہاں ہو آن مت کرنا نہیں تو اسے ڈسٹ بن کی
زینت بنانے میں میں ایک سیکنڈ کی دیر نہیں لگاؤں گا" اسکے لہجے کی سرد مہری
پر نمرہ کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

پھر آہستگی سے اس نے موبائل کو صوفہ پر رکھ دیا۔

کو برا چلتا ہوا اسکے قریب آیا۔ اونچا لمبا ڈیل ڈول والا شخص جس کے صرف
خدو خال کو ہی نمرہ دیکھ پائی۔ اسکے چہرے کی ہیئت کو دیکھنے سے وہ قاصر تھی۔
مشروب ختم کرنے کے دوران کچھ باتوں کے تبادلے کے بعد اس کمرے میں
صرف خاموشی تھی۔

دریاب، حذیفہ، وصی اور طحہ چاروں اپنے خاص کمرے میں بیٹھے اس وقت
چپ سے کچھ کی گئی آوازیں سن رہے تھے۔ ساتھ ساتھ اسے ریکارڈ بھی کرتے
جارہے تھے تاکہ بار بار سننے پر اندازہ کر سکیں کہ آوازیں کن لوگوں کی ہیں اور
کس طریقے سے انہیں ٹریس کروایا جائے۔

شہریار کے جانے سے لے کر نمبرہ کے کسی اور شخص کے ساتھ کو برا کے پاس
پہنچنے تک وہ سب آوازیں باسانی سن سکتے تھے۔ کیونکہ اس چپ کے ساتھ بہت

سے حساس سینسر ز دریا ب نے لگائے ہوئے تھے۔

کو برا کی آواز سنتے ہی دریا ب کا دماغ تیزی سے چلنا شروع ہو گیا۔

جو نہی وہ دونوں خاموش ہوئے حذیفہ نے اس چپ سے جڑے خاص ریزیز والی ڈیوائس کا رابطہ بھی اس سے منقطع کر دیا تھا۔ اب وہ چپ ناکارہ ہو چکی تھی کیونکہ انہیں جو چاہیے تھا وہ، وہ حاصل کر چکے تھے۔

"یہ آواز۔۔۔۔ یہ آواز سنی ہوئی ہے" دریا ب نے حذیفہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے بھی بہت سنی ہوئی لگ رہی ہے" کچھ سوچتے ہوئے وہ یکدم اٹھا اور الماری سے کچھ سی ڈیز لے کر آیا۔

"یار میں تم سے اسکے بارے میں بات کر رہا ہوں تم پرانی سی ڈیز اٹھا کر لے آئے ہو" دریا ب جو ابھی تک اس کی آواز میں الجھا ہوا تھا حذیفہ کے پرانی سی ڈیز کو کھنگالنے والی حرکت پر بھنا گیا۔

"صبر تو کرو۔۔۔۔۔ میرے دماغ میں کچھ سپارک ہوا ہے یہ آواز سن کر" حذیفہ نے اسے خاموش کروایا اور تیزی سے سسٹم کی جانب بڑھ کر ایک سی ڈی لگائی۔ وہ سب خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھ رہے تھے۔

دو سی ڈیز لگانے کے بعد جو تیسری سی ڈی اس نے لگائی اس میں بالکل وہی آواز تھی جو انہوں نے ابھی کچھ دیر پہلے اس بندے کی سنی تھی جس کا نام کو برا تھا۔ حذیفہ نے پورا سننے سے پہلے ہی ریکارڈر بند کر دیا۔

"تمہیں یاد ہے وہ کلبرز والا کیس جس میں غلط دھندوں میں ملوث ڈان کو تم نے مار دیا تھا۔" حذیفہ کے سوال پر دریا ب سر کو ہلاتے ہوئے ہلکی سے مسکراہٹ دینے لگا۔

"کیسے بھول سکتا ہوں۔۔۔۔۔ جسے دس باڈی گارڈز کے نرنغے سے نکال کر اپنی ہیوی بانیک سے گھسیٹ کر لے جاتے چوک میں گولیاں ماریں تھیں۔۔۔ میں نے اتنی دردناک موت کسی کو نہیں دی مگر اسکے لیئے میں اس

سے کم پر راضی بھی نہیں تھا۔۔۔ جس نے نجانے کتنی معصوم لڑکیوں کی زندگی برباد کی تھی۔۔۔ اور اس آواز کو بھی میں نہیں بھول سکتا۔۔۔ اسکا بھائی ہے یہ سرمد عرف کو برا۔۔۔ لگتا ہے سارا خاندان ہی گھٹیا ہے "دریاب نے وہ واقعہ یاد کیا جب سرمد عرف کو برا کے بڑے بھائی کو اس نے مارا تھا۔ دو سال پہلے کی ہی بات تھی۔

"اب اسکی باری ہے" طحہ اور وصی یک زبان بولے۔

"بالکل" حذیفہ نے اپنی پر عزم نظریں ان پر جمائیں۔

"اب ہم اس تک نہیں یہ ہم تک آئے گا۔۔۔ بہت دن میں نے انتظار کر

لیا۔۔۔ سوچا تھا ایک مرتبہ اس گروہ کا سراغ پتہ چلے تو کوئی قدم اٹھائیں

گے۔۔۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم اسے بتائیں کہ ہم کون ہیں۔۔۔ پرسوں

رات ہی ہم ہاسٹل میں جا کر اپنا خاموش ریڈ کریں گے۔ جس میں اسلحہ اور نشہ

آورد ویات کو ہم نے ٹھکانے لگانا ہے۔۔۔ اسکے بعد انکے تڑپنے کا منظر دیکھ کر ہم

اپنا اگلہ لائحہ عمل بنائیں گے۔" دریاب نے اپنی سنجیدہ نظروں سے ان سب کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔۔ اب دیکھتے ہیں کو برا کہاں تک اپنے پن پھیلاتا ہے" حذیفہ نے بھی دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

اسلام علیکم جی جاجی شادی کا کارڈ کب تک آرہا ہے میرے گھر "فاتینا کی چہکتی" آواز پر طحہ کچھ حیران ہوا۔

"کیا مطلب؟" اس نے اپنی حیرت کا اظہار کیا۔

"آپکے لہجے سے معلوم ہو رہا ہے کہ میڈم نے ابھی تک آپکو گرین سگنل نہیں دیا" فاتینا نے تپتے لہجے میں کہا۔

"کون سی میڈم نے؟" وہ حقیقت میں چکرا گیا تھا۔

"صحیح کہتا ہے وصی دریاب کو ایسی ہی لڑکی سوٹ کرتی ہے جو اسے گھما کر رکھ دے" طحہ نے دل میں سوچا۔

"آپکے گھر میں جو ایک حسینہ عالم رہی ہے جسے پرپوز کرنے کی غلطی آپ سے سرزد ہو چکی ہے۔۔۔ ابھی اس دن اسے اتنا سمجھا کر گئی ہوں۔۔۔ بہت ہی کوئی سست بندی سے آپ نے محبت کر لی ہے۔۔۔ حد ہے" وہ تو اچھا خاصا جل کر بولی۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ صحیح کہہ رہی ہیں بس کیا کریں اب تو یہ غلطی کر بیٹھا ہوں" وہ سمجھ گیا کہ وہ ساشا کے بارے میں کہہ رہی ہے۔۔۔

"اس دن تو میرے سامنے تقریباً مان گئی تھی اور میں تو آپکی شادی کی پلینگ تک کر چکی تھی۔۔۔ لوجی اس نے تو پانی ہی پھیر دیا۔۔۔ بلکہ دریا بہا دیئے" فائینا کی دہائیاں جاری تھیں۔

"اچھا یعنی کے آپکے سامنے اقرار بھی ہو چکا ہے۔۔۔ چلیں ابھی پوچھتا

ہوں۔۔۔" وہ محفوظ ہوتے اٹھا۔۔

کچھ دیر پہلے ہی نائٹ ڈیوٹی کر کے گھر واپس آیا تھا

ریسٹ کر رہا تھا کہ فائینا کی کال نے ساری سستی بھگادی۔

"بالکل ابھی جا کر پوچھیں پھر میں فون کر کے پوچھوں گی کہ مٹھائی کھانے

کب آؤں" اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"شیور۔ اللہ حافظ" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کیا اب اسکے قدم کچن کی

جانب تھے۔۔۔ جہاں سے کھڑ پٹر کی آوازیں آرہی تھیں۔

کچن کے چوکھٹ میں آیا تو سامنے ہی کچن کے درمیان رکھی ٹیبل پر بیٹھی

سبزیاں کاٹتی وہ نظر آئی۔

"کچھ اڑتی اڑتی خبر سنی ہے میں نے" وہ ادھر ادھر دیکھے بنا بولتا اندر آیا۔

ساشا نے یکدم گھبرا کر اسے دیکھا۔ پھر چولہے کے قریب رکھی شیلف کے پاس

کھڑے وصی کو۔۔۔

"بیٹا تم اڑتی اڑتی خبریں ہی کیوں سنتے ہو۔۔ کوئی زمینی یا آبی راستوں سے آنے والی خبر کیوں نہیں سنتے۔۔" وہ شرارت سے پانی کا جگ ٹمبل پر رکھتے بولا۔
 طحہ پہلے تو گڑ بڑایا پھر خشمگین نظروں سے اسے دیکھا۔
 "تم بھاگو یہاں سے" طحہ نے اسے ہٹایا جانتا تھا کہ اسکے سامنے ساشا سے کوئی بات کہنا وصی کو اپنے پیچھے پڑوانے کے مترادف ہے۔
 "دوست دوست نہ رہا" وصی نے اپنے نادیدہ آنسو صاف کیے پھر گنگناتے ہوئے کچن سے باہر نکل گیا۔
 طحہ نے شکر کیا۔

"فاتینا کے سامنے کیا کہا تھا آپ نے؟" اب اس کا رخ ساشا کی جانب تھا۔
 "یہی کہ آپ کے پیرنٹس نہیں مانیں گے" ساشا نے نظریں جھکاتے کہا۔
 "آپ مان چکی ہیں؟" ایک اور سوال۔
 "بات میرے ماننے کی نہیں ہے" اس نے بے تکی توجیہ پیش کرنے کی

کوشش کی۔

"میں اس وقت صرف آپکے ماننے کی بات کر رہا ہوں۔۔ انکا منانا میری ذمہ

داری ہے" طحہ تو لگتا تھا آج فیصلہ کروا کر بیٹے گا۔

"آپکو ایسی لڑکی سے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا جو۔۔"

"ساشا میں نے پہلے بھی کہا تھا اپنی زندگی کو بے جا مفروضوں کی نظر مت

کریں۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ آپکے ماضی سے متعلق کچھ نہیں دہراؤں گا۔ مگر

میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ میرے الفاظ کبھی بھی آپکا اعتبار مجھ پر قائم

نہیں کر سکتے جب تک میں عمل سے ظاہر نہیں کروں گا اور یہ میرے ساتھ

سے ہی آپکو آسکتا ہے جو یقیناً میں ایک محرم رشتہ بنانے کے بعد ہی دلا سکتا

ہوں" اس سے زیادہ واضح اپنی خواہش کا اظہار وہ نہیں کر سکتا تھا۔

ساشا کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے۔

"تھینک یو۔۔ مجھے اتنا معتبر بنانے کے لیے۔۔" اسکی آنسوؤں بھری

مسکراہٹ میں جو اقرار تھا وہ طحہ کے لیے کافی تھا۔

"آجاؤ لڑکی مٹھائی کھانے" وصی کی کال پک کرتے ہی جو جملہ سننے کو ملا وہ فائینا کو حیرت میں مبتلا کر گیا۔

وہ مریم کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ "کیا مطلب"

"مطلب یہ کہ ہمارے طحہ نے پیچلر لائف کو اللہ حافظ کرنے کا سوچ لیا ہے"

وصی کی باتیں بھی اس جیسی ہوتی تھیں۔

"واقعی" فائینا کے منہ سے چیخ نما آواز برآمد ہوئی۔

"آئے ہائے ایک تو یہ لڑکی کان پھاڑ دیتی ہے" اماں جو ساتھ ہی بیٹھی تھیں غصے سے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر بولیں۔

"کب اور کیسے ہوا" اماں کے تھپڑ کو خاطر میں لائے بغیر وہ جوش سے بولی۔

"بس آپ کے فون نے جوش دلادیا اور ہمارا طحہ اقرار سن کر ہی ہٹا پھر کیا تھا آپ کے چچا

حضور کے گزش گزار سب معاملہ کیا طحہ کے والد انکے بہت اچھے دوست ہیں
انہوں نے اسکے والد کو فون کر کے سب کہہ سنایا اور وہ تو کب سے طحہ کی شادی
کرنے کی خواہش میں بیٹھے تھے فوراً ہاں ہو گئی اور اب ہم یہ خوشی سیلبریٹ
کرنا چاہ رہے ہیں سو چا آپکو بھی شامل کیا جائے آخر ہماری بھابھی کے میکے سے
بھی تو کوئی ہونا چاہیے" وصی کی بات پر وہ حقیقت میں بہت خوش ہوئی۔ ساشا
اسے بھی اتنے سے دنوں میں بے حد عزیز ہو گئی تھی۔
"ضرور کیوں نہیں" کہتے ساتھ ہی وہ اٹھی۔

"حیدر باہر ہی نکلا ہوا ہے ہم نے اسے کہا ہے کہ آپکو پک کر کے لے آئے
یہاں" وصی کی بات پر اسکا منہ بن گیا۔
"رہنے دیں میں خود ہی آ جاؤں گی"
"ارے نہیں شام ہو رہی ہے تو مناسب نہیں لگتا آپ اکیلی آئیں" وصی کی بات
پر وہ ہنسی۔

"مجھ جیسی لڑکی کو تو یہ بات مت کہیں" اسکی بات سن کر وصی بھی ہنسا۔

"کیا کریں مشرقی لڑکی کا یہ روپ ہمارے لیے ابھی تک حیران کن ہے جو ہم نے آپکا دیکھا ہے لہذا یقین ذرا مشکل سے ہی آئے گا۔ خیر اب وہ آپکے گھر کے راستے میں ہے سو آپ اسکے ساتھ ہی آجائیں" کہتے ساتھ ہی اس نے الوداعی کلمات پڑھتے فون بند کر دیا۔

وہ جلدی سے کمرے سے اسکا رفا اوڑھ کر اور جوتے بدل کر آگئی۔

"اب کہاں جا رہی ہو تم" مریم نے تنقیدی اور کسی قدر غصیلی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اماں چاچو کے اسٹوڈنٹس ہیں انکی آپس میں بات پکی ہو گئی ہے تو بس مبارک دینے جا رہی ہوں" اس نے جلدی سے بتایا۔ اس سے پہلے کے اماں کی مزید تشویش شروی ہو جاتی۔

"اب یہ کون سے اسٹوڈنٹ آگئے۔ ایک تو میں تیرے ہاتھوں بہت تنگ ہو

فاتی۔۔۔ تو کوئی چن چڑھا کر ہی رہے گی "اماں کے مزید دو ہتھڑوں نے اس کے کندھے کی سیوا کر دی۔

"اماں آخر آپکے اس قدر بھاری ہاتھ کا گینس بک میں نام کیوں نہیں آتا۔۔۔ یقین جانیں لو ہے سے زیادہ مضبوط ہیں۔۔۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ اللہ نظر نہ لگائے۔۔۔ میرا کندھا آپکے ہاتھوں پر قربان "اس نے کندھا سہلاتے شرارت سے کہا۔

"تیری زبان کا میں کیا کروں "اب کی بار اماں نے ماتھے پر زور سے ہاتھ مار کر کہا۔ اسی اثناء میں ملازم آگیا۔

"وہ چھوٹی بیٹیا کو باہر کوئی لینے آیا ہے "وہ جو باہر جانے کے لیے بڑھی ہی تھی۔ اماں نے بازو سے پکڑ کر اسے روکا۔

"اندر لے آؤ اسے جو بھی لینے آیا ہے "اماں نے حکم دیا۔
"جی"

"اماں کیلہماں لاؤنج میں؟" وہ حیرت سے جولی۔

"نہیں تو کیا چبوترے پر بلاؤں اسے" وہ ناگزاری سے بولیں۔

"نہیں اماں نہر والے پل پر" وہ ہنستے ہوئے کہتی ہاتھ چھڑا کر بھاگنے والی تھی کہ

اماں کی جوتی نے اسکی کمر سینک دی۔ وہ جولاؤنج کے باہر کھڑا سن رہا تھا ملازم

کے باہر آ کر بلانے پر اندر آیا دریاب یہ منظر دیکھ کر گنگ رہ گیا۔ پھر اپنے تہقہے کا

گلا دبا کر سنجیدہ صورت بنا کر سلام کیا۔

فاتینا کمر سہلاتی دریاب کو گھورنے لگی۔

"وعلیکم سلام" کہتے ساتھ ہی اماں نے گھور کر اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔

لڑکا تو بے حد خوش شکل تھا۔

"بیٹھو" اپنے سامنے پڑے صوفے پر اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے انہوں نے

جاچختی نظروں سے اسے دیکھا۔

"چچا کا نمبر ملا" سامنے کھڑی فاتینا کو کہتے ساتھ ہی انہوں نے دریاب کا انٹرویو

شروع کر دیا۔

وہ بیچارہ خاموشی سے سچ جھوٹ بتاتا رہا۔

مودب سادر یاب انہیں بے حد پسند آیا۔

"یہ لیں" سبطین آجکل پھر گھر سے غائب تھے کہاں تھے یہ کوئی نہیں جانتا

تھا۔ لہذا صرف فون پر ہی ان سے رابطہ ہوتا تھا۔

"ہیلو۔۔ یہ تمہارا ایک شاگرد آیا ہے۔۔ کیا بھلا سا نام بتایا ہے بیٹا" اماں نے

شیریں لہجے میں دریاب سے دریافت کیا۔

"حیدر" اس نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔

فاتینا کی گھورتی نظریں پھر سے اسکا طواف کر رہی تھیں۔

"اتنی مٹھاس کبھی اماں کے لہجے میں میرے لیے تو نہیں آئی" دل میں جل کر

سوچا۔

دریاب اسکی نگاہوں سے نکلنے والی چنگاریوں سے اچھی طرح واقف تھا مگر جان

بوجھ کر اسے نظر انداز کر رہا تھا۔

"اب اجازت ہے اماں" جیسے ہی مریم نے فون بند کیا دریاب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اماں تو اسکے اماں کہنے پر ہی نہال ہو گئیں۔

"ہاں ہاں بیٹا ضرور۔۔۔ پھر کبھی چکر ضرور لگانا" جیسے ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہوئیں دریاب نے سر آگے کر دیپیار لینے کے لیے۔ اماں اور بھی متاثر ہوئیں۔

"کبھی میرے لیے بھی اتنا پیار دکھا دیا کریں" وہ جو کب سے خاموش تماشائی بنی یہ پیار و محبت کے نظارے دیکھ رہی تھی کلس کر بولی۔

"تیرے تو ڈھنگ ہی نرالے ہیں۔۔۔ بے ادب اور گستاخ اولاد" حیدر کے سامنے اس قدر عزت افزائی پر اسکا دل واقعی رونے کو کیا۔

"دے دیں کسی کو پھر" غصے سے بولی۔

"جلدی ہی کوئی انتظام کر رہی ہوں۔۔۔ فکر نہ کر" انہوں نے ہاتھ اٹھاتے گویا

اسکی بات کو اڑایا۔

حیدر سے پہلے وہ لاؤنج سے باہر تھی۔ تھوڑی دیر پہلے جتنی خوش تھی اب اسی قدر غصے سے بھری ہوئی تھی۔

دریاب نے باہر آتے ہی فرنٹ ڈور کھول کر پہلے اسے بٹھنے کو کہا پھر دوسری جانب آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

مسلل اسکے مسکراتے لب فائینا کی آنکھوں سے اوجھل نہیں تھے۔

"آپ کی اماں بہت کیوٹ ہیں" جان بوجھ کر اس نے بات کا آغاز کیا۔ اس آتش فشاں کو چھیڑنے کو خواہ مخواہ دل کر رہا تھا۔

"دوسری کی مائیں ہمیشہ اچھی ہی لگتی ہیں" وہ جل کر بولی۔

"کیوں آپ کو اپنی اماں نہیں پسند، حالانکہ ان کا نام تو آپ گینس بک میں لکھوانا چاہ رہی تھیں" اس نے شرارت سے کہا۔

اسکی بات کے پیچھے جو اشارہ تھا اسے وہ اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔

"آپ کو کیا میں گینس بک میں لکھواؤں یا پرائمری کے سیلیبس میں" اس نے سڑا ہوا جواب دیا۔

دریاب کی مسکراہٹ کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"آپ کا دریاب ٹھیک ہے؟" پھر سے اس نے باتوں کا سلسلہ جوڑا۔

"مجھے کیا پتہ" اس کی بات پر وہ جان گئی کہ وہ دریاب کی روڈ نمیں کی وجہ سے اسے چھیر رہا ہے۔

"ویسے بندے کو اتنا بھی مغرور نہیں ہونا چاہیے جتنا وہ ہے" اس نے افسوس سے سر ہلاتے کہا۔

"میرے اسٹیڈیل کو مغرور ہونا ہی چتا ہے۔۔۔ آپ کی طرح کوئی عام سائیکسٹ نہیں ہے وہ۔۔۔ ایک کلاس ہے اس بندے کی" فائینا نے اسکی بات کی نفی کرتے ہوئے کہا۔

"اور پلیز آپ تو انکی بات مت کیا کریں۔۔۔ اچھی طرح جان گئی ہوں کہ آپ

جیلس ہوتے ہیں ان سے "فاتینا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
"اس میں ایسا ہے ہی کیا جس سے میں جیلس ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے کچھ کیسز
اچھے کر لیئے۔۔۔ نہ شکل ہے نہ کوئی خاص صورت۔۔۔" اس نے جان بوجھ کر
بات کو بڑھاوا دیا۔

"یہی وجہ ہے کہ آپ ایک عام سے ایجنٹ ہیں یہ سطحی سوچ۔۔۔ لوگ شکل سے
قابل نہیں بنتے اپنی صلاحیتوں سے قابل بنتے ہیں۔۔۔ جو آپ میں بالکل
نہیں" اب کی بار دریاب نے کچھ نہیں کہا بس زیر لب مسکرا دیا۔

مبارک ہو بھی "یہاں تو بڑے مزے کی سیلیبریشن ہو رہی ہے" لاؤنج میں
داخل ہوتے ہی فاتینا کا موڈ بحال ہو چکا تھا۔
لاؤنج کے درمیان میں رگ کو گلاب کی پتیوں سے سجایا ہوا تھا۔ جس پر سینٹر

ٹہیل کے اوپر یک رکھا گیا تھا اور اس پر پیسی کپل ٹوٹی لکھا گیا تھا۔

فاتینا ساشا کے گلے لگی۔ جس کا چہرہ خوشی سے گلنار ہو رہا تھا۔

حذیفہ، طحہ بھی موجود تھے۔

"جس کا تھا انتظار وہ شاہکار آگیا" وصی کچن سے پلیٹس اور پز آلے کر باہر آتے

ہوئے فاتینا کو دیکھ کر بولا۔

"مجھے انہوں نے مل کر عورت بنا کر رکھ دیا ہے" وصی اچھا خاصا تپا ہوا تھا۔

"ہی ہی ہی۔۔۔ ان کو لوگوں کی پہچان ہے" فاتینا اور وصی کی اچھی خاصی

دوستی ہو چکی تھی لہذا وہ اس سے مذاق کرتے ہوئے کتراتے نہیں تھی۔

ہاں حذیفہ ایک واحد بندہ تھا جس سے ابھی تک اسکی ملاقات بھی کم ہوئی تھی اور

وہ تھا بھی تھوڑا خاموش طبع۔

"لڑکی۔۔۔ تم کسی دن میرے سے مار کھاؤ گی" وصی نے اسے گھورا۔

"ایسا کوئی پیدا نہیں ہو اس دنیا میں جس سے میں مار کھاؤں" فاتینا نے گردن

اکڑا کر کہا۔

"سوائے انکی اماں کے" دریاب تو تازہ ترین جلوے دیکھ کر آیا تھا اسکے پٹنے کے
لہذا خود کو خاموش نہیں رکھ پایا۔ شرارتی آنکھوں نے ایک لمحے کو اس کو دیکھا۔

"میری اماں کے علاوہ کوئی مجھے ہاتھ تولگا کے دکھائے۔۔ دھلائی کر دیتی

ہوں۔۔۔۔۔ کچھ لوگ بھول گئے ہیں شاید" فتنینا نے جس انداز میں جتایا وصی
بھی قہقہہ لگائے بغیر نہیں رہ سکا۔ دریاب نے تیکھی نظر اس پر ڈالی۔

"یہ آپ لوگ انکی خوشی سیلبریٹ کرنے آئے ہیں یاد رہے۔۔۔" حذیفہ کا اتنا ہی

کہنا تھا کہ طحہ کے پاؤں پر پڑنے والے پاؤں نے اسے خاموش کروا دیا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ انہوں نے دریاب کی اصلیت اس فتنینا سے چھپائی ہوئی ہے

کیونکہ وہ ابھی تک شاید دوسری مرتبہ اس سے مل رہا تھا۔

"جہاں یہ ہوں وہاں پھر ہنگامے کے علاوہ اور ہو ہی کیا سکتا ہے" دریاب کہتا ہوا

حذیفہ کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔ دوسری جانب طحہ تھا۔

"افوہ چھوڑو بھی باتوں کو چلیں جی آج کے اسپیشل گیسٹ کیک کاٹیں" وصی نے فوراً بات کا رخ بدلا مبادا پھر سے فاطمینا اور دریاب میں ٹھن جاتی۔
حذیفہ نے جگہ خالی کرتے ساشا کو طحہ کے برابر بیٹھنے کا کہا۔
"نہیں ٹھیک ہے" اسے سب کے سامنے یوں طحہ کے ساتھ بیٹھنا عجیب سا لگ رہا تھا۔

"ارے لڑکی بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ ویسے بھی ہم لوگوں کی زندگیوں میں ایسے خوشی کے واقعات کم کم ہی آتے ہیں انہیں گنونا نہیں چاہیے" وصی کی بات پر ساشا نے دہل کر اسکی جانب دیکھا تھا۔ ابھی تو خوشیاں ملنے کا آغاز ہوا تھا۔
وہ خاموشی سے طحہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ طحہ نے اس انداز میں چھری تھامی کے اسکے ہاتھ نے ساشا کے ہاتھ کو چھوا تک نہیں۔ جو بھی تھا وہ اب بھی اسکے لیے محرم نہیں تھی۔ لہذا اسکی عزت کو قائم رکھنا اسکی ذمہ داری تھی۔
کیک کاٹنے کے مناظر کو سب نے اپنے کیمروں میں قید کیا۔

ساشا ساتھ ہی اٹھ کر دوسری چیمبر پر چلی گئی۔

فاتینا نے اب کی بار سرو کرنے کی ذمہ داری خود سنبھالی۔

دریاب کی خاموش نظروں نے چند لمحوں کے لیے اسے دیکھا یوں گھریلو انداز میں وہ اس جنگجو فاتینا سے کتنی مختلف لگ رہی تھی۔

دریاب کے موبائل کی بیل نے اسکی سوچوں کا تسلسل توڑا۔

اسکرین پر نمبرہ کا نمبر دیکھ کر اسکے ماتھے پر سلوٹیں پڑیں۔ وہ دودن سے یونیورسٹی میں بھی اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔ اس سے جو مطلب تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ کچھ سوچ کر اس نے کال پک کر لی۔

"ہیلو" اس نے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور موبائل کا سپیکر آن کر دیا۔

"کیسے ہو حیدر۔۔ دودن سے کوئی بات ہی نہیں کر رہے۔ نہ ہی مجھ سے اس گروہ کے سردار سے ملاقات کا کوئی احوال تم نے پوچھا" وہ شکوہ کر رہی تھی۔

"بس کچھ مصروف تھا اسائنمنٹس میں۔۔ تم بتاؤ کیسی رہی ملاقات" اسکی
سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

"اف کیا بندہ ہے وہ۔۔۔۔ میں اسے دیکھ تو نہیں پائی کیونکہ پٹی باندھ کر اسکے
اڈے پر پہنچی اور پٹی باندھ کر ہی واپس آئی۔ اور جتنی دیر اس سے ملاقات رہی وہ
بھی اندھیرے میں تھی۔ وہ کہتا ہے وہ کسی کو اپنی شکل نہیں دکھاتا کیونکہ اسکو اپنا
آپ خوبصورت نہیں لگتا تو کسی دوسرے کو کیا لگے گا"

"ہاں کالے کرتوتوں والوں کی شکلیں دیکھنے لائق ہوتی بھی نہیں کیونکہ انکے
کرتوتوں کی سیاہی انکے چہرے سے ٹپک رہی ہوتی ہے" نمرہ کی بات پر دریاب
نے دل میں سوچا۔

"اچھا پھر" دریاب کو اس سب بکو اس سے اب کوئی دلچسپی نہیں تھی۔
"پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کیا میں خود سے تمہارے ساتھ کام کر سکتی
ہوں۔ تو اس نے کہا کہ اگلے مہینے سے وہ لڑکیوں کی کچھ نازیبا تصویریں بنوائے

گا۔۔۔ جو ہمارا نشہ استعمال کرتی ہیں اور پھر وہ تصویریں باہر بھجوائے گا۔۔۔ تو یہ کام وہ میرے ساتھ کرے گا۔ اور اسکا سارا معاوضہ مجھے ملے گا "وہ خوشی سے وہ بات بتا رہی تھی جسے سننے کے بعد دریاب کا دل کیا وہ اس عورت کا بھی منہ نوچ لے۔۔۔ جو پیسے کی خاطر کسی کی عزت کی نیلامی پر خوش ہو رہی ہے۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے، چلو اس کو کسی دن ڈسکس کرتے ہیں "کہتے ساتھ ہی دریاب نے بائے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"کس قدر گھٹیا عورت ہے "خاموشی کو سب سے پہلے فاطمہ کی آواز نے توڑا۔
"واقعی "ساشا نے بھی جھرجھری لی۔ دل میں شکر کیا کہ وہ انکے نرغے سے باہر آچکی ہے۔

"ساشا بہنا اب ہمیں آپ سے ایک کام ہے۔۔۔ میں نے اس بات کو ابھی تک ڈیلے اسی لیے کیا تھا کہ ابھی تک مجھے اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔
لیکن پرسوں رات ہم نے ہاسٹل میں ایک پرسنل ریڈ کرنا ہے اور اسکے لیے

ہمیں آپکی مدد کی ضرور ہے" وہ جو ٹیبل کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھی تھی پوری طرح دریاب کی جانب متوجہ ہوئی۔

"جی بھائی میں جس حد تک ہو سکا آپکی مدد کروں گی" وہ پوری توجہ سے دریاب کو سن رہی تھی۔

"ہمیں ہاسٹل کے گیٹ سے لے کر اسکے اندر تک کا نقشہ چاہیے خاص طور سے گرلز ہاسٹل کے وہ اسٹورز جدھر یہ لوگ نشہ آور چیزیں اور اسلحہ چھپاتے ہیں آپ پلیز اگر ایک پیپر پر ہمیں رف سا سکیچ بنادیں۔ آپکو تو اسکے ہر ایرے کا اندازہ ہو گا نا" دریاب نے کہتے ساتھ ہی وصی کو پیپر اور پن لانے کا کہا۔

"اگر میں آپ لوگوں کا کام اور آسان کر دوں تو؟" اس سے پہلے کہ وصی اٹھتا

فاتینا دریاب کو دیکھ کر بولی۔

"کیا مطلب۔۔ کیسے؟" اس نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"وہ ایسے کے میں نے ایک ڈیوائس بنائی ہے جس پر لوکیشن، اور ایڈریس فیڈ

کر دیں تو وہ اسے اس حد تک زوم کر دیتی ہے کہ آپ گھر کے اندر کا سارا نقشہ دیکھ سکتے ہیں۔۔ وہاں کتنے لوگ رہتے ہیں کیا کر رہے ہیں وہ یہ بھی ٹریس کر لیتی ہے ایک طرح کی وہاں کی لائیو ویڈیو آپ کو دے دیتی ہے "فاتینا کی بات پر ان سب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"انجئیز کیوں نہیں بن گئیں آپ؟" دریا ب نے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ چھپاتے کہا۔

کیا لڑکی تھی یہ۔۔۔ وہ تو اسے مجبور کر رہی تھی کہ اب دریا ب اسے اپنا آئیڈیل بنالے

"بس قسمت اور کچھ میری بیماری اماں۔۔۔ انکے خیال میں میں نے انجئیز بن کر دنیا میں ایسا طوفان لانا تھا کہ حکومتیں مجھے مروادیتیں۔۔۔ کہ اتنا جینٹس دماغ کہاں سے آگیا ہے۔۔۔ میری بھولی اماں۔۔۔ یہ نہیں جانتی تھیں کہ ویسے نہیں تو ایسے میں دنیا کو ضرور ہلا دوں گی" اس نے اپنی درد بھری داستان

سنائی۔

دنیا کا تو دریا ب کو نہیں پتہ تھا ہاں اس نے دریا ب کو ضرور ہلا کر رکھ دیا تھا۔
"دنیا تو اب بھی آپکے جلوؤں سے محفوظ نہیں" وصی کی زبان میں کھجلی ہوئی۔
"ہاں تو دنیا میں آکر بھی چپ چاپ چلے جاؤ تو وہ بھی بھلا کوئی زندگی ہے۔۔۔ کم
از کم آدمی دنیا تو بندہ ہلا کر جائے۔ دریا ب کی طرح" اسکی آرزو پر سب کے
چہروں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

"اوہ تو دریا ب کو آپ فولو کر رہی ہیں" حذیفہ کو اب سمجھ آئی تھی کہ طحہ نے
اسے کیوں دریا ب کا نام لینے سے روکا تھا۔

"ہاں نا۔۔۔ آپ ملے ہیں ان سے" پھر سے وہی اشتیاق
"کب تک وہ ڈیوائس ہم تک پہنچے گی" دریا ب نے بات کا سلسلہ پھر سے وہیں
سے جوڑا تا کہ اب پھر سے اس کا دریا ب نامہ نہ شروع ہو جائے۔
"ایک تو آپ نے ضرور بولنا ہوتا ہے نیچے، ن۔۔۔۔۔ سچ میں بہت ہی کوئی

جیلز انسان ہیں۔۔ مجھے جو بھی چھوڑنے جائے میں اس کے ہاتھ بھجوا دیتی ہوں۔۔ پور ٹمیل ہے۔۔ پھر بات میں اسکو آپریٹ کرنے کا طریقہ تو میں آپکو فون پر بھی بتا دوں گی "اسے لتاڑتے ہوئے بعد میں سنجیدگی سے بولی۔

"ٹھیک ہے" دریاب نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سبٹین کی حذیفہ کے موبائل پر کال آگئی۔

اس نے سلام دعا کے بعد جی جی کرتے ہوئے دوسری جانب سے جاری ہونے والے احکام سنے پھر فون بند کر کے ان سب کی جانب متوجہ ہوا۔

"سرنے کہا ہے کہ قاتینا کے ساتھ ساشا بھی اب انکی طرف جائیں گی اور ان دونوں کی شادی ہونے تک وہ وہیں رہیں گی" حذیفہ کی بات پر یکدم ساشا اور طحہ نے ایک دوسرے کی جانب ایک لمحے کے لیے دیکھا۔

"افسوس سر کو تمہاری شرافت پر اعتبار نہیں" وصی نے مصنوعی تاسف سے کہتے سر ہلا کر طحہ کو دیکھا۔

"بک بک نہیں کرو" طحہ نے اسے چپ کروانا چاہا۔

"یہ ظالم سماج" وہ کہاں رکنے والا تھا۔

"ہائے کتنا مزہ آئے گا ساشا" فاتینا بہت خوش ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد جب وہ دونوں واپسی کے لیے نکلیں وصی چھوڑنے کے لیے گیا اور واپسی پر فاتینا نے اسے ڈیوائس دے دی۔

اماں آپ نے اس قدر اندھیرا کیوں کیا ہوا ہے، آج باہر نہیں نکلنا کیا اتنا لمبا تو آپ کبھی بھی نہیں سوئیں۔۔ مغرب کی نماز بھی ہو چکی ہے "فاتینا بولتی ہوئی کمرے میں آئی۔

اگلے دن شام میں وہ یونیورسٹی سے آکر سو گئی شام میں اٹھی تو گھر میں خاموشی محسوس ہوئی۔ ساشا بھی کچن میں کچھ بنا رہی تھی۔ وہ آتے ساتھ ہی اماں سے

اور گھر سے اتنی جلدی مانوس ہوئی کہ انہیں لگا ہی نہیں کہ وہ کوئی اجنبی ہے۔
اماں کو تو وہ اور بھی پیاری اس وجہ سے لگی کہ اس میں لڑکیوں جیسی باتیں
تھیں۔ گھر اور گھر داری سنبھالنے والی جبکہ فاتینا ان سب بکھیرٹوں سے بے بہرہ
تھی۔ اماں کے کمرے میں جھانک کر دیکھا تو وہ بھی سو رہی تھیں۔ وہ حیران
ہوئی اماں یوں بے وقت سوتی نہیں تھیں۔

آگے بڑھ کر ان کا ماتھا ہولے سے چیک کیا ٹھیک تھا۔
"ہو سکتا ہے تھک گئی ہوں" دل میں سوچا اور خاموشی سے دروازہ بند کر کے
باہر نکل آئی۔

اساتمنٹ بنانے بیٹھ گئی ساتھ میں گانے لگا لیے

Carry brothers

کی آواز اور کام نے ہمیشہ کی طرح اسے دنیا جہاں سے بے خبر کر دیا۔
تھوڑی دیر بعد ساٹھا اسکے لیے مزے دار ساپاسٹا بنا کر لے آئی۔

"لڑکی تم جیو ہزاروں سال" فائینا کے پاس بیٹھتی وہ ہولے سے مسکرائی۔
"اماں نہیں اٹھیں؟" اسے پاسٹا ڈال کر دیتی وہ پوچھنے لگی
"نہیں یا شاید تھکی ہوئی ہیں۔ اچھا ہے تھوڑی دیر سونے دو۔۔۔۔ نہیں تو
تمہیں اتنی شد و مد سے کام کرتا دیکھ کر میرے لئے لینے بیٹھ جاتیں"
پھر کام کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ساشا سے باتیں کرنے لگی۔
مغرب کی اذان کی آواز آئی تو جلدی سے موبائل پر گانے بند کر کے چیزیں سیٹ
کراٹھی۔

نماز سے فارغ ہوئی تو دیکھا مریم ابھی تک باہر نہیں آئیں تھیں۔ کچھ تشویش
میں مبتلا ہوتی انکے کمرے کی جانب بڑھی۔
اتنا اونچی اونچی بولنے پر بھی جب اس نے دیکھا کہ مریم کے وجود میں کوئی ہلچل
نہیں ہوئی تو وہ حقیقتاً پریشان ہوئی۔ آگے بڑھ کر جو نہی انہیں ہلا کر سیدھا کیا وہ
بے سدھ پڑی تھیں۔

"اماں" پریشان ہو کر انہیں پکارا حواس قائم رکھے۔ جلدی سے نبض ٹٹولی تو وہ بہت مدہم چل رہی تھی۔

اتنی دیر میں ساشا بھی کمرے میں آگئی۔ پریشان سی فاتینا کو دیکھ کر وہ تشویش میں مبتلا ہوئی۔

"کیا ہوا ہے" اسے مریم کی نبض پکڑے دیکھ وہ تیزی سے آگے آئی۔
"اماں ٹھیک نہیں ہیں نبض بہت مدہم ہے ہاسپٹل جانا پڑے گا" کہتے ساتھ ہی وہ باہر اک جانب لپکی۔

تیزی سے باہر نکل کر کام کرنے والے باباجی کی بیوی کو کوارٹر سے بلا کر لے آئی۔

ملازم بھی پریشان ہو گئے۔

ساشا اور کام کرنے والی ملازمہ کے ساتھ مل کر مریم کو گاڑی میں ڈالا ساشا
ساتھ بیٹھی اس نے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور تیزی سے گاڑی نکال کر
سڑک پر ڈالی۔

"طحہ اور حذیفہ بھائی کے ہاسپٹل لے چلو" ساشا کے کہنے پر اس نے اثبات میں
سر ہلایا۔

ساشا نے اتنی دیر میں طحہ کو کال کر کے اپنے آنے کا بتایا۔
وہ دونوں ہاسپٹل سے نکل ہی رہے تھے کہ پھر رک کر ان کا انتظار کرنے لگے۔
ساتھ ہی ایمر جنسی کو ریڈی کر دیا۔

ہاسپٹل پہنچتے ساتھ ہی سامنے اسٹریچر تیار کروائے حذیفہ اور طحہ کھڑے تھے۔
مریم کو جلدی سے نکال کر اسٹریچر پر ڈالا اور سیدھا ایمر جنسی میں لے گئے۔
ساشا اور وہ باہر ہی کھڑی تھیں۔

ساشا نے اتنی ہمت والی لڑکی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اسکے چہرے پر سوائے

تفکر کی چند پرچھائیوں کے اور کوئی آنسو کچھ نہ تھا۔

اس نے تیزی سے کسی کو موبائل پر کال ملائی۔

"مجھے اور اماں کو اس وقت آپکی ضرورت ہے جہاں بھی ہیں وہاں سے ہاسپٹل آجائیں۔ نہیں تو بعد میں کسی پچھتاوے کا مجھ سے ذکر تک نہ کرنا" ہاسپٹل کا نام بتاتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

"کیا پرالیم ہوئی ہے" جیسے ہی تھوڑی دیر بعد حذیفہ باہر آیا اس نے تیزی سے آگے جاتے پوچھا۔

وہ لب بھینچ گیا۔

"جو بھی کنڈیشن ہے مجھے صاف صاف بتادیں۔۔۔ میں پریشان نہیں ہوں گی۔ بہت سے جنازے اٹھا چکی ہوں" جس بے خوفی سے وہ کہہ رہی تھی۔ ساشا تو ساشا حذیفہ تک دنگ رہ گیا۔

"ان فیکٹ آنٹی کو انجانا کا اٹیک ہوا ہے۔ ابھی بھی صحیح وقت پر لے آئے ہیں

اور وائز یہ سیویر ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا تھا۔ خیر ٹریڈمنٹ دی جا رہی ہے۔ کوئی خاص ٹینشن تو نہیں چل رہی گھر میں؟" حذیفہ کے استفسار پر اس نے غائب دماغی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے" کہتے ساتھ ہی وہ خاموش ہو گئی۔ حذیفہ مڑ کر واپس ایمر جنسی کی جانب چلا گیا۔

دو گھنٹے بعد کچھ حالت سنبھلی اور ہارٹ بیٹ بھی نارمل ہوئی۔
طحہ باہر آ کر ابھی انکی کنڈیشن کا ہی بتا رہا تھا کہ سامنے سے سببٹین اور دریاب آتے نظر آئے۔

"کیسی ہو" انہوں نے آتے ساتھ ہی فائینا کو اپنے بازوؤں میں لے کر پیار کیا۔
"بھابھی کیسی ہیں۔۔" ساشا کو بھی اسی انداز میں پیار دے کر انہوں نے طحہ سے پوچھا۔

وہ پھر سے سب کچھ بتانے لگ گیا۔

دریاب خاموشی سے سن رہا تھا ساتھ ایک نظر اس چٹانوں سی ہمت رکھنے والی کو بھی دیکھا۔ جواب قدرے پرسکون کھڑی تھی۔

کوئی عام لڑکی ہوتی تو رو کر نجانے کیا حال کر لیتی مگر وہ فاتینا تھی خطروں اور مصیبتوں کو اس نے آنکھ کھولتے ہی اپنے ارد گرد دیکھا تھا۔ وہ تو پلی بڑھی ہی انکے ساتھ تھی۔

کچھ دیر بعد جیسے ہی مریم کو روم میں شفٹ کیا وہ لوگ انہیں دیکھنے کے لیے باری باری اندر گئے۔

سب طین کو کمرے میں بلا کر انہوں نے کافی دیر بات چیت کی۔
باقی سب باہر ہی کھڑے تھے۔

"طحہ آپ ساشا کو گھر لے جائیں یہ بیچاری کب سے میرے ساتھ خوار ہو رہی ہے تھوڑا سا اس کا ریسٹ بھی ہو جائے گا۔" فاتینا کے لہجے میں اس کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

"ایسے ہی تمہیں اتنی پریشانی میں چھوڑ کر چلی جاؤں" ساشا نے بڑھ کر اس کے گرد اپنے بازو حائل کیے۔ اتنی دیر میں سبطين باہر آئے اور دریاب کو اپنے ساتھ ایک جانب لے گئے۔

فاتینا کی کھوجتی نظریں ان دونوں کی جانب اٹھیں۔

پھر سر جھٹک کر وہ اور ساشا اندر مریم کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

"کیوں تنگ کر رہی ہیں مجھے یہاں ایسے لیٹ کر" وہ اماں کے پاس بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

وہ ہولے سے مسکرا دیں۔ اس نے ان کا ہاتھ تھام کر بوسہ دیا۔ کتنی نحیف لگ رہیں تھیں یکدم۔

اس سے پہلے کے وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتی سبطين کمرے میں آئے۔

"فاتی ادھر آؤ" وہ اسے پیار سے ہمیشہ فاتی ہی کہتے تھے اس نے مزنی کو ایک بار بتا دیا تھا کہ میرے چچا مجھے فاتی کہتے ہیں تب سے وہ بھی اسے ایسے ہی بلاتی تھی۔

"جی" اس نے انکے ساتھ کمرے میں ایک جانب رکھے صوفے پر بیٹھتے
تابع داری سے کہا۔

"دیکھو بھابھی کی حالت شکر ہے کہ تھوڑا سنبھل گئی ہے۔ مگر حقیقت پسند بنو تو
یہ جان لو کہ خدا خواستہ ذرا سا جھٹکایا تھوڑی سے ٹینشن کیا قیامت برپا کر سکتا
ہے" انہوں نے تمہید باندھی جانتے تھے آسانی سے قابو آنے والی نہیں۔
"جی" اس نے پھر مختصر جواب دیا۔

"اس وقت انکی ایک خواہش ہے جو اس وقت صرف تم پوری کر سکتی ہو۔۔۔ اگر
تم کرنا چاہو تو۔۔۔ تم جانتی ہو کہ بھائی اور ذکا کے بعد تم دونوں ہی میری کل
کائنات ہو۔۔۔ میں بھابھی اور تمہیں کسی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتا میں نے
اپنی ساری زندگی اس ملک کے بعد اگر کسی کے لیے صرف کی ہے تو وہ تم دونوں
ہو۔ لہذا اس وقت ہم دونوں تم سے کچھ ریکومینڈ کریں۔۔۔ کسی مان سے اپنی
خواہش پوری کرنے کا کہیں تو کیا تم مان لو گی" ساشا بھی خاموشی سے کمرے

میں رکھے اٹینڈنٹ بیڈ پر بیٹھی فائنیا کو دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ کس قدر خوش قسمت ہے جسے اتنے پیار کرنے والی ماں اور چچا ملے۔

"چاچو۔۔ آپ میرے بھائی بھی ہیں، باپ بھی چچا بھی اور سب سے بڑھ کر دوست میں آج جو کچھ ہوں۔۔ وہ صرف آپ کی سپورٹ کی وجہ سے اماں کی دعاؤں کی وجہ سے آپ جو کہیں گے وہ کرنے کو تیار ہوں۔۔ ہمیشہ آپ نے دیا ہی دیا ہے مانگا تو کبھی بھی نہیں۔۔۔ میں کبھی بھی آپ دونوں کو اپنی وجہ سے کوئی دکھ نہیں دینا چاہوں گی۔

اماں اور آپ کی جو بھی خواہش ہے وہ سر آنکھوں پر حکم کریں بس "اس نے زندگی میں کبھی ایسا اظہار نہیں کیا تھا جیسے وہ اس وقت کر رہی تھی۔
وہ بہت کم اپنے اندر ہونے والی حالت کو پریشانی کو ظاہر کرتی تھی۔

شاید آج وہ خود بھی مریم کی حالت پر بے حد پریشان تھی جس وجہ سے اپنے جذبات کا اظہار کر گئی تھی۔

"شکریہ بیٹے۔۔۔ ابھی کچھ دیر بعد میں جس شخص سے کہوں گا کیا تم اس سے نکاح کے لیے تیار ہو گی؟" انکے سوال پر وہ جو بے حد مضبوط اعصاب کی مالک تھی چند لمحوں کے لیے گنگ رہ گئی۔

"جی۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا" وہ لہجہ مضبوط رکھتے ہوئے بولی۔

انہوں نے بڑھ کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

اس سے زیادہ ساشا شاکڈ رہ گئی۔ جبکہ فاطمہ پھر سے اپنے جذبات کو چھپانے میں کامیاب ہو گئی۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ کمرے میں سبطین، وصی، حذیفہ، طحہ، دریاب اور ساتھ میں ایک مولوی اور ایک ادھیرٹ عمر شخص داخل ہوئے۔

سبطین نے ساشا کو فاطمہ کے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا جو ابھی تک حیران پریشان تھی۔ پھر انہوں نے آگے بڑھ کر طحہ سے مریم کے بیڈ کو اوپر کرنے کو کہا تاکہ وہ باسانی نکاح کی کاروائی دیکھ سکیں۔ مریم کو بولنے سے فی الحال منع کیا گیا تھا لہذا وہ

بس آنکھوں میں آنسو لیے خاموشی سے یہ سب دیکھ رہی تھیں۔

ساشانے آگے بڑھ کر فاتینا کے سر پر اسکا اسکارف دیا۔ مولوی کر سی سنبھال کر سامنے بیٹھ گیا۔

"فاتینا سبب دختر سبط شاہ کیا آپکو دریاب حیدر ولد حیدر ملک ایک لاکھ حق مہر کے عوض قبول ہے" مولوی نے جو نہیں نکاح شروع کیا اور جو الفاظ اس نے بولے وہ فاتینا کے دماغ سنسنا گیا۔

شاید یہ زندگی میں ملنے والا پہلا جھٹکا تھا جسے اس نے پوری شدت سے نہ صرف محسوس کیا تھا بلکہ یہ اسے کشمکش میں بھی مبتلا کر گیا۔ اور وہ فاتینا ہی کیا جو نکاح جیسا کام بھی سکون سے کر جاتی اور وہ بھی دریاب کے ساتھ جواب تک اسکی نظروں میں رہتے ہوئے بھی اوجھل تھا۔

"چاچو یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" فاتینا کو آج تک کون چپ کروا سکا تھا۔ اس نے الجھ کر سبب طین سے پوچھا۔ اور نظر سیدھی سامنے کھڑے دریاب پر گئی۔ جو سر

جھکائے جیسے وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ فاتینا کی آواز پر جھکی گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بیٹا اصل میں یہ حیدر ہی دریاب ہے۔۔ اس کا پورا نام حیدر دریاب ہے" سبطین نے تھل سے ایسے کہا جیسے وہ آسانی سے سمجھ کر چپ کر جائے گی۔ انکی بات پر پہلے پو حیرت صد حیرت اسکی نظروں سے عیاں ہوئی جس نے آہستہ سے غصے اور شدید ترین غصے کی شکل دھار لی۔

اتنا بڑا دھوکا

اس نے باری باری سب کی جانب دیکھا سب نے نظریں چرائیں۔

اور آخر میں نظر دریاب پر گئی۔ جو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

عجیب بیوی ملنے والی تھی جو نکاح والے دن شوہر کو محبت سے دیکھنے کی بجائے غصیلی نظروں سے بھسم کرنے کو تیار تھی۔

"مولوی صاحب دھوکا دہی کے نکاح کو کیا نکاح کہتے ہیں" آخر کب تک وہ چپ

رہتی۔

اسکی بات پر ہمیشہ کی طرح سب ہکا بکارہ گئے جو بڑے مزے سے مولوی کو گڑ بڑاتے دیکھ رہی تھی۔

اب کی بار مولوی نے کچھ مشکوک نظروں سے سب کو دیکھا۔

"فاتی یہ بات بعد میں بھی ہو سکتی ہے" وہ قریب آکر فاتینا کے پاس بیٹھ کر ایک بازو اسکے کندھوں پر جمائل کرتے ہوئے بولے۔

"نہیں بعد میں کیوں ابھی کیوں نہیں۔۔۔" اس نے غصے سے ان کا ہاتھ جھٹکا۔

"مولوی صاحب آپ نکاح شروع کریں" انہوں نے فاتینا کی حرکت کو نظر انداز کر کے مولوی سے کہا۔

فاتینا نے پھر سے دریاب کو گھورا۔

مولوی نے پھر سے وہی کلمات دہرائے۔

فاتینا نے دریاب حیدر کا نام سنتے ہی آنکھیں لمحہ بھر کو بند کر کے کھولتے پھر سے

اپنا غصہ کٹر کر لیا۔

"قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے۔۔ اب اس شخص کا نام مت لیجئے گا اور دکھائیں کہاں سائن کرنے ہیں" اس نے مولوی کو بھی رگڑا دے دیا۔ جلدی سے بولتی آستینیں ایسے اونچی کیں جیسے سامنے مولوی نہیں دریا بے بیٹھا ہو جس کا گلہ دبا دے گی۔ سب کے ہونٹوں پر دبی دبی مسکراہٹ بکھری۔ مولوی نے ایسے زالی دلہن پہلی مرتبہ دیکھی تھی۔

کچھ خوفزدہ ہوتے اس نے جلدی سے نکاح نامہ اسکے سامنے کرتے پین پکڑا دیا۔ تیزی سے ایک کے بعد دوسرے اور پھر چاروں صفحات پر سائن کر کے وہ پین اور نکاح نامہ اسکی گود میں پٹخ کر پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔

سیدھے ہاتھ کی مٹھی بنا کر ہونٹوں پر رکھتے وہ چہرہ موڑ کر بیٹھ گئی۔

دریا بے نے آرام سے ایجاب و قبول کے بعد سائن کیے۔

سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے مگر وہ یونہی بیٹھی رہی۔

دعا ہوتے ساتھ ہی سب دریاب سے گلے مل کر مبارک دینے لگے۔

ساشا نے زبردستی اسے اٹھا کر مریم کے پاس بھیجا۔

وہ جا کر انکے گلے لگی تو کتنے ہی آنسو مریم کی آنکھوں سے بہہ گئے۔

مولوی کے باہر نکلتے ہی دریاب، سبطین اور ادھیڑ عمر آدمی جو کہ دریاب کے والد تھے وہ بھی باہر نکل گئے مگر جانے سے پہلے وہ فاتینا کو اپنا تعارف کروا کر اور اسکے سر پر پیار کرنے کے ساتھ ہی بہت سے روپے اسکے ہاتھ میں پکڑا کر چلے گئے۔

"مبارک ہو بھابھی" وصی کب سے اسے چھیڑنے کے لیے بے چین تھا۔

"آپ میں سے کسی نے مجھ سے بات بھی کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا اور تم

بھی" اس نے انگلی اٹھا کر ان سب کو وارننگ دیتے پھر سے صوفہ سنبھالا۔

"میں نے کیا کیا ہے" ساشا منمنائی۔

"یہ سب آپکے شوہر نامدار۔"

"پلیز وصی" اس نے سختی درشتگی سے کہتے اسکی بات کاٹی۔

"اور آپ آپ دونوں کو میں کسی قدر معقول انسان سمجھتی تھی آپ دونوں بھی اس گیم میں شامل تھے" اس نے طحہ اور حذیفہ کو گھورا۔ اسے رہ رہ کر اپنی دریاب کے لیے جذباتیت یاد آرہی تھی۔ اور اسی کے سامنے وہ اس سے عشق کا اظہار تک کر گئی۔

"اف" زندگی میں وہ اتنا شرمندہ کبھی نہیں ہوئی تھی جتنا اب ہوئی تھی۔
"سوری سسٹر۔ دریاب نے یہ گیم ڈالی تھی" وہ دونوں اکٹھے بولے۔
"میرے سامنے وہ بندہ اب کبھی نہ آئے" اس نے غصے سے سب کو جیسے وارننگ دی۔

"اسے کہیں گے ٹوپی برقع پہن کر آئے" وصی کی بات پر اس نے اسے مارنے کے لیے ارد گرد کوئی چیز ڈھونڈنی چاہی۔

"کیا ہے یار اب ٹھیک بھی ہو جاؤنا" کب سے خاموش بیٹھی ساشا نے اسے پیار

سے کہا۔

"میں نے تو ڈر کے مارے تمہیں مبارکباد بھی نہیں دی"

"نہ ہی دو تو اچھا ہے۔۔۔"

مریم کب سے بیٹی کے جلوے دیکھ رہی تھیں ساشا کو اسے ان کے پاس لانے کا کہا۔

"آنٹی تمہیں بلارہی ہیں" ساشا نے اسکی توجہ انکی جانب مبذول کروائی۔

"صرف آپکی وجہ سے انکار یا نکاح نامہ نہیں پھاڑا اور نہ دل تو کر رہا تھا آپکے داماد

کی گردن اڑا دوں" اسکی باتوں پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ درآئی۔

"نوازش تیری جھلی کہیں کی" انہوں نے ہولے سے مسکراتے اسے اپنی نحیف

آغوش میں بھرا۔

سب کو سبطین نے گھر جانے کا کہا۔ ساشا بھی انہی کے ساتھ انکے گھر چلی گئی۔
صرف سبطین اور فاتینا تھے۔ سبطین ان سب کو سی آف کر کے مریم کے
کمرے میں آئے جہاں فاتینا بھی موجود تھی۔

کمرے میں آتے ہی نظر ابھی بھی منہ پھلائے صوفے پر بیٹھی فاتینا پر پڑی۔
مریم سو رہی تھیں۔ وہ تو نکاح کے بعد ایسے پر سکون ہوئیں تھیں جیسے اب کوئی
ٹینشن باقی نہ رہی ہو۔ بس اسی کی شادی کا روگ لگائے بیٹھیں تھیں۔
سبطین کے دروازہ بند کر کے اندر آ کر فاتینا کے ساتھ بیٹھنے تک بھی اسکی
پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کو وہ دیکھ رہی تھی۔ اسی طرح بیٹھی رہی۔
"فاتی کیا میرا فیصلہ تمہیں اتنا برا لگا ہے۔۔ تمہیں دریا ب پسند تھا نا تو میں"
"آپ نے مجھ سے سچ کیوں چھپایا۔ مجھے آپکے فیصلے پر اعتراض نہیں سچ چھپانے پر
اعتراض ہے۔ اور میری پسند کو غلط رنگ دے رہے ہیں۔ وہ بندہ مجھے اپنے

جنون، کام اور اس ملک سے اس قدر محبت کی وجہ سے پسند تھا۔ یہ پسند عام لڑکیوں والی پسند نہیں تھی۔۔۔ مگر جو بات سب سے زیادہ غلط ہوئی وہ اسکی اصلیت چھپانا تھا۔۔۔ میں اس کے لئے آپ سے بہت زیادہ خفا ہوں "انکی بات کاٹ کر وہ جھنجھلا کر بولی۔

اب انہیں کیا بتاتی دریاب کے سامنے وہ اسی کے بارے میں کس قسم کی باتیں کر چکی ہے۔ وہ تو ساری زندگی اس کا مذاق اڑائے گا اور اول تو وہ اس کا سامنا کیسے کرے گی۔ دماغ اس بندے کا پہلے ہی عرش مولیٰ پر ہے اب تو مزید پہنچ جائے گا۔ کہ اس کی بیوی اسکے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی ہوئی ہے۔

"بیٹا وہ اپنی اصلیت کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ یہاں تو پھر اس نے حیدر استعمال کر لیا تھا۔۔۔ مگر وہ کیس اور اپنا اصل نام ظاہر ہی نہیں کرتا نجانے کتنے ہی آئی ڈی کارڈ اس نے بنوائے ہوئے ہیں مختلف ناموں کے۔ لہذا جب اسے پتہ چلا کہ تم میری بھتیجی ہو تب بھی اس نے سختی سے منع کر دیا تھا کہ میں تمہیں اسکی

اصلیت نہ بتاؤں۔ بس یہی وجہ ہے۔۔۔ اس کے علاوہ کیاریزن ہے اب تو تمہارے پاس حق ہے کہ تم اس سے پوچھ سکو "سبطلین نے ہولے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں" غصہ تھا کہ کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔
"اب جب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ یہ حیدر نہیں دریاب حیدر ہیں تو کیا مزید انفارمیشن انکے بارے میں مجھے مل سکتی ہیں یا اب بھی وہ منع کر کے گئے ہیں"
وہ اسکی فیملی کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔

"وہ اپنے پیرنٹس کا کلوتا بیٹا ہے۔ اسکی مدر کی بہت عرصہ پہلے ڈیٹھ ہو گئی تھی دو بہنیں ہیں دونوں میریڈ ہیں۔ فادر اسکے کمشنر ہیں اور میرے بہت اچھے دوست بھی۔ ایک دو مرتبہ انہوں نے گھر میں آتے جاتے تمہیں دیکھا تھا اور تب سے وہ تمہیں دریاب کے لئے مانگنا چاہتے تھے۔ مگر دریاب شادی پر آمادہ نہیں تھا" انہوں نے دریاب کے بارے میں تفصیل بتائی۔

"اور اب اماں کی وجہ سے مجبوری میں آپ نے انکے سامنے مجھ سے شادی کی درخواست کی؟" اس نے تلخی سے سوچتے سوال کیا۔ "وہ اتنی گئی گزری تھی کہ ایک بندہ جو شادی نہ کرنا چاہے چند لمحوں میں ایک ناپسندیدہ ہستی کے لئے مان جائے۔" دل میں منفی سوچوں نے سراٹھایا۔

"فاتی کتنی مرتبہ تمہیں سچایا ہے کہ ایک دم سے مفروضے نہیں بنالیتے۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ کل رات ہی دریاب کی کال آئی تھی۔ اور اس نے کہا تھا، "سر! کیا میں آپ کی جنگجو بھتیجی کو عمر بھر کے لئے اپنی ٹیم میں شامل کر سکتا ہوں۔۔۔ میرے جنون کو کوئی عام لڑکی سنبھال نہیں سکتی۔ ہاں ایک اور جنونی مل جائے گی تو میری زندگی آسان ہو جائے گی۔ جو میرے امبیشنز میں میرا ساتھ دے نہ کہ کسی مشن پر جانے سے پہلے مجھے کمزور بنائے بلکہ میرے ساتھ کھڑے ہو کر نعرے لگاتے یہ کہے کہ ہماری جان اس ملک پر قربان" میں نے کل تو اس سے سوچنے کا ٹائم لیا تھا کیونکہ تمہیں اسکی حقیقت بتا کر تمہاری خواہش

جانی تھی۔ لیکن وقت نے موقع نہیں دیا۔

جس وقت تمہارا فون آیا میں نے ساتھ ہی دریاب کو کال کر کے کہا، "ڈسیرتیار ہو جاؤ تمہاری خواہش پوری ہونے والی ہے ہاں میں اس طرح سے نہیں پوری کر سکا جس طرح تم نے چاہا تھا بہر حال کچھ خواہشوں کے پورا ہوتے وقت یہ نہیں سوچتے کہ یہ کس انداز میں مل رہی ہیں کیونکہ کچھ خواہشوں کو اسی طرح ملنا ہوتا ہے" اور پھر میرے آنے سے پہلے وہ ہاسپٹل کے باہر موجود تھا۔ اپنے فادر حیدر رضا کو بھی لے آیا تھا۔ اب بتاؤ کوئی اور گرہ ایسی ہے جسے کھولنا ہے تو میں وہ بھی کھول دیتا ہوں۔"

انہوں نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر محبت سے اسے ساری بات بتائی۔ وہ انہیں بہت عزیز تھی اور دریاب اس سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ آج انکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا کہ ان کے عزیز ترین بچوں کی قسمیں ایک دوسرے سے مل چکی تھیں۔

اور فائینا وہ تو حیرت اور صدمے سے بے حال ہوئی جارہی تھی۔ کب اس شخص نے ایسا کوئی موقع دیا تھا کہ وہ ایسا کچھ اس سے توقع کر سکے۔ دریاب نے خود اسکی خواہش کی۔۔ فائینا کے لیے یہ بات ماننا بے حد مشکل ہو رہا تھا۔ اس نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"لمبی ہے جدائی کی رات مگر رات ہی تو ہے، گزر جائے گی بھائی" وصی بیڈ پر لیٹا ہوا تھا جبکہ دریاب تیزی سے فائینا کی ڈیوائس سے ہاسٹل کا سارا نقشہ ریکارڈ کر کے ایک پیپر پر ساتھ ساتھ سکیچ بنا رہا تھا۔
وصی کی بات پر تیکھی نظر اس پر ڈالی۔
"اس کو اس کا مطلب؟" لہجہ بھی تیکھا تھا۔

"کچھ نہیں میرے یار تمہاری جانب تو یہ معاملہ ہو ہی نہیں سکتا۔۔ تم تو ٹھہرے سدا کے بورا انسان تمہیں کیا پتہ لطیف جذبات کا۔۔ ہائے ہائے میری بھابھی

کی قسمت کس پتھر سے پھوٹ گئی۔"

موبائل ہاتھ میں لیے گیم کھیلنے وصی کی دہائیاں عروج پر تھیں۔

"تم شاید کچھ دن پہلے کا میرا وہ سلوک بھول گئے ہو جو فاطمہ کو میرا نمبر دینے پر
میں نے تمہارا کیا تھا۔ آج پھر رات ٹیرس پر گزارنی ہے تو آج بیٹا تیری دہائیاں
اور ٹھنڈی آہیں نکلاؤں" اس کی بات پر وصی کو لگا وہ اسکے زخموں پر نمک
چھڑک رہا ہے۔

وہ کیسے بھول سکتا تھا جب اس نے دریاب کا نمبر فاطمہ کو دیا اور اسکی کال آنے کے
بعد دریاب نے اسے اوپر والے انکے سیکرٹ روم میں بلایا۔
"کیا بات ہے" وصی اس بات سے بے خبر تھا کہ فاطمہ نے دریاب کو کال کی
ہے۔

"یار میں نے ڈیوائس پر ایک نمبر ٹریس کیا ہے ذرا چیک کر کے اسکی ساری
لوکیشن تو پتہ کرو" دریاب کرسی پر بیٹھا ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ کو موڑ کر

اسکا پاؤں رکھ کر جھلاتا ہوا بولا۔ سیدھے ہاتھ سے کسی فائل پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔

ڈیوائس کی جانب اشارہ کرتے سر جھکائے ہاتھ تیزی سے چلاتے بولا۔
"اوکے" وصی آرام سے آکر دوسری کرسی پر بیٹھا جو ڈیوائس کے سامنے تھے۔

اسے لیپ ٹاپ سے ایک تار کی مدد سے ایچ کر کے جیسے ہی نمبر اوپن کیا تو وہ کافی جانا پہچانا لیا۔

آخری ہندسے کو دیکھ کر یکدم اسکے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔
تیزی سے اپنا موبائل نکال کر فائینا کا نمبر ڈھونڈا تو ڈیوائس پر آنے والا نمبر وہی تھا۔

اس نے تیزی سے تھوگ نکلی۔

"کیا ہوا نمبر سمجھ نہیں آ رہا کیا" دریا ب نے اپنی ہلکی سی بڑھی ہوئی داڑھی پر ہاتھ

پھیرتے تیکھی نظریں وصی پر جمی تھیں۔

"وہ یار ایسا ہے کہ مجھے لگتا ہے میری یادداشت نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے" وصی کی بات پر وہ تیزی سے اٹھتا ہوا اسکی جانب بڑھا اور اسکی گردن پیچھے سے دبوچی۔
"میرا نمبر تو نے کیوں دیا ہے" اسکی ہاتھ کی گرفت بڑھ رہی تھی۔

"گردن تو چھوڑ۔۔۔ یار یہ زیادتی تھی کہ ایسی لڑکی جو تیرے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی ہوئی ہے میں اس سے اس قدر تیری اصلیت چھپاتا۔۔۔ یہ میری نرم طبیعت کے خلاف تھا۔" اپنی گردن چھڑواتا وہ مسلسل صفائیاں دے رہا تھا۔
"بیٹا تیری نرم طبیعت کو میں تھوڑا اور نرم کرتا ہوں۔۔۔ تو نے دوست ہو کر غداری کی ہے چل باہر اب" کہتے ساتھ ہی کمرے کے ساتھ بنے ٹیرس کی جانب اسے لے جا کر تیزی سے دھکادے کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

"دروازہ کھول یار ٹھنڈ ہے باہر" وصی چلایا۔

"بیٹا شکر کرا بھی صرف ٹیرس پر نکالا ہے گھر سے باہر نہیں نکالا۔۔۔ آج رات

یہیں پر مجھروں کے ساتھ ٹھنڈ میں گزار "کہتے ساتھ ہی دریاب کمرے کی
لائٹس آف کر کے دروازہ بند کرتا دریاب نیچے چلا گیا۔
اور وہ ساری رات وصی کو اس ٹیرس پر گزارنی پڑی۔
جس کے ساتھ نہ کوئی پلر تھا نہ پائپ کے جس کے ذریعے وہ نیچھے والے پورشن
میں ہی جاسکتا۔

"اگر وہ نہیں بھولا تو اس وقت چپ کر کے سو جا" وصی کو یاد دلاتے بولا۔
"ریڈ کا کیا کرنا ہے" وصی نے اب کی بار سنجیدگی اختیار کی۔
"اب کل نہیں دو دن بعد کریں گے۔ اماں کی طبیعت کچھ سنبھل جائے اور سر
سے میں نے ابھی ڈسکس نہیں کیا کل کر لوں گا تو آسانی ہو جائے گی" دریاب
نے اگلا لائحہ عمل طے کیا۔ وہ ریڈ جو انہیں کل کرنا تھا اب مریم کی حالت کے
باعث دو دن کے لئیے ملتوی کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد کام بند کر کے دریاب اٹھا اور تیزی سے جو گزرا اور جیکٹ پہن کر

اپنا موبائل پاکٹ میں رکھتا کہیں جانے کے لیئے تیار کھڑا تھا۔
"نئے نئے قیدی کی ملاقات کا ٹائم ہو گیا ہے" وصی اسے چھپرے بنا نہیں رہ
سکا۔

"کب وہ لمحہ آئے گا جب تمہاری بکواس ہمیں سننے کو نہ ملے۔" دریاب بے تاثر
لہجے اور چہرے کے ساتھ والٹ چیک کر رہا تھا۔

"ڈیٹ پے جارہا ہے" وصی پھر شرارتی لہجے میں بولا۔
"اس آتش فشاں کے ساتھ۔۔۔ ابھی میرا دماغ اتنا خراب نہیں ہوا" دریاب
اپنی مسکراہٹ چھپا کر بولا۔

"ویسے تمہیں عشقیہ جاسوس ہونا چاہیئے۔۔۔ اس میں تم خوب ترقی کر سکتے
تھے" دریاب نے اس کے کندھے پر دھپ لگاتے ہوئے کہا۔

"بیٹا لاکھ دامن بچاؤ صاف سمجھ آرہی ہے کہاں جارہے ہو" وصی بھی ہار نہیں
مانا۔

"ویسے تم اگر کبھی اسکے ساتھ ڈیٹ پر جا بھی نہیں سکتے۔ کوئی بھروسہ نہیں
کوئی بات اسے ناگوار گزری اور ایک کک سے تمہاری سیوا ہو گئی" وصی نے پھر
اسی بات کا حوالہ دیا جس سے دریاب انتہائی چڑھتا تھا۔
"بیٹا تم اپنی خیر مناؤ اب کہیں ایک کک تم مجھ سے نہ کھا لینا" دریاب نے اسکے
ہاتھ سے موبائل چھین کر اسکی گیم بند کرتے ہوئے کہا۔
"خود تو دفع ہو رہا ہے میری گیم کیوں بند کی ہے" وصی چلایا۔
وہ کچھ بھی کہے بنا ایک شرارتی مسکراہٹ اس پر اچھالتا کمرے سے باہر چلا گیا۔
اس کا رخ واقعی ہاسپٹل کی جانب تھا۔
سبطین کا بیج آیا تھا اور انہوں نے اسے آنے کو کہا تھا۔

جو نہی وہ ناک کر کے کمرے میں داخل ہوا نظر سامنے بیٹھے سبطین پر پڑی۔ جو
شاید گھڑی دیکھتے اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ کمرے میں ایک جانب جاء نماز

بچھائے فاتینا نوافل پڑھنے میں مصروف تھی۔

"آؤ دریاب"

انہوں نے اسے اندر آتے دیکھ کر کہا۔

"یار مجھے ایمر جنسی میں جانا ہے۔ ایک کام ادھورا چھوڑ کر آیا ہوا ہوں تم تو جانتے ہو نا" وہ جانتا تھا کہ آجکل وہ سرحد پر گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے ملک دشمن عناصر کے ایک گروہ کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ جن میں سے کچھ کو تو پکڑ لیا تھا اور کچھ کو پکڑنا بھی باقی تھا۔

مریم کی طبیعت خراب نہ ہوتی تو انہوں نے ہفتے بعد مشن پورا کر کے آنا تھا۔ "جی سر کوئی ایشو نہیں آپ ریلیکس ہو کر جائیں میں یہاں سب سنبھال لوں گا مگر آپ سے کچھ ڈسکس کرنا تھا اگر آپ کے پاس ٹائم ہو تو" اس نے انکے ساتھ صوفے پر بیٹھتے اجازت مانگی۔

"ہاں ہاں ضرور" اجازت ملتے ساتھ ہی اس نے دو دن بعد کیے جانے والے ریڈ

کی تفصیلات بتائیں۔

"گریٹ یار ضروریہ سب کرو اور ہاں اس سب میں کچھ پولیس آفیسرز بھی انوالو ہیں انکی ڈیٹیل میں کل تمہیں پہنچاؤں گا۔ انہیں بھی انڈر گراؤنڈ کروانا ضروری ہے۔ کیونکہ تمہاری اس حرکت کے بعد وہ محتاط ہو کر ہو سکتا ہے اس علاقے سے بھاگنے کی کوشش کرے۔ اور وہ پولیس آفیسرز اسکی پوری مدد کریں گے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ ایسے اداروں کے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں کہ پھر بھاگنے میں انہیں آسانی ہوتی ہے۔ نہ اداروں پر کوئی شک کرتا ہے اور نہ یہ لوگ پکڑے جاتے ہیں۔ مگر یہ یہ بات نہیں جانتے کہ ہم جیسے انہی کو سیدھا کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ بہر حال بیسٹ آف لک۔۔۔ اب مجھے اجازت دو" کہتے ساتھ ہی وہ کھڑے ہوئے دریاب بھی کھڑا ہو کر ان سے بغلگیر ہوا۔

"ابھی یہ بہت بھری بیٹھی ہے تمہیں پہلے ہی باخبر کر رہا ہوں تاکہ اس سے

نیٹنے کی تدبیریں تم سوچ لو۔ "شرارت سے کہتے وہ اس سے الگ ہوئے۔
"ڈونٹ وری سر آرم ایکسپرٹ ان ہینڈلنگ سٹورمز" اسکی بات پر انہوں نے
قہقہہ لگایا۔

"بٹ شی از آتھنڈر سٹورم۔۔ بی کیر فل مائی چائلڈ" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔
"کوئی اور بھی میری تعریف رہ گئی ہے تو وہ بھی کر دیں۔ حسرت نہ رہ جائے کوئی
"وہ جو نوافل ختم کر کے تسبیح پڑھتی بھی اپنی تیز سماعت کے باعث انکی
سرگوشیاں سن رہی تھی جائی نماز تہہ کرتی چیخ کر بولی۔

"بھئی اب یہ معاملات تم دونوں خود ہل کرو" سبطین نے دونوں ہاتھ اٹھاتے
دروازے کی جانب جاتے کہا۔

"ہاں آپ تو بی جمالو کارول پلے کر کے جارہے ہیں۔ واپس آئیں ذرا یہ جو
محبتیں آپ دوسروں پر لٹا رہے ہیں مناسب کا حساب مجھے دینا ہوگا" وہ سینے پر
ہاتھ باندھتے انہیں گھورتے ہوئے بولی۔

دریاب نے ایک نظر اس پر ڈالی جو نجانے کب اسکی خواہش بنی وہ نہیں جانتا تھا۔
ہاں مگر اسے ابھی یہ سب باور نہیں کروانا تھا۔

ٹیرٹھے لوگوں کو سیدھا کرنے کے لیے ٹیرٹھی تدبیریں ہی کرنی پڑتی ہیں۔
سبطیں کچھ بھی کہے بنا چلے گئے۔

اب فاتینا کی غصیلی نظروں کا رخ دریاب کی جانب تھا۔
جو خاموشی سے صوفے پر بیٹھا مریم کی فائل کو اسٹڈی کر رہا تھا۔
مگر اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ دو شعلے برساتی نظروں کی زد میں
ہے۔

"آپ جاسکتے ہیں یہاں سے میں اماں کا خیال اچھے سے رکھ سکتی ہوں" آخر
جب کچھ دیر تک وہ اسکی جانب متوجہ نہ ہوا تو فاتینا کو اسے خود مخاطب کرنا پڑا۔ وہ
کوئی ایسا موقع ہی نہیں دے رہا تھا کہ وہ اسے الجھتی اور اپنا غصہ باہر نکالتی۔
"یو آر ناٹ مائی باس۔۔۔ میرے باس مجھے جو ڈیوٹی دے چکے ہیں وہ مجھے ہر

حال میں پوری کرنی ہے۔ اگر آپ کو میری موجودگی سے کوئی پر اہلم ہے تو آپ گھر جاسکتی ہیں میں یہاں تب تک رہوں گا جب تک اماں کو ڈسپارچ نہیں کر دیا جاتا" اس نے نہایت ٹھہرے ہوئے لہجے میں نظریں فائل سے ہٹائے بغیر کہا۔

"اماں؟؟؟۔۔۔ ایکسیوزمی آپ کی اماں نہیں ہیں" وہ تو اسکا ٹکا سا جواب سن کر غصے سے بے حال ہو گئی اور اس پر اسکی ماں کو اماں بھی کہا جا رہا تھا۔
"آپکا نام لکھا ہوا ہے کیا ان پر مائیں سب کی ہی مائیں ہوتی ہیں۔۔۔ اور میرا تو ان سے ایک اور بھی اہم رشتہ جڑ چکا ہے" اسے سرد نظروں سے کہتے آخری بات پر اسکی آنکھوں میں شرارت جھلملائی۔

"اس رشتے کو میں کبھی نہیں مانوں گی۔۔۔ دھوکے سے کبھی کوئی رشتہ نہیں بنتا" غصے سے کہتی وہ اٹینڈنٹس والے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔

"آپکے ماننے نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ اس رشتے کو تو آپ کسی بھی

عدالت میں چیلنج نہیں کر سکتیں۔۔۔" اس نے رسائیت سے کہتے اٹھ کر فائل واپس اسکی جگہ پر رکھی۔

صوفے پر بیٹھ کر موبائل آن کر لیا۔

"بہت بڑی غلط فہمی میں ہیں آپ۔۔ جس کاغذ کو آپ اتنی اہمیت دے رہیں وہ میرے لئے محض ایک کاغذ ہی ہے" اس نے اچھی طرح اسے بتایا۔

"آپ سے رشتے کی تو میں نے بات کی ہی نہیں میں نے تو اماں سے رشتہ جوڑنے کی بات کی ہے۔ اور یہ رشتہ انہوں نے مجھے بیٹا کہہ کر جوڑ لیا تھا۔۔ نکاح کو تو میں بھیج میں لایا ہی نہیں۔" کہتے ساتھ ہی اس نے کانوں میں ہینڈ فری لگا کر گویا فاتینا کو خاموش رہنے کا سگنل دیا۔

"ہم اس نے خواہش کی ہوگی مجھ سے شادی کی ہو ہی نہیں سکتا۔۔ سڑیل۔۔ اکڑو کہیں کا۔۔ چاچو نے یقیناً جھوٹ بول کر اس کو ڈیفینڈ کیا ہے" اسکی سرد مہری پر فاتینا نے دل میں سوچا۔

ہے کیا یہ۔۔۔" تلملاتے ہوئے اس نے سوچا۔ اسے دیکھا جو پرسکون آنکھیں
بند کیا صوفے پر نیم دراز تھا۔ پھر خاموشی سے تسبیح کا ورد کرنے لگی۔ مگر اندر
سے کھول رہی تھی۔

رات میں کس وقت اسکی آنکھ لگی وہ نہیں جانتی تھی۔
صبح جب آنکھ کھلی تو دریاب کو مریم کو ناشتہ کراتے دیکھا۔
اٹھ کر بیٹھی۔

"کیسی ہیں اماں" بے اختیار ماں کے قریب آئی۔
"ٹھیک ہوں میری جان۔۔۔ سب کو زحمت میں ڈال دیا۔" انہوں نے دریاب
کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب آپ اجنبیوں والی باتیں کریں گی تو میں چلا جاؤں گا۔ میری اماں جب
سے ہمیں چھوڑ کر گئیں تھیں۔ تب سے احساس ہوا کہ مائیں واقعی میں دنیا میں

آپکا سب سے بڑا آسرا ہوتا ہے۔ کہیں بھی ہوں کسی بھی مصیبت میں ہوں وہ اپنی اولاد کے ہر درد سے آشنا ہو جاتی ہے۔ انکے جانے کے بعد تکلیفوں پر صبر خود بخود آ جاتا تھا۔

مگر جب سے آپ سے ملا ہوں ایسا لگتا ہے اماں پھر سے میرے پاس آ گئیں ہیں۔ اب آپ ایسی باتیں کر کے میری فیملنگز کو ہرٹ کر رہی ہیں "اس نے مصنوعی ناراضگی کا مظاہرہ کیا۔

فاتینا تو اسکے انداز دیکھ دیکھ کر غش کھا رہی تھی۔
"یا اللہ کس قدر ڈرامے باز ہے" خشمگین نظروں سے اسے گھور رہی تھی جو اب اماں کو دووائیں کھلا رہا تھا۔

فاتینا کے غصے کا گراف اسکے فون کی بیل نے کم کیا۔
"ہیلو" دوسری جانب مزنی تھی۔

"تم یونیورسٹی کیوں نہیں آئیں" اس نے فاتینا کی ہیلو سنتے ہی پوچھا۔

"یار اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں ہاسپٹلائزڈ ہیں" فاتینا کمرے میں بنی کھڑکی کے قریب کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔

"اوہ کیا ہوا انہیں" اس نے تشویش سے پوچھا۔
فاتینا نے مختصر بتایا۔

"او کے میں شام میں دیکھنے آؤں گی" مزنی کی بات پر وہ یکدم پریشان ہوئی۔
دریاب کی موجودگی کا کیا جواز پیش کرتی۔ پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ کہہ دے گی میرے چاچو نے کہا ہے۔ مزنی یہ تو جانتی تھی کہ دریاب اسکے چاچو کے انڈر کام کرتا ہے۔

خود کا مطمئن کر کے مزنی کو خدا حافظ کر کے وہ اس روم کی جانب بڑھ گئی۔

دریاب کو مکمل طور پر اب نظر انداز کیا۔

باہر آئی تو ساشا اور طحہ آچکے تھے۔

ساشا ناشتہ لے آئی تھی۔

فاتینا مزے سے اس سے باتیں کرتی ناشتہ نکال کر کھانے لگی۔ مریم نے دیکھا کہ دریاب کو ناشتہ کرنے کا ساشا نے کہا ہے جبکہ جسے ان نزاکتوں کا خیال کرنا چاہیے تھا وہ مزے سے کھانے میں مصروف تھی۔
انہیں سخت طیش آیا۔

"فاتی دریاب کو چائے دو بیٹا" نحیف آواز میں بھی انہوں نے کٹیلے لہجے میں کہا۔

فاتینا جو کہ ساشا کے ساتھ صوفے پر بیٹھی تھی ایسی نظروں سے مریم کو دیکھنے لگی جیسے انہوں نے کوئی بہت انوکھی بات کر دی ہو۔ جبکہ انڈینٹ بیڈ پر بیٹھا ہوا دریاب فاتینا کی شکل دیکھ کر بمشکل اپنا قہقہہ روک پایا۔
"مجھے کہا ہے اماں" بے یقینی سے پوچھا

"نہیں تو کیا تیرے فرشتوں کو کہا ہے" انہوں نے ناگواری سے اسے دیکھا۔
فاتینا نہیں چاہتی تھی کہ اماں دریاب کے سامنے اب اسکی مزید عزت افزائی

کریں۔ لہذا خاموشی سے اٹھی

"کوئی بات نہیں اماں میں لے لیتا ہوں" فاتینا کے خطرناک تیور دیکھ کر دریاب کو گمان گزرا کہ کہیں چائے اسکو دینے کی بجائے فاتینا اسکے اوپر ہی نہ گرا دے۔

"رہنے دو تم۔۔۔ اسے کچھ اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے"

"دعا کریں کہیں احساس ہو ہی نہ جائے" فاتینا نے دریاب کو گھوری ڈالی۔

ساشا اور طحہ بھی اسکے تیور دیکھ کر محفوظ ہو رہے تھے۔

تھرمس مریم کے قریب رکھے سائیڈ ٹیبل پر پڑا تھا۔

فاتینا رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔ کپ میں چائے انڈیلتے وہ اپنے اندر کی کھولن کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر کچھ ایسا کرنے کی شدت سے خواہش ابھری کہ دریاب کو ساری عمر اس کک کی طرح یہ چائے بھی یاد رہ جائے۔

یکدم اسی ٹیبل پر رکھی کالی مرچ کی بوتل پر نظر پڑی جو ساشا بلبے اندوں پر ڈالنے کے لئے لائی تھی۔

فاتینا کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔

آہستہ سے اسے اٹھا کر اتنا چھڑکا کہ کچھ دیر تک تو دریاب کے کانوں سے یقیناً
دھوئیں نکلنے والے تھے۔

خاموشی سے چیخ چلاتے وہ سیدھی ہوتی کپ لئے دریاب کی جانب بڑھی جواب
طحہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔

فاتینا نے کپ آہستہ سے اسکے سامنے رکھا اور واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔
دریاب کو حیرت تو ہوئی مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس خاموشی کے پیچھے واقعی
ایک طوفان تھا۔

آہستہ سے اس پر ایک نظر ڈال کر اس نے چائے کا کپ تھام کر پہلا گھونٹ لیا ہی
تھا کہ مرچیں سیدھا گلے میں لگی۔

آنکھوں سے شدید ترین پانی نکلنے لگا اور کچھ دیر تو وہ مسلسل کھانستارہا۔
"کیا ہو گیا ہے یار" طحہ، ساشا اور مریم بھی پریشان ہو گئے۔

دریاب کو اتنی شدید کھانسی چھڑی کے وہ کچھ بول بھی نہیں پارہا تھا۔
"اب چائے اچھی ہونے کا یہ مطلب تھوڑی ہے بندہ اتنا بے اختیار ہو کر پیئے کہ
سیدھی گلے میں ہی جا پھنسے" فاتینا نے بھول پن سے جو طعنے کیا وہ دریاب کو اچھی
طرح سمجھ آ گیا تھا۔

اس نے ایک کڑی نگاہ اس پر ڈال کر کھانسی کو کنٹرول کیا۔
ساشا نے پانی کا گلاس پلایا جسے وہ غنا غٹ پی گیا مگر جلن تھی کہ ابھی تک کم
ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

فاتینا اپنی کامیابی پر بے حد خوشی تھی مگر ظاہر نہیں کیا۔
"ایک گھونٹ اور لے لیں میٹھی چائے سے ذرا افاقہ ہوگا" ایک اور لقمہ دیا۔
دریاب اسے گھور کر مریم کی جانب دیکھ کر "ابھی آئے" کہہ کر باہر نکل گیا طحہ
بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔

"فاتی تو نے کچھ ڈالا ہے چائے میں" وہ بھی اسکی اماں تھیں۔ کیسے نہ جانتیں

انہیں۔

"افوہ اماں آپ تو سوتیلوں والا سلوک کر رہی ہیں۔ ایک تو شرافت سے انہیں چائے پیش کر دی اس پر بھی شک کر رہی ہیں۔ بھلائی کا کوئی زمانہ نہیں" فاتینا نے جذباتی تقریر جھاڑی۔

دو دن بعد جیسے ہی مریم کو ڈسچارج کروا کر لائے اسی رات ان چاروں نے ہاسٹل میں ریڈ کرنا تھا۔

رات ڈیڑھ بجے وہ چاروں خاموشی سے گاڑی میں نکلے۔ وہ گاڑی اسی دن وصی اپنے ایک دوست سے جعلی نمبر پلیٹ لگوا کر لے کر آیا تھا۔

چاروں اس وقت سیاہ یونیفارم میں سیاہ ہی ماسک چہرے پر چڑھائے ہوئے تھے جن میں سے انکی صرف آنکھیں اور ناک دکھائی دے رہے تھے۔ ہاسٹل کے قریب پہنچ کر انہوں نے گاڑی گھسنی باڑھ کے پیچھے کھڑی کی جہاں

سے کوئی انہیں دیکھ نہ سکے اس جانب اندھیرا بھی اچھا خاصا تھا۔
وہ چاروں درختوں کے ساتھ ساتھ ہوتے اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔
چاروں کے ہاتھوں میں چھوٹے موذراور کندھوں پر کیلبر رائفل لٹکی ہوئی
تھی۔

دبے پاؤں وہ ہاسٹل کی دیوار پھلانگ کر دوسری جانب کودے۔
لڑکیوں کی جانب والا حصہ تھا لہذا پکڑے جانے کا انہیں اس طرح سے ڈر نہیں
تھا اور نہ زیادہ لوگوں سے ڈر بھیر ہونے کا۔
دریاب انہیں اشاروں سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔
کہ یکدم اسے ایک جانب سے کوئی سایہ اپنے قریب آتا محسوس ہوا۔
وہ ابھی ہاسٹل کے گراؤنڈ میں موجود تھے جہاں بہت سے درخت موجود تھے۔
وہ چاروں درختوں کے پیچھے ایسے چھپ کر کھڑے ہوئے کہ کوئی انکی موجودگی
کا گمان نہیں کر سکتا تھا۔

جونہی وہ سایہ دریاب کے قریب آیا دریاب نے ہاتھ بڑھا کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی جانب کھینچا۔

اور جیسے ہی دوسرا بازو بڑھا کر اسکے گرد لپیٹا اسے احساس ہوا کہ یہ نسوانی وجود ہے۔

اس وجود نے ایک کہنی دریاب کے پیٹ میں مارنی چاہی اگر وہ چکنا نہ ہوتا تو یقیناً وہ کہنی اسکے پیٹ میں بری طرح لگ جاتی۔

دریاب نے تیزی سے اسے سامنے کرتے اسکے چہرے سے ماسک اتار کر نظر ڈالی تو وہ کوئی اور نہیں فاطمہ تھی۔

"یہاں کیا کر رہی ہیں" وہ سرگوشی نما آواز میں غرایا۔

"جو آپ کر رہے ہیں" وہ بے نیازی سے بولی۔

"ہم تو اپنے مشن پر آئے ہیں" لہجہ ہنوز سخت تھا اور فاطمہ کے کندھوں پر رکھے ہاتھ بھی ہٹ چکے تھے۔

"میں بھی اپنے مشن پر آئی ہوں" وہی خود سر انداز۔

"آپ ابھی اور اسی وقت واپس جائیں کوئی مشن نہیں ہو رہا آپکے ہاں" وہ پھر غصے سے بولا۔

"ارے واہ ایسے ہی چلی جاؤں وہی لینے آئی ہوں کیا کہ نہیں ملا تو چلی جاؤں۔
آپ اپنا کام کریں اور مجھے اپنا کام کرنے دیں" وہ دریاب کی کسی بھی بات کو خاطر میں لائے بنا بولی۔

"آپ کو سرنے بھیجا ہے؟" اب کی بار اس نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔
"اتنے چیتے نہیں آپ کہ آپ کی جان کی حفاظت کے لیے وہ میری جان کو مصیبت میں ڈال دیں۔ اپنا کام کریں" فائینا تو پروں پر پانی نہیں پڑنے دے رہی تھی۔

وہ تینوں بھی آہستہ سے نکل کر انکی جانب آگئے۔
دریاب اسے ایک جانب بنی باڑھ کی جانب ہاتھ پکڑ کر تیزی سے لے گیا جہاں

سے کوئی ان سب کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"آپ ابھی جس بھی مشن پر ہیں وہ ختم کریں اور یہاں سے جائیں۔ اور اگر آپ نے میری بات نہیں سنی پھر چاہے جو مرضی ہو آپکے ساتھ کسی بھی خطرے کی حالت میں میں یا ہم میں سے کوئی آپکو نہیں بچائے گا" دریاب دانت کچکا کر بولا۔ اس قدر زچ کر رہی تھی وہ۔

"مجھے آپ سے ایسی کوئی امید بھی نہیں اور یاد رکھیں اگر حیدر بن کر بات کر رہے ہیں تو میں حیدر سے بات کرنا پسند نہیں کرتی اور اگر دریاب بن کر بات کر رہے ہیں تو دریاب اجنبیوں سے بات نہیں کرتا اور میں اجنبی ہی ہوں آپکے لئے۔۔ انجوائے یور مشن: کہتے ساتھ ہی اسکے ہاتھ سے ماسک لے کر منہ پر چڑھاتے ساتھ ہی وہ تیزی سے ایک جانب لگے پائپ کی مدد سے اوپر کی منزل کی جانب بڑھنے لگی۔ بالکل ایسے ہی جیسے وہ لوگ اپنی ٹریننگ کے دوران چھپکلی کی مانند پائپوں پر چلنے کا انداز اپناتے تھے۔

دریاب نے اپنے دماغ کو بمشکل ٹھنڈا کیا اور سر جھٹک کر پھر سے سب کو لیے اندر کی جانب بڑھنے لگا۔

اندر جاتے ساتھی ہی اس نے وصی کو مین سوئچ بورڈ کی جانب بھیجا۔ خود وہ نشہ آور ادویات کے اسٹور کی جانب بڑھا جبکہ طحہ اور حذیفہ کو اس نے اسلحے کے اسٹور کی جانب بھیجا۔

یہ سب کمرے عمارت کے پچھلی جانب سیڑھیوں سے ہو کر جاتے تھے۔ وہ سب دبے قدموں بڑھ رہے تھے۔

جیسے وہ تینوں کمروں کی جانب پہنچے، دریاب نے مائیکروفون پر وصی کو لائٹس بند کرنے کا کہا۔

جیسے ہی ہاسٹل کی لائٹ بند ہوئی وہ سب تیزی سے اپنا اپنا کام کرنے لگے۔

دریاب نے اپنے ساتھ لائے ہوئے ایک بیگ نماشا پر مین تقریباً ساری ادویات ڈال کر اسے لئے باہر کی جانب بڑھا۔

اسی طرح حذیفہ اور طحہ نے زیادہ سے زیادہ اسلحہ لے کر اپنے ساتھ لائے ہوئے
بگنز میں ڈالا اور کچھ وہیں رہنے دیا۔

یہ دریاب کا آئیڈیا تھا کہ اسلحے کی زیادہ تعداد کو لے کر غائب ہو جانا بھی اپنے
دشمنوں کو الرٹ کرنے کے لیے کافی تھی۔

لائٹ بند ہوتے ساتھ ہی سوئے ہوئے چوکیداروں نے دس منٹ لیے جاگنے
میں اتنی دیر میں وہ لوگ تمام سیگوں کو گاڑی تک باسالی پہنچا چکے تھے۔
آہستہ مگر چیتوں سے زیادہ تیز رفتاری تھی ان میں۔

آخری بیگ پکڑتے ساتھ ہی دریاب نے وصی کو لائٹ آن کرنے کا میسج دیا تب
تک وصی مین سوچ تک آنے والے دو لوگوں کو پار لگا چکا تھا۔

جیسے ہی وہ لوگ باہر کی جانب لپکے تین لوگ جو کہ پولیس کی وردی میں تھے وہ
انکے سایوں کو تو نہ دیکھ سکے مگر چھت سے پائپ پر آنے والے فائینا کے سایے
کو دیکھ کر تیزی سے اسکی جانب لپکے۔

اس سے پہلے کہ حذیفہ ان تینوں کی جانب بڑھتا جو فاتینا کی جانب بڑھ رہے تھے،
دریاب نے حذیفہ کا بازو پکڑ کر واپس کھینچا۔

"تم لوگ جاؤ اسے میں لے آؤں گا" اس نے بھنجے لہجے میں کہا۔

"مگر یار وہ اسے" وصی نے بھی کہنا چاہا

"کچھ نہیں ہوتا اسے اتنی آسانی سے وہ کسی کے قابو آنے والی نہیں۔۔۔ ابھی

تینوں کو ناکوں چنے چبوا دے گی۔ تم لوگ جاؤ بس" اس کے لہجے میں فاتینا کا ذکر
کرتے ہلکا سا تفاخر بھی تھا۔

وہ تینوں تیزی سے دبے قدموں باہر کی جانب لپکے اور دریاب ایسے رخ پر باڑھ

کے ساتھ بیٹھ گیا جہاں وہ ان تینوں کو دیکھ سکتا تھا مزے سے جیکٹ سے

چاکلیٹ نکالتے اسکا ریپر اتارتے وہ اپنی شیرنی کو دیکھنے لگا۔

ایسے ہی تو اسکا دل فاتینا کے لیے خواہش مند نہیں ہوا تھا۔

"مائی فاسٹر جیٹ" وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا جو نڈر انداز میں ان تینوں

کو اپنی جانب بڑھتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

"کون ہو تم" ان میں سے ایک چلایا اور باقی دونوں نے اس پر اپنی اپنی بندوقیں تانیں۔

"تمہاری سوتیلی ماں" غراہٹ لیے نسوانی لہجے نے ان تینوں کو حیران کیا اور وہ ایک لمحہ ہی فائینا کے یے ان پر حاوی ہونے کے لئے کافی تھا۔ جھک کر ایک ٹانگ کو تیزی سے گھماتے اس نے بندوق تانے دونوں بندوں کو ایک ہی جھٹکے میں گرا دیا۔ تیسرا اچانک ہونے والے حملے کے زیر اثر تھا۔

فائینا کے گلو زوالے ہاتھوں نے تیسرے کو قابو کر کے اسکی گردن کو جھٹکا دیا۔ دریاب جو اسکے تکیے کلام سے محظوظ ہوتا تھا "گردن اڑا دوں گی" آج اسکو حقیقت میں اپنا کہا پورا کرنے پر دیکھتے گنگ رہ گیا۔

"یہ تو واقعی گردن اڑا دیتی ہے" دل میں سوچتے اس سے اپنی حیرت اور مسکراہٹ دونوں چھپانا مشکل ہو رہا تھا۔

جوابتی دودھائیاں دے رہے تھے ان میں سے ایک نے یک لخت فاتینا کے نقاب پر حملہ کیا اور جیسے ہی وہ ہٹا سکے گھنے بال اس بندے کے قابو آ گئے۔
فاتینا اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی۔

دریاب سے اب خود کور وکنا مشکل ہو گیا اس نے اپنی موذر سے اس بندے کے ہاتھ کا نشانہ لیتے فائر کیا نہ صرف اسکا ہاتھ زخمی ہوا بلکہ اس کے دوسرا سا تھی تیزی سے بھاگ گئے۔

دریاب بھاگتا ہوا فاتینا کے قریب آ کر اسکا ہاتھ تھام کر ایک سمت دوڑنے لگا۔
"کس چیز پر آئی ہو" بھاگتے ہوئے پوچھا۔

"گاڑی پروہاں درخت کے نیچے کھڑی ہے" اس نے بھی تیزی سے ایک سمت اشارہ کر کے جواب دیا۔

دریاب نے اسی سمت دوڑ لگائی۔

فاتینا نے تیزی سے ایک ہاتھ سے گاڑی کی چابی نکال کر دریاب کو پکڑائی

گاڑی کے قریب پہنچتے ہی جلدی سے دریاب نے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھتے
ساتھ ہی فاتینا کے لئے فرنٹ ڈور اوپن کیا اور اسکے بیٹھتے ہی تیزی سے گاڑی
ریورس کر کے مین روڈ پر ڈالی۔

ایک ہاتھ سے اپنا ماسک اتارا۔

"آج ثابت ہو گیا کہ لڑکیاں زندگی میں کچھ نہیں کر سکتیں۔۔ جتنی مرضی
ٹریمنگلز لے لیں رہتی وہ لڑکیاں ہی ہیں" دریاب نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا۔
جانتا تھا کوئی ٹیکھا جواب آئے گا مگر وہ اس سے جان بوجھ کر ہونے والی تکرار کا
عادی ہو چکا تھا اب تو وہ اس کا تمللانا اور بھی انجوائے کرتا تھا۔

کوئی تو تھی جو اسے جواب دیتی تھی۔ اسکی خوبصورتی، اسکی وجاہت اور اپنے
درمیان بنے خوبصورت اور نازک رشتے کو خاطر میں لائے بنا اس سے الجھتی
تھی۔

"لڑکیاں سب کچھ کر سکتی ہیں میا ماسک وہ نہ اتارتا تو چھوڑنا اسے بھی نہیں تھا

میں نے۔ "اپنے گلوں اتارتے وہ غصے سے بل کھاتے بولی۔

"یہ بال مصیبت نہ راستے میں آتے تو ان گیدڑوں کو پچھاڑ کر ہی آنا تھا آج"

اس نے غصے سے اپنے بالوں کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

"اب تو اماں جتنا مرضی غصہ کریں انہیں کٹوا کر دم لوں گی" وہ جیسے یہ فراموش کر چکی تھی کہ اسکے ساتھ دریاب بیٹھا ہے۔ خود سے بڑبڑائی۔

"خبردار انہیں ہاتھ بھی لگایا" یکدم دریاب کے سخت لہجے پر اس نے کچھ حیرت سے اس سڑیل کو دیکھا۔

"میرے بال میری مرضی اور آپ کس خوشی میں وہاں رہ گئے تھے۔ ہیرو بننے کی بڑی ناکام کوشش کی ہے آپ نے میں ہر گز امپریس نہیں ہوئی" اب دریاب کی شامت آچکی تھی

"مجھے بننے کا شوق بھی نہیں اللہ نے ہیرو بنا کر بھیجا ہے" اس نے کندھے اچکاتے فاتینا کو چڑایا۔

فاتینا نے ایسے سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو اب اس خوش فہمی پر کیا جواب دوں۔
"آپ کرنے کیا آئیں تھیں یہاں" وہ بات جو کب سے دریاب کے دماغ میں
گھوم رہی تھی آخر وہ پوچھ ہی بیٹھا۔

"آپ سے مطلب" وہ جانتا تھا کہ وہ اب تک اس سے اپنی اصلیت چھپانے پر
ناراض ہے۔۔

"لوگ اپنی بات پر قائم بھی نہیں رہ سکتے۔۔ مجھے نہ بچانے کی دھمکی دی
جارہی تھی اور پھر بچانے بھی پہنچ گئے۔" وہ دریاب پر گہرا طنز کرتے ہوئے
بولی۔

دریاب اسکی بات پر بمشکل اپنی مسکراہٹ روک پایا۔
"شیرنی اکیلی جنگل میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔ بے شک وہ شیر کے لئے شکار ڈھونڈ
کر خود لاتی ہے اسکے باوجود جنگل میں حکمرانی کے لیے اسے شیر کی ضرورت
ہوتی ہے۔ اسی خیال سے بچا لیا۔ ویسے بھی میں بہت نرم دل انسان

ہوں۔۔ لوگوں کو مصیب میں دیکھ کر مدد کے لئے پہنچ جاتا ہوں چاہے وہ لوگ مجھ سے بات بھی کرنا پسند نہ کریں۔ مگر میرے پروفیشن نے مجھے یہی سکھایا ہے کسی کی مدد کرتے وقت ذاتی ایشوز کو بیچ میں نہیں لانا بس مدد کرنی ہے " دریا ب نے شرارت سے کہتے اسے تفصیلی جواب دیا۔

"آئندہ ایسی کوئی کوشش مت کیجیے گا مجھے آپ سے مدد لینا بھی پسند نہیں " پھر سے غصے میں بولی۔

اتنی آسانی سے وہ اسے کیسے معاف کر دیتی جب تک وہ اپنی اصلیت چھپائے جانے پر اس سے معافی نہ مانگ لیتا۔

فاتمینا اب اتنی بھی تمہارے عشق میں پاگل نہیں 'دل میں سوچا

"یوریکوئسٹ ہیمر بکٹڈ" وہ بھی دریا ب تھا اسے غصہ دلانا اس کا فرض تھا۔

"ریکوئسٹ کس نے کی آپ سے۔۔۔۔۔ انہوں۔۔۔۔۔ اپنے آپ کو طرم خان

سمجھنا چھوڑ دیں " وہ غصے کی زیادتی سے ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

"رُئیلی۔۔ حالانکہ کسی نے مجھے کہا تھا کہ وہ میری بہت بڑی فین ہیں۔۔ اب کوئی لڑکی ایسی بات کرے اور میں پھر بھی خود کو طرم خان نہ سمجھوں تو یہ تو میرے اپنے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوگی" وہی ہوا جس کا فائینا کو ڈر تھا وہ اسکی باتوں کو اب اسی پر لوٹا رہا تھا۔

"میرا آئیڈیل کم ظرف انسان نہیں تھا جو دوسروں کو انہی کی انجانے میں کہی جانے والی باتیں لوٹا کر مزے لیتے ہیں۔۔ صحیح کہتے ہیں لوگ۔۔ انسانوں کو پہچاننا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں نے نہ صرف پہچاننے میں غلطی کی بلکہ جلد بازی بھی کر گئی" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

اب کی بار دریا ب کو اپنا مذاق سیریس ہوتا لگا۔

وہ اسے کبھی بھی ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اسے لگا وہ اب کی بار ہرٹ ہوئی ہے۔

"آپ کو اپنی اصلیت نہ بتانے کی وجہ۔۔" اس نے کچھ سوچتے بات کلیر کرنی

چاہیے مگر فہمنا اسکی بات کاٹ گئی۔

"مجھے نہ آپ میں انٹر سٹ ہے اور نہ اب اس بات میں انٹر سٹ ہے کہ آپ نے اپنی اصلیت چھپا کر میرے بہت پاکیزہ خیالات کا مذاق اڑایا۔۔۔ کسی بھی وضاحت کی مجھے کوئی ضرورت نہیں اور نہ اب اس سے کوئی فرق پڑتا ہے" اپنی بات کہہ کر اس نے چہرہ دوسری جانب کر لیا۔

دریاب کو صورتحال کے اتنا سنگین ہونے کی امید نہیں تھی۔
اسکے گھر کے سامنے گاڑی روکی۔

"آپ واپس کیسے جائیں گے" گاڑی سے اترتے اس نے پوچھا۔
"چلا جاؤں گا۔ آپ اب اندر جائیں" دریاب نے دھیمے لہجے میں کہا۔
"آپ ایسا کریں کسی کو کال کر کے بلا لیں تب تک اندر آجائیں۔۔۔ اس طرح مناسب نہیں لگ رہا" نجانے کیوں وہ یہ سب کہہ گئی۔
دریاب کا گاڑی کا دواڑہ کھولتا ہاتھ وہیں رک گیا۔

مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

جو نہی دریاب نے اسے دیکھا فائینا نے نظروں کا رخ سامنے سیاہ کول تاریک سڑک پر کر لیا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟" اس نے مسکراتی نظروں سے سوال کیا۔

"آپ میرے چاچو کے لئے کام کرتے ہیں لہذا یہ ٹھیک نہیں لگتا" اس نے اپنی طرف سے توجیہ بیان کی جو بہت لنگڑی لولی تھی۔
دریاب کو تو ایسا ہی لگا۔

"آپ میرے بارے میں سوچتے ہوئے ہمیشہ دوسروں کے ساتھ میرے رشتے اور تعلق کو بیچ میں کیوں لاتے ہیں" دریاب کے سوال پر اس کے دل نے رفتار بدلی۔

"آپ کو اندر چلنا ہے کہ نہیں" جب کوئی جواب نہیں بن پڑا تو وہ غصے سے بولی۔
"ہا ہا ہا۔۔۔ چلیں" دریاب اس کے انداز پر قہقہہ لگائے بغیر نہیں رہ سکا۔

فاتینا گاڑی سے نکل کر دروازے کے پاس گئی چوکیدار کو آہستہ سے دوازہ کھولنے کا کہتا کہ اندر آواز نہ جائے اور اگر مریم تک آواز چلی جاتی تو اسکی شامت آجاتی۔ ویسے بھی وہ بیمار تھیں وہ نہیں چاہتی تھی کہ انہیں کوئی پریشانی ملے۔ دریاب آہستہ سے گاڑی اندر بڑھالے گیا۔

جوں ہی وہ اندر آئے ساشا سامنے ہی لاؤنج میں جاگتی ہوئی نظر آئی ایک ہاتھ میں تسبیح تھی۔

کچھ دیر پہلے ہی اسکی طحہ سے بات ہوئی تھی اسی نے بتایا تھا کہ دریاب فاتینا کو لے کر آئے گا۔

"اسلام علیکم" دریاب نے ساشا کو ہولے سے سلام کرتے اسکے قریب آنے پر سر پر ہولے سے ہاتھ رکھا۔

"وعلیکم سلام۔۔۔ سولی پہ جان ٹنگی ہوئی تھی میری۔ اماں بھی دو مرتبہ

تمہارے بارے میں پوچھ چکی ہیں بڑی مشکل سے انہیں بتایا کہ تم کسی اسائنمنٹ کی تیاری کر رہی ہو۔ بہت مصروف ہو "ساشا نے خفگی سے اسے دیکھا جو بلیک جینز کی پیمنٹ اور جیکٹ میں کھلے بالوں کو پھر سے باندھنے میں مصروف تھی جبکہ دریاب صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

"کیا ہے یاریہ اماں کو بھی سچ میں چین نہیں "ہاتھ ماتھے پر مار کر وہ ایک کمرے کی جانب چل دی۔

"کیسا رہا آپ لوگوں کا مشن "ساشا دریاب کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"الحمد للہ بس اب کل کا انتظار ہے کہ ان لوگوں کا ری ایکشن کیا ہوتا ہے، اماں کی طبیعت کیسی ہے اب؟" دریاب نے نظریں جھکائے جواب دیا۔ ساتھ ہی مریم کی طبیعت بھی پوچھی۔

"شکر ہے اللہ کا کافی بہتر ہیں۔" ساشا نے ابھی جواب دیا ہی تھا کہ

اتنی دیر میں ٹراؤزر اور شرٹ پہنے اپنے مخصوص انداز میں گلے میں اسکارف لیے بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھے فاتینا باہر آئی۔

"چائے بناؤں؟" انکے قریب آتے ہی اس نے پوچھا۔

"نہیں کالی مرچوں والی چائے آپکو ہی مبارک ہو۔۔۔۔ میں ساشا کے ہاتھوں

کی بنی ہوئی چائے ہی پیوں گا" دریا ب نے جلدی سے کہا۔

ساشا نے دریا ب کی بات پر حیرت سے فاتینا کو دیکھا جس کے ہونٹوں میں دبی دبی مسکراہٹ تھی۔

"تو تم نے کالی مرچیں۔۔" ساشا بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس دن کتنی

معصومیت سے اس نے کہا تھا میں نے کچھ نہیں کیا۔

"ہاں نہ تو تم نے بھی تو یخننی جیسی چائے بنائی تھی میں نے تو یخننی سمجھ کر کالی

مرچ ڈال دی" وہ فاتینا ہی کیا جو اپنی غلطی مان لے۔

"شرم تو نہیں آتی تمہیں اتنی تم بچی کہ تمہیں چائے اور یخننی کا فرق نہیں

پتہ۔۔۔ تم ہی واہ واہ کر کے پی رہی تھیں۔ اور چائے ہی سمجھ کر پی رہی تھیں۔۔۔ اب تم خود ہی بناؤ گی "وہ دونوں لڑنے میں مصروف ہو چکی تھیں۔
دریاب نے طحہ کو فون کر کے آنے کا کہا۔

"آپ دونوں مہربانی کریں کچھ بھی نہ بنائیں مجھے بس ایک گلاس پانی پلا دیں۔"
دریاب نے انکی لڑائی ختم کرواتے کہا۔

"ارے نہیں بھائی میں بنا کر لاتی ہوں" ساشا شرمندہ ہوتی تیزی سے اٹھی۔
"اپنے انکے لیے بھی بنالیں۔۔۔ طحہ مجھے لینے آرہا ہے" دریاب نے پیچھے سے
بانک لگائی۔

فاتینا بھی جانے کے لیئے پر تول رہی تھی۔
"بیٹھیں مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے" دریاب نے اسے اٹھتے دیکھ کر
سنجیدگی سے روکتے ہوئے کہا۔

"آم سوری آئی گیس میرے مذاق نے آپکو ہرٹ کیا ہے۔۔۔ فی الحال سوری

ایکسیپٹ کریں۔۔ ہاں اس مذاق کو میں نے پرولونگ کیوں کیا وہ پھر کبھی بتاؤں گا۔ بہر حال میرا مقصد کبھی بھی آپکا دل دکھانا نہیں تھا۔ اور نہ ہی میں نے یا ہم میں سے کسی نے آپکے جذبوں کا مذاق اڑایا ہے۔۔ میں ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور اب تو بالکل بھی نہیں "دریاب نے اسکے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیا۔

کب، کیسے اور کیوں وہ اسے ہر انداز اور ادا میں بھاتی جا رہی تھی وہ نہیں جانتا تھا۔

"جب میرا مذاق سب کے سامنے بنایا ہے تو معافی بھی سب کے سامنے مانگیں۔۔۔" وہ دریاب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گویا سے چیلنج کرتے ہوئے بولی۔

"میں نے آپ کا مذاق نہیں اڑایا" وہ پھر سے اپنی بات پر زور دے کر بولا۔
"واٹ سو ایور۔۔۔ مذاق بنایا نہیں مگر بن تو گیا نا۔۔ سب نے میری فیملنگز کو

انجوائے کیا۔۔۔ اور اس سب کے پیچھے آپکا ہی ہاتھ تھا۔ اب یاد آیا ہے کہ اس دن ہمیں یونیورسٹی سے بچا کر گھر لے جاتے جب وصی نے آپکا آدھا ادھورا نام لیا تو آپ نے فوراً اس کی بات کاٹ کر باور کروایا کہ آپکو حیدر کہا جائے۔ ہاؤ کلیوریو آر۔۔ اور اب کہہ رہے ہیں کہ آپ نے مذاق نہیں اڑایا۔۔ ٹھیک ہے تب تک میں نے ظاہر نہیں کیا تھا کہ دریاب نامی کوئی بندہ مجھے پسند ہے مگر جب میں نے پوچھا تب تو آپ کلیر کر سکتے تھے نا۔۔ اسکا مطلب آپ نے جان بوجھ کر کیا۔۔ بہت شوق تھا آپکو اپنی تعریفیں سننے کا۔۔ اور تو کوئی وجہ مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔ مگر اب بھول چکی ہوں کہ میں دریاب نامی کسی بندے کو جانتی تھی۔ یاد رکھنا بھی نہیں چاہتی "آخر کار آتش فشاں پھٹ چکا تھا۔ وہ بولتی آئی تو پھر اگلی پچھلی سب کسریں پوری کر گئی۔

"اور کچھ" دریاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر یہ مسکراہٹ بھی اسے چڑانے والی محسوس ہوئی۔

اپنے غصے پر اسے پرسکون دیکھ کر فاتینا کو اور بھی آگ لگ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید دریاب کی کلاس لیتی طحہ اندر آچکا تھا۔

"ہیلو بڈی۔۔ سب ٹھیک رہا" اس نے آتے ہی دریاب کے قریب بیٹھتے

پوچھا۔

"ہاں یار کوئی ٹینشن نہیں" دریاب نے جواب دیا۔

"آپ وہاں کیا کرنے گئیں تھیں۔۔۔" طحہ نے اب کی بار فاتینا سے پوچھا جو

اپنے تنے ہوئے اعصاب کو ٹھیک کر چکی تھی۔

"آپ لوگوں کے پاس ان لوگوں کا ری ایکشن جانے کا صرف ایک ہی سانس

ہے۔۔ اور وہ ہے نمبرہ آپکے پاس کی منظور نظر" فاتینا نے دریاب پر طنز کیا۔

"یہ الزام ہے" وہ ہنستے ہوئے چلایا۔ نجانے کیوں اس کا غصہ، جلنا کڑھنا سب اچھا

لگ رہا تھا۔

"تم چپ کرو" طحہ نے اسے گھوری ڈالی۔

"میں وہاں پروار ڈن کے روم میں، راہداری اور کچھ اور کمروں میں ایسے خفیہ کیمرے لگانے گئی تھی جو نہ صرف انکی نقل و حرکت دکھائیں گے بلکہ وہ وہاں کیا باتیں کریں گے وہ بھی سنائیں گے۔ اور یہ بہت ضروری تھا۔

کیا پتہ نمبرہ ان کو صحیح انفارمیشن دے سکے کہ نہیں اور میرا جہاں تک خیال ہے وہ یہ کہ شہریار نمبرہ کو سب سے پہلے قابو کرے گا یہ جاننے کے لیے کہ اس نے کہیں مخبری تو نہیں کی اور اگر وہ قابو آگئی تو پھر وہ اسے کہیں ٹھکانے لگا کر یہاں سے نود و گیارہ ہو گئے تو آپ لوگ تو دیکھتے رہ جائیں گے۔

بے شک وہ کوشش تو کریں گے کہ آپ لوگوں تک پہلے پہنچیں مگر ایک امکان یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ وہاں سے بھاگ نکلیں۔۔ اور نمبرہ تو انکے اصل ٹھکانے سے واقف بھی نہیں "فاتینا کی بات نے نہ صرف انہیں چونکا یا بلکہ اسکی دور اندیشی کو دریاب نے تو دل میں سراہا مگر طحہ نے اظہار بھی کیا۔

"بالکل صحیح بات ہے ہمیں اس پہلو کو بھی سوچنا چاہیئے تھا۔۔ ویسے ماننا پڑے گا

آپکی سرنے واقعی بہت زبردست ٹریننگ کی ہے "طحہ نے اسکی کھلے دل سے تعریف کی۔

"اسلام علیکم" ساشا کچن سے چائے لاتی طحہ کو سلام کرنے لگی۔

"وعلیکم سلام جیتی رہیں" طحہ نے ایک محبت بھری نظر اس پر ڈال کر کہا۔

"شادی کب کر رہے ہیں آپ" فائینا نے چائے کا کپ تھامتے ہوئے کہا۔

ساشا نے باری باری سب کے آگے کپ رکھے اور اپنا کپ لے کر فائینا کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"امید ہے اگلے ہفتے نکاح اور رخصتی ہو جائے گی۔۔ کل امی آرہی ہیں پھر سب

فائل ہو جائے گا" طحہ کی بات پر وہ حیران ہوئی۔

"اس گھنٹی نے مجھے نہیں بتایا" اس نے ساشا کو گھورا۔

"مجھے بھی آج ہی پتہ چلا تھا" ساشا نے جلدی سے وضاحت کی۔

دریاب جو خاموشی سے چائے پینے میں مصروف تھا ایک نظر اسکے خوشی سے

تمتماتے چہرے پر ڈال کر نظر پھیر گیا۔

کو برابر سکون انداز میں اپنے کمرے میں بیٹھا ان کلائمنٹس سے باتیں کرنے میں مصروف تھا جنہیں اس نے اگلے ماہ سے لڑکیوں کی فحش تصویریں بھیجی تھیں۔

دوسرے موبائل پر شہریار کی مسلسل آنے والی کالز نے اسکی توجہ منتشر کی۔ اس نے ایک بات مختصر کر کے فون بند کرتے شہریار کی کال پک کی۔
"گالی کیا تکلیف ہے تجھے صبح صبح تنگ کر کے رکھ دیا ہے" اس نے گھڑی دیکھی جہاں صبح کے دس بج رہے تھے۔

"باس وہ آپکو ایک ضروری بات بتانی ہے۔ ہاسٹل سے ہماری ادویات اور اسلحہ کوئی راتوں رات ہی غائب کر گیا اور میرا ایک بندہ بھی مرا پڑا ہے۔ اور ایک کا ہاتھ زخمی ہے" اسکی بات پر کوبرا کا رنگ اڑا۔

"کیا بکواس کر رہا ہے" وہ غرایا۔

"باس صحیح کہہ رہا ہوں۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا کس کو اس خفیہ جگہ کا پتہ چلا"

شہریار کی پریشان آواز پھر سے سنائی دی۔

"اس وارڈن کو قابو کر اسی نے نہ کسی کو بتا دیا ہو" وہ غصے سے بولا۔

"نہیں باس میں نے کافی اگلوایا ہے مار بھی لگائی ہے مگر وہ کچھ نہیں جانتی"

شہریار کی بات پر وہ چند لمحوں کے لئے خاموش ہوا۔

"پھر اس لڑکی سے پتہ کر۔۔۔ کیا نام ہے۔۔۔ ہاں نمبر۔۔۔ یہ اسی کی کوئی چال

ہے" اسے یاد آیا کہ اس سے ملاقات کے دوران وہ الگ سے کوبرا کے ساتھ

بزنس کی بات کر کے گئی تھی۔ اس وقت تو اس نے اسے ٹال دیا تھا مگر اب اس کا

شک سیدھا اسکی جانب گیا تھا۔ کیا پتہ وہ بلیک میل کر کے اس سے پیسہ

بٹورے۔

اس نے غصے سے جبرٹے بھینچے۔

"میرا نہیں خیال باس کہ وہ ایسا کرے گی" شہریار منمنایا۔

"تم میرے سے زیادہ ان چیزوں کو جانتے ہو۔۔ (گالی) اگر اتنے ہی اسکے معاملے میں نرم پڑے رہے نہ تو کسی دن وہ تمہیں گولی مار کر چلتی بنی گی۔ ان عورتوں پر کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے ہزاروں روپ ہوتے ہیں انکے۔۔۔ بہر حال اگر تم پوچھ گچھ نہیں کر سکتے تو پھر مجھے اپنے طریقے سے اسے بلاوانا پڑے گا۔" کوبرانے سفاکی سے کہا۔

"میں پتہ کرتا ہوں" وہ جلدی سے بولا۔

"بس ٹھیک ہے کچھ دیر میں مجھے فون کر کے بتاؤ کہ اس نے کیا کہا۔ منہ سے بات نہ سمجھے تو پھر ہاتھوں کا استعمال کرنے میں جھجھکنا نہیں۔ اگر کچھ معلوم نہ ہو تو تمہاری کھال میں کھینچ لوں گا" کوبرانے اسے دھمکی دی۔

"نہیں باس میں پتہ کرتا ہوں" وہ کوبرا کی دھمکی پر بمشکل اپنی آواز کی گھبراہٹ کو قابو کرتے ہوئے بولا۔

"او کے" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

"کیسی ہیں اب آنٹی؟" تین چار دن کی غیر حاضری کے بعد آج فائینا یونیورسٹی
آئی تھی۔

مرنی کے لہجے میں فکر تھی۔

"اللہ کا شکر ہے اب تو کافی بہتر ہیں" اس نے جمائی روک کر کہا۔

وہ دونوں اس وقت سرواس کی کلاس کے لیے بیٹھی ہوئی تھیں۔

"اتنی جمائیاں کیوں لے رہی ہو رات میں سوئیں نہیں تھیں کیا" مرنی نے پھر
سے اسے جمائی روکتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں یار بس" اب وہ کیا بتاتی کے رات میں کیا کیا کارنامے کر کے آئی تھی۔

ابھی دل میں سوچا ہی تھا کہ دروازے سے اندر آتے دریاہ کو دیکھ کر رات کی

اسکی کچھ ان کہی باتیں پھر سے یاد آئیں۔

نمرہ بھی آئی ہوئی تھی۔ دریاب کلاس میں آکر اسی کے ساتھ بیٹھا۔

فاتینا کا دھیان نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں کی جانب تھا۔ جب تک پتہ نہیں تھا کہ

یہ دریاب ہے فاتینا اسے عام لڑکوں کی طرح ہی ٹریٹ کرتی تھی۔

مگر اب تو نہ صرف یہ معلوم تھا کہ وہی دریاب ہے بلکہ اس سے ایک اہم رشتہ

بھی جڑ چکا تھا۔ اپنی سب ناراضگی کے باوجود دل اسکی جانب ہمکتا ضرور تھا جسے

وہ ڈانٹ ڈپٹ کر چپ کروا دیتی تھی۔

کلاس لیتے کے ساتھ ہی وہ نمرہ کے ساتھ غائب ہو چکا تھا۔ وہ جانتی بھی تھی کہ

وہ اسے صرف اس کیس کی وجہ سے ڈیل کر رہا ہے اسکے باوجود ان دونوں کا یوں

اکٹھے ہونا اسے ایک آنکھ نہیں بھارہا تھا۔

"یار میں نے تمہیں ساشا اور طحہ کے بارے میں بتایا تھا نا۔" فاتینا نے اپنا

دھیان بٹانے کے لئے مزنی کو مخاطب کیا۔

دونوں اس وقت کیفے کے قریب تھیں جہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر دریاب اور نمبرہ بیچ پراکٹھے بیٹھے نظر آرہے تھے۔

"ہاں کیوں کیا ہوا" مزنی کو اچھی طرح آزمانے کے بعد کہ وہ فاتینا کے راز کو راز ہی رکھے گی فاتینا نے اس سے تھوڑی بہت اپنی ذاتی باتیں بتانی شروع کر دیں تھیں۔

ساشا اور طحہ کے بارے میں بھی وہ مزنی کو بتا چکی تھی مگر اپنے اور دریاب کے بارے میں ابھی تک اسے نہیں بتایا تھا۔

"ان دونوں کی اسی ہفتے کے آخر میں شادی ہونے والی ہے" اس کی بات پر مزنی کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

"واقعی میں یہ تو بہت اچھا ہو گا۔ تم مجھے بلاؤ گی انکی شادی میں" مزنی نے خوشگوار حیرت کا مظاہرہ کرتے آخر میں حسرت سے پوچھا۔

"ابھی ڈیسا ئیڈ تو ہونے دو۔۔۔ ویسے بھی تمہیں کسی خاص بندے سے ملانا

ہے "فاتینا کے انداز میں پراسراریت تھی۔

"کس سے؟" وہ کچھ پریشان ہوئی اب تو اسکا ہر انداز مزنی کو خوفزدہ کرتا تھا کب کیا کر جائے۔

"افوہ ایک تو تم ڈرپوک اس قدر ہو میں نے کون سا تمہیں ڈریکولا سے ملو ادینا ہے۔۔ حد ہے مزنی میری دوست ہو کر بھی اتنی ڈرپوک ہونا" فاتینا نے افسوس سے سر ہلایا۔

"تو کیا کروں تم اتنی ان پریڈیکٹبل ہو گئی ہو کہ اب ڈر ہی لگتا ہے" اس نے روہانسی لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے لئے کیا سوچ رہی ہوں اور تم۔۔۔ لعنت میری سوچ پہ" فاتینا اس کے انداز پر سچ مچ برامان گئی۔

"اچھا نہ یار۔۔ چلو کچھ کھالیں" مزنی نے بات پلٹنا چاہی۔

"نہیں ابھی تھوڑی دیر بعد چلتے ہیں" نجانے اسکی چھٹی حس اسے کیوں بار بار

کہہ رہی تھی کہ دریاب کسی اور ہی چکر میں آج نمرہ کے ساتھ ساتھ ہے۔
وہ مزنی کے ساتھ ایک بیچ پر بیٹھ گئی مگر نظریں ان دونوں پر جمی تھیں۔
مزنی نے اپنی لاپرواہ طبیعت کے باعث فاتینا کی حرکتوں پر غور نہیں کیا بلکہ اسکے
ساتھ باتوں میں مصروف رہی اور فاتینا جو ہمیشہ سے ایک وقت میں کئی کام
کرنے کی عادی تھی اس وقت بھی بڑے مزے سے مزنی کی باتوں کے جواب
دینے کے ساتھ ساتھ دریاب اور نمرہ پر بھی نظریں جمائے بیٹھی تھی اور دماغ
میں اگلا لائحہ عمل بھی تیار کر رہی تھی۔

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ نمرہ موبائل پر باتیں کرتے ہوئے نظر آئی اور پھر
عجلت میں ایک سمت چل پڑی۔

دریاب بھی تھوڑی دیر بعد تیزی سے ایک جانب جاتا دکھائی دیا۔
فاتینا نے جلدی سے موبائل بیگ سے نکال کر ایسے پڑھا جیسے کسی کا میسج آیا ہو۔
جبکہ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

"مزنی یار سا شاکا میج ہے مجھے ذرا ایمر جنسی میں نکلنا ہے۔۔۔ تمہیں بتایا تھا نہ کہ آج طحہ کی امی آرہی ہیں تو بس اسلئے جلدی جانا ہے" تیزی سے مزنی کو بتاتی وہ بھی کھڑی ہوئی۔

"ہاں ہاں تم جاؤ" اسے خدا حافظ کہتی وہ اسی سمت بڑھی جس جانب دریاب گیا تھا۔

تیزی سے بھاگتے ہوئے جو نہی وہ ڈیپارٹمنٹ کے پیچھلی جانب آئی دریاب اپنی گاڑی ریورس کرتا ہوا تیزی سے پارکنگ سے نکال رہا تھا۔ وہ تیزی سے بھاگی۔

جو نہی اس نے گاڑی ریورس کر کے باہر نکالی فائینا گاڑی کے سامنے کھڑی ہو کر اسے روکنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

اگر وہ بروقت بریک نہ لگاتا تو یقیناً گاڑی فائینا کو لگتی۔

"کیا یو تو فی ہے یہ" جو نہی وہ گاڑی میں بیٹھی۔ دریاب غصے سے گھورتے

ہوئے بولا۔

"یہ بے وقوفی نہیں غفلندی ہے۔۔۔ کیلے تو اب آپ کو کسی مشن میں نہیں جانے دوں گی" وہ بیگ پچھلی سیٹ پر پھینک کر ایسے بولی جیسے وہ آفس ٹور پر نکلا ہو۔

"یہ یقیناً آپ اسی پیپر کے بل بوتے پر کہہ رہی ہیں جسے آپ نے کوئی اہمیت نہیں دی تھی نا" دریاب نے طنز کیا۔

"جی نہیں بلکہ اس انفارمیشن کی بنیاد پر جسکی وجہ سے یہ مشن شروع ہوا تھا۔۔۔ ایسے ہی تو آپ کو سارا کریڈیٹ نہیں لینے دوں گی۔ میں اگر شہریار اور نمرہ کو ہائی لائٹ نہ کرتی تو آپ ابھی تک یونی میں بیٹھے ٹامک ٹونیاں لے رہے ہوتے" اس نے دریاب کی غلط فہمی دور کی۔

"یہی سوچ ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے آپ ابھی تک چھوٹی سے ایجنٹ ہیں۔۔۔ دریاب نہیں بن سکیں" دریاب نے اسی کے کہے الفاظ اس کو لوٹائے۔

"مجھے اب دریاب بن کر کرنا بھی کچھ نہیں" اس نے نہ جانے کس رو میں کہہ دیا۔

دریاب چونکا۔

"اچھا وہ کیوں؟" مسکراہٹ دباتے ہوئے وہ بولا۔

"آپ کو کیوں بتاؤں۔۔۔ خوا مخواہ۔۔۔ پرسئل ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔"

یکدم وہ واپس اپنے خول میں سمٹی۔

"آپ یقیناً نمرہ کے پیچھے جارہے ہیں" پھر تھوڑی دیر بعد بولی۔

"یقیناً۔۔۔ کوئی ماسک ہے آپ کے پاس" اب جب وہ اسکے ساتھ شامل ہو ہی گئی تھی تو اسکی حفاظت کرنا اس کا فرض تھا۔

ہاں ہے۔۔۔ ارے یاد آیا آپ تو گاڑی بھی کوئی اور لے کر آئے ہیں۔۔۔ یہ آپ کی

گاڑی تو نہیں "فاتینا نے تیزی سے پیچھے پڑا بیگ کھنگالا۔

دریاب نے "ہوں" کہہ کر گاڑی کے ڈیش بورڈ سے ایک ماسک نکالتے ہوئے

پہنا۔۔

فاتینا نے بھی اسکی پیروی کی۔

دونوں کی شکلوں پر ایسے ماسک چڑھ چکے تھے جس سے انکو پہچانا کسی کے لیے بھی ممکن نہیں تھا۔

"شہریار نے اسے بلایا ہے نا۔۔ مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ اس اب نمرہ سے پوچھ گچھ کرنی ہے" فاتینا نے فخریہ انداز اپناتے ہوئے اپنی دو راندیشی بیان کی۔
"کوئی تیر نہیں مارا آپ نے میں اور سر آل ریڈی اس پہلو کو ڈسکس کر چکے ہیں" دریاب نے اسکی بات کو اہمیت نہ دی۔
"آپ تو ویسے بھی دوسروں کے ٹیلنٹ سے جلتے ہیں" وہ کہاں چپ کرنے والوں میں سے تھی۔

دریاب نے اسے گھورا۔ ذرا جو اسے اپنے اور اسکے درمیان رشتے کا احساس ہوتا۔
گاڑی سے اتاروں "وہ غصے سے بولا۔

"ایکسیو زمی سوچیئے گا بھی مت۔۔۔ ایک منٹ کی دیر نہیں لگاؤں گی آپکا ماسک اتارنے میں" اسکی دھمکی پر دریاب کی بھنویں تنیں۔

"کچھ زیادہ ہی ہلکا لے رہی ہے مجھے" اس نے دل میں سوچا۔

وقت کی نزاکت کا احساس کر کے وہ فی الوقت کے لیے خاموش ہو گیا۔

جو نہی ان کی گاڑی مین لائبریری کی پارکنگ کے قریب آئی انہوں نے نمرہ کو شہریار کی گاڑی میں بیٹھتے دیکھا۔

"یہ اسے کہاں لے کر جا رہا ہے" فائینا نے اپنی سوچ کو الفاظ دیئے۔

"پوچھ گچھ کے لئے" دریاب کی بات پر وہ الجھی۔

"کیا مطلب؟"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے نمرہ کو شہریار کی کال آئی تھی اور اس نے اسلحہ اور منشیاب

کے خود بردہ ہونے کی اطلاع دی تھی۔ ساتھ میں یہ کہا تھا کہ ضروری ملنا ہے۔

وارڈن سے تشدد کے بعد بھی کچھ اگلوانے کے باوجود انہیں یہ معلوم نہیں ہوا

کہ اس نے مخبری تو نہیں کی۔

لہذا اب مجھے یقین ہے کہ وہ نمرہ سے پوچھ گچھ کریں گے۔ اور یہ سب حالات ہمارے ذہن میں پہلے سے تھے۔"

"تشدد کا آپکو کیسے پتہ" فائینا نے حیرت سے پوچھا۔

کیمرے کو چیک کرنے کے لئے تو وہ ساشا کو بٹھا کر آئی تھی۔ اور اسے ہدایت دے آئی تھی کہ جو کچھ ہوا اسے ریکارڈ کر لے۔

"آپ جو رات کو کارنامہ کر کے آئی ہیں اس سے۔۔"

"ایک تو یہ ساشا بہت بری مخبر ہے" اس نے سر جھٹکا۔

وہ اب بآسانی شہریار کی گاڑی کا پیچھا کر رہا تھا مگر اس طریقے سے کہ اسے شک نہ گزرے۔

"اسکے علاوہ کیا فائدہ ہوا ان کیمرے کا؟" اس نے اپنے کام کی تعریف سننی

چاہی۔

"کوئی خاص نہیں" وہ دریاب ہی کیا جو اسے نہ چڑائے۔

"کیا مطلب اتنی محنت کر کے، اپنی جان پر کھیل کر اتنا بڑا رسک لیا۔۔ اور آپ۔۔۔ خود تو وہاں بیٹھے چاکلیٹ کھانے میں مصروف تھے۔۔۔" وہ اسکی توقع کے مطابق خاصا تلملائی۔

"تھوڑا سا فائدہ ہوا ہے" اس نے جان بوجھ کر اسے اور بھی ستایا۔ فاتینا خاموش رہی۔

"جو پولیس کے بندے انوالو تھے ان سب کی نشاندہی ہو گئی ہے اور وصی اور حذیفہ انہیں انڈر گراؤنڈ کرنے کی مہم پر گئے ہوئے ہیں" دریاب نے تفصیل بتائی۔

"نہیں نہیں یہ کریڈٹ بھی خود لے لیں" وہ غصے میں بھری بیٹھی تھی۔
"اتنا جلتی ہیں تبھی رنگ سانولا ہے" دریاب نے اسکے سانولے رنگ پر چوٹ کی۔

"آپ جو آٹے کا ملبہ ہیں۔۔۔ آپ جیسوں کو کیا پتہ سانولے رنگ میں کس قدر کشش ہوتی ہے" وہ ناک چڑھا کر بولی۔

دریاب اس کے اترانے پر مسکرا ہٹ دبا گیا۔

شہر یار کی گاڑی ایک گنجان آباد علاقے کی جانب مڑی جہاں پر بہت سے گھر زیر تعمیر تھے۔

ان میں سے ایک گھر کے سامنے اس نے گاڑی روکی جس کا صرف ڈھانچہ کھڑا ہوا تھا۔

دریاب نے گاڑی تھوڑے فاصلے پر روکی۔

"یہ جو گھر بن رہا ہے ہم ابھی یہاں پر جائیں گے اور اسکی بیک سے اس والے گھر کی بیک سائیڈ پر جائیں گے۔ اپنا بیگ اٹھائیں" کہتے ساتھ ہی وہ نکل کر متوازن چال چلتا فامینا کے فریب آیا جو گاڑی سے نکل رہی تھی۔

اس وقت اس علاقے میں کسی کسی گھر میں مزدور کام میں مصروف تھے۔

وہ آہستہ سے چلتے اس غیر تعمیر گھر میں گئے وہاں سے اسکی بیک سائیڈ سے نکل کر دبے قدموں بھاگتے ہوئے اس گھر کی جانب آئے جہاں شہریار نمبرہ کو لے کر گیا تھا۔ پچھلے حصے سے گھوم کر وہ دائیں طرف بنی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے آگے بڑھے تو ایک کمرے میں وہ دونوں کھڑے نظر آئے۔

"آپکے پاس وہ ڈیوائس ہے جس سے کچھ ایریا کے اندر ہونے والی گفتگو ریکارڈ کی جاسکتی ہے؟" دریا ب نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑی فاطمہ سے پوچھا۔
اس نے جلدی سے وہ ریکارڈر نکال کر دریا ب کو پکڑایا۔

اس نے آہستہ سے دیوار میں بنے ایک سوراخ میں ریکارڈر رکھ کر اس کا منہ شہریار اور نمبرہ کی جانب کر دیا۔
کچھ دیر کے بعد جیسے ہی وہ دونوں نکل کے گئے۔

دریا ب نے وہاں سے نکلتی فاطمہ کا بازو تھام کر اسے وہاں سے نکلنے سے روکا۔
"ابھی نہیں پانچ منٹ بعد یہاں سے نکلیں گے۔ شک کا کوئی موقع انہیں ملنا

نہیں چاہیئے۔۔ میں نے منہ پر ماسک لگایا ہے کپڑے وہی والے پہنے ہوئے
ہیں۔۔۔ ویسے بھی نمبر میرے کپڑے پہچان لے گی۔ آج میں اسے اس بلیک
جیکٹ اور اسکن جینز میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔

دریاب نے ماسک اتارتے اسے دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کا ماسک اتار کر اس کے
چہرے پر بکھرنے والے جیلیسی کے تاثرات سے محظوظ ہوا۔

"ان بے وقوف لڑکیوں نے ہی آپ جیسوں کا دماغ خراب کیا ہوا ہے" اس نے
لاپرواہی کا مظاہرہ کرنا چاہا مگر مقابل بھی دریاب تھا جس کی عقابانی نظریں لوگوں
کے دلوں میں پلنے والے بھید تک جان لیتی تھیں۔

"نہیں مجھے کسی اور نے بھی کہا تھا کہ مجھ جیسے بندہ اگر مغرور ہے تو ہونا بھی
چاہیئے۔" اس نے مسکراتے ہوئے پھر سے فاتینا کو اسکی کہی ہوئی بات یاد دلائی۔
"ہاں اور میں مانتی ہوں کہ میں نے کچھ لوگوں کو جاننے میں جلد بازی کا
مظاہرہ کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ انکے بارے میں رائے بھی بے حد جلدی قائم

کی۔۔" وہ پھر سے برامانتے ہوئے بولی۔

"آپ ہر وقت مرچیں کیوں چباتی ہیں" دریاب کی شرارتی مسکراہٹ نے پھر سے اسے تاؤ دلایا۔

"تصحیح کر لیں ہر وقت نہیں کچھ لوگوں کی شکل دیکھ کر چباتی ہوں۔۔۔ ہر بندے کو اسکے مطابق ڈیل کرتی ہوں" کہتے ساتھ ہی اپنا بازو چھڑایا جواب تک اسکی گرفت میں تھا۔

"اب چلیں یا پھر آج ساری ہسٹری ریوائیو کرنی ہے" فاتینا نے اپنے حوالے سے اس پر طنز کیا۔

"چلیں جی۔۔۔ طوفان کو ویسے بھی روکنا خطرے سے خالی نہیں ہوتا" اسکی بات پر فاتینا کو لگا اس بندے کے ساتھ زندگی گزارنا اپنے اعصاب کا امتحان لینے کے مترادف ہے۔

وہ دونوں اسی گھر کی جانب سے ہو کر گاڑی میں واپس آ کر بیٹھے۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ شاہور لے کر فارغ ہوئی تھی۔ صبح سے دماغ مختلف سوچوں میں بٹا ہوا تھا۔ کبھی ہاسٹل میں وارڈن پر تشدد کرتے وہ پولیس اہلکار سامنے آتے، کبھی سوچ فائینا کی جانب جاتی۔ اور پھر آخری سوچ جو اسے نہ صرف پریشان کر رہی تھی بلکہ گھبراہٹ میں بھی مبتلا کر رہی تھی۔ وہ تھی طحہ کی ممی کی آمد جو کچھ دیر بعد ہونے والی تھی۔

وہ یہی سب سوچتی بالوں کو تولیے سے سکھاتی غائب دماغی سے شیشے میں نظر آنے والے اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی کہ اسکی سوچوں کے تسلسل کو موبائل کی بیل نے توڑا۔

طحہ کا نام جگمگاتا دیکھ کر پریشانی اور بھی سوا ہوئی۔

"اسلام علیکم" پکپکاتے ہاتھوں سے کال اٹینڈ کرتے ساتھ ہی اس نے سلامتی بھیجی۔

"وعلیکم سلام کیسی ہیں" وہی نرمہٹ بھرا لہجہ جو سا شاکا ہر غم دور کر دیتا تھا۔
"بالکل بھی ٹھیک نہیں" اسکی رونی سی آواز نے طحہ کو تشویش میں مبتلا کیا۔
"کیوں کیا ہوا ہے۔۔ سب خیریت ہے۔۔ آئی ٹھیک ہیں" پہلا خیال مریم کا
آیا۔

"وہ تو بالکل ٹھیک ہیں مگر میں ٹھیک نہیں"
"کیوں اب میرے مریض کو کیا ہوا ہے" طحہ نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ کچھ کچھ
اسکی کیفیت سمجھ آرہی تھی۔ رات میں بھی بہت سے پریشانی والے میسجز وہ کر
چکی تھی۔

"ویسے آپکی اطلاع کے لیے عرض می آپکی جانب آنے والی ہیں۔ ایرپورٹ
سے اترتے ساتھ ہی انہوں نے اپنی ہونے والی بہو سے ملنے کی رٹ لگالی تو بھائی
کے ساتھ انہیں بھیج رہا ہوں۔۔ ولی بھی آیا ہوا ہے" طحہ چار بہن بھائی تھے۔
ایک بھائی ولی طحہ سے چھوٹا اور اے سی سی کر کے جاب کر رہا تھا۔ اسکے بعد دو

بہنیں مرینہ اور فاریہ تھیں دونوں جوڑواں تھیں اور ان دنوں ایم اے انگلش کر رہی تھیں۔ طحہ کے ماں باپ اسلام آباد میں رہتے تھے۔ جبکہ وہ اپنے کام کی وجہ سے لاہور میں تھا۔

"ہائے اللہ وہ آنے بھی والی ہیں۔ طحہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے" آخر اس نے اپنی پریشانی بتائی۔

"ڈر کس بات کا ڈیرا انہوں نے کون سا آپکا انٹرویو کرنا ہے۔۔۔ وہ آپ کو دیکھے بنا ہی آپ سے بہت محبت کرتی ہیں۔۔۔ ساشا ہر کوئی سطحی سوچ رکھنے والا نہیں ہوتا اور کیا آپ کو مجھے دیکھ کر اندازہ نہیں ہوتا کہ میری ممی کیسی نیچر کی ہوں گی۔ انہوں نے ہمیشہ ہم بھائیوں کو عورت کی عزت کرنا سیکھائی ہے تو کیا وہ خود اپنی ہی صنف کی دشمن ہو سکتی ہیں۔ ریلیکس ہو کر ملیں اور ہر خدشے کو اپنے ذہن سے نکال دیں۔ مجھے امید ہے جب کچھ دیر بعد میں فون کروں گا تو آپ کی فریش اور پریشانی سے پاک آواز سننے کو ملے گی۔" طحہ نے اسے رساں سے

سمجھایا۔

"ان شاء اللہ" گھبراہٹ تو ابھی بھی تھی مگر طحہ سے بات کر کے اسے ایسے لگا کہ اب وہ اسکی ممی کا سامنا کر پائے گی۔

"اب ریلیکس ہیں" اس بندے کا بھی خیال رکھنے کا اپنا ہی انداز تھا۔
ساشانے اسکی محبت پر فخر سے سوچا۔

"جی۔۔" اس نے شیشے میں اپنا ناقدا نہ جائزہ لیتے ہوئے کہا۔
گرے اور ریڈ کلر کی خوبصورت سی شارٹ شارٹ اور ٹراؤزر میں گھنگریالے بالوں کے ساتھ وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔
"گریٹ۔۔" اب یہ کچھ دن ٹینشن فری ہو کر گزاریں تاکہ جب آپ میرے پاس ہمیشہ کے لئے آئیں تب آپکا مسکراتا چہرہ مجھے دیکھنے کو ملے۔۔۔ بہت روتی بسورتی شکل دیکھ لی ہے آپکی" طحہ نے لطیف سا مذاق کیا تاکہ وہ اور ریلیکس ہو جائے۔

"کوشش کروں گی" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کیا کیونکہ باہر بیل بج چکی تھی اور یفینا آنے والی طحہ کی ممی اور اسکا بھائی تھے۔

وہ تیزی سے بالوں میں برش پھیر کر شال سر پر لے کر نیچے کی جانب آئی۔
"بیٹا لگتا ہے وہ لوگ آگئے ہیں" مریم آج اٹھ کر چلنے پھرنے کے قابل ہوئیں تھیں۔ طحہ اور ساشا کے لئے وہ ایسے ہی خوش تھیں جیسے دریاب اور فاتینا کے لئے ہوئیں تھیں۔

"جی اماں" ساشا کو لگا اسکے ہاتھ پاؤں پھر سے پھول رہے ہیں۔
چوکیدار کو وہ کچھ دیر پہلے ہی کہہ چکی تھیں کہ کچھ مہمان آئیں تو انہیں سیدھا لاؤنج میں ہی بھیج دیں۔

ساشا تیزی سے کچن کی جانب بڑھی اور مریم صوفے پر بیٹھیں مہمانوں کے اندر آنے کا انتظار کرنے لگیں۔

کچھ دیر بعد ایک باوقار سی خاتون اور انکے ساتھ طحہ سے ملتا جلتا ایک لڑکا اندر

آیا۔

"اسلام علیکم" وہ ایسے مریم کی جانب بڑھیں جیسے برسوں سے جانتی ہوں۔

مریم نے بھی بہت خوشگوار انداز میں انہیں خوش آمدید کہا۔

سلام دعا کے بعد باتیں شروع ہو گئیں وہ مریم کا حال پوچھنے لگ گئیں کیونکہ طحہ انہیں مریم کی طبیعت کے متعلق بتا چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد چائے اور ساتھ میں بہت سے لوازمات لے کر ساشالاؤنج میں آئی۔ اتنا دل تو کبھی طحہ کے دیکھنے پر نہیں دھڑکا تھا جتنا اسکی می سے ملتے ہوئے دھڑک رہا تھا۔

"اسلام علیکم" وہ جو مریم سے پوری طرح باتوں میں مگن تھیں میٹھی سی آواز پر انہوں نے سامنے دیکھا تو بے تحاشا حسن لئے ساشالاؤنج کے سامنے تھی۔

"وعلیکم سلام۔۔۔ یہ ہماری بیٹی ہے؟" انہوں نے محبت بھرے لہجے میں کھڑے ہو کر مریم سے تصدیق چاہی۔

"جی ہاں اب تو آپکی ہی ہے" انہوں نے بھی ساشا کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"ماشاء اللہ۔۔۔ بہت پیاری بیٹی ہے میری۔۔۔" انہوں نے محبت سے اسے
لیٹاتے کہا۔ دل بے اختیار خون کے آنسو ان ماں باپ کے لئے رویا جو اسے دنیا
میں لانے کا سبب بنے اور اپنے چاند سے ٹکڑے کی اس قدر ناقدری کی۔
بمشکل اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھتے انہوں نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں
لے کر اسکے ماتھے پر ممتا بھرا بوسہ دیا۔

ساشا کو لگا اس نے ماں کے لمس کو چھو لیا۔ بے اختیار آنسو بہے۔
"ارے میرا بچہ پریشان کیوں ہو۔۔ ہم سب تمہارے اپنے ہیں" اسے اپنے
ساتھ بٹھاتے انہوں نے پیار سے اسکے آنسو صاف کیئے۔
"اسلام علیکم بھابھی" ولی نے اسے اس جذباتی ماحول سے نکالنے کے لئے جھٹ
سلام کیا اور پھر ایسا باتوں میں لگایا کہ وہ کچھ دیر کی سب کیفیت بھول گئی۔ چائے
پیتے، انہیں سرو کرتے اسے ایسا محسوس ہوا وہ نجانے کب سے ان سب کو جانتی

ہے۔

طحہ نے کتنا صحیح کہا تھا ایک مرد تب ہی عورت کی قدر کر سکتا ہے جب ایک عورت اسے اس کی عزت کا سبق سکھائے اور وہ عورت سوائے اسکی ماں کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ آج اگر ہم اپنے بیٹوں کو یہ سکھائیں کہ گلی میں گزرتی، کالج میں پڑھتی۔ کام کے لئے دھکے کھاتی ہر ایک عورت کی اس نے عزت کرنی ہے تو معاشرے سے عورت کی بے حرمتی کے سب قصے ختم ہو جائیں۔ دن رات سسرال میں نفرت اور اذیت میں بسنے والی عورتوں کی کہانیاں ختم ہو جائیں۔ یہ عورت ہی ہے جو مرد سے اپنی صنف کی عزت کروا سکتی ہے۔

دریاب اور فائینا والپسی کے راستے پر تھے جب دریاب نے ایک خالی سڑک دیکھ کر گاڑی روکی۔

"کیا ہوا" وہ جو اپنے ہی خیالوں میں تھی یکدم چونکی۔

"اس ریکارڈنگ کو سننا ہے" دریاب نے کہتے ساتھ ہی اس ریکارڈر کے پلے کا بٹن دبایا جس میں سے شہریار اور نمرہ کی آواز آرہی تھی۔

"تمہیں میں بتا چکا ہوں کہ ہماری مخبری ہوئی ہے۔۔۔ اس وارڈن سے ہم نے ہر طریقے سے پتہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر وہ کچھ جانتی تو مار کھانے کے بعد ضرور بکتی۔ مگر اس کے بعد بھی اگر وہ کچھ نہیں بولی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ واقعی نہیں جانتی کے اس سب کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔ اب وہ دوسرا شخص جو اسلحے اور منشیات سے واقف تھا وہ تم تھیں۔ کو برانے مجھے کہا ہے کہ جیسے بھی ہو تم سے پوچھ گچھ کروں کہ کیا یا سب تم نے کروایا ہے"

"تم پاگل ہو گئے ہو۔۔۔ میں جس کی روزی روٹی اس کام سے جڑی ہے میں خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماروں گی اور اسے ادھر ادھر کرواؤں گی۔ حد ہو گئی تم بھی عقل سے پیدل ہو اور تمہارا وہ باس بھی۔ جس طرح وارڈن نہیں جانتی اسی طرح میں بھی انجان ہوں کہ یہ سب کس نے کیا ہے۔ اور نہ ہی میں نے کسی کو

اس سب میں شامل کیا ہے۔ اور ویسے بھی تمہاری جو آدمی مرا ہے۔ تمہارے مطابق کسی نے اسکی گردہ کی ہڈی توڑ کر اسے مارا ہے تو تم نے اسکے چہرے اور گردن سے فنکریپرٹس کیوں نہیں لئے۔ اس طرح تو بہت جلدی مجرم کا اندازہ ہو جاتا۔ "نمرہ نے اسے ایک نئی راہ دکھانی چاہی۔

"یہ سب ہم کروا چکے ہیں۔۔۔ مگر کسی نے بہت ہوشیاری سے کام کیا ہے۔۔۔ گلوں پہن کر لہذا فنکریپرٹس نہیں لئے جاسکتے۔ دیکھو نمرہ میں تو ابھی بہت آرام اور طریقے سے تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کہیں تم کسی کو اس سب کے بارے میں بتاؤ نہیں چکیں۔ اگر ایسا ہے تو صاف صاف بتا دو۔ میں گرنٹی دیتا ہوں کہ میں کسی کو تمہیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں دوں گا۔ لیکن اگر تم نے کچھ بھی چھپایا تو یاد رکھنا میرے بعد اگلی پیشی تمہاری کو برا کے پاس ہوگی اور وہ کسی کا بھی لحاظ نہیں کرتا۔ تمہاری چٹری ادھیڑ نے میں ایک سیکنڈ کی دیر نہیں لگائے گا" اس نے نمرہ کو دھمکانا چاہا۔

"ایسے بہت سے کو برے دیکھے ہیں۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔ میرا اٹھنا بیٹھنا ہر وقت
ان منسٹروں۔۔ پولیس والوں اور بد معاشوں کے ساتھ ہوتا
ہے۔۔ لہذا مجھے فضول قسم کی دھمکیاں دینے کی جرات مت کرو۔۔۔" وہ
نخوت سے بولی۔

"تو پھر وہ حیدر کیوں ہر وقت تمہارا دم چھلانا رہتا ہے۔۔ اسے کیا بھائی بنایا ہوا
ہے" شہریار کی نفرت سے بھرپور انداز آئی۔
اور اسکی بات پر فاتیما سے اپنا قہقہہ روکنا مشکل ہو گیا۔ اسے اونچے اونچے ہنستے
دیکھ کر دریاب کو ریکارڈر بند کرنا پڑا۔

"کیا مسئلہ ہے فاتیما۔۔۔ سننے تو دیں۔۔۔ ہنس بعد میں لینا۔۔۔" وہ جھنجھلایا۔
"بھائی۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ منظور نظر کے بھائی بن گئے" وہ پھر ہنستی چلی گئی۔
"شٹ اپ۔۔۔ اب دانت نکالے تو سیریلی اس خالی سڑک پر چھوڑ کر چلا
جاؤں گا" دریاب نے اب کی بار غصے سے کہا۔

جس کا خاطر خواہ اثر یہ ہوا کہ فاتینا خاموش ہو گئی۔

دریاب نے پھر سے وہیں سے ریکارڈر چلایا۔

"بکواس مت کرو۔ وہ جو کوئی بھی ہے تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا

چاہیئے۔ تم میرے گارجین نہیں لگے ہوئے کہ تمہیں اپنے ہر پرسنل میں انوالو کروں" اس نے شہریار کو ڈپٹا۔

"اگر اس سب کے پیچھے تمہارا وہی چسپتا ہوا تو یاد رکھنا میں تمہیں کو برا کے

عتاب سے ہر گز نہیں بچاؤں گا" شہریار کی وارننگ دیتی آواز آئی۔

"تم سے مدد کی بھیک مانگوں گی بھی نہیں۔ لے جانا اپنے اس کو برا کے پاس میرا

جواب یہی ہو گا" نمرہ کے جواب کے بعد وہاں خاموشی چھا گئی۔

"آپ اپنے اصل حلیے میں یونیورسٹی میں موجود تھے۔ لہذا آپکو ٹریس کرنا

کو برا کے لیے کوئی مشکل بات نہیں ہوگی۔" ٹیپ بند ہونے کے بعد فاتینا نے

سنجیدگی سے کہا۔

"یہی میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے جانے کہ میں کون ہوں۔۔۔ تبھی لڑنے میں
مزہ بھی آئے گا۔" دریاب کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

اور فاتینا جو کتنی حسرت سے سوچتی تھی کہ کبھی دریاب سے مل پائے گی کہ
نہیں۔۔۔ اسے دیکھ پائے گی کہ نہیں۔ آج اسکے پہلو میں ایک مضبوط حیثیت
سے بیٹھی اس پر عزم انسان کو دیکھ رہی تھی جو اسکی اس فیلڈ میں آنے کی وجہ
تھا۔

دل میں فخر یہ جذبے ابھرے۔

"نوشے میاں تیار ہو جا اس جمعہ کو قید بامشقت کے لیے اور بیٹا یہ ایسی مشقت
ہے کہ جس کے بعد لوگ کہتے ہیں نانی یاد آ جاتی ہے۔۔۔ اب تیرے ایکسپیرنس
کے بعد پتہ چلا گا کہ یہ خالی خولی باتیں ہیں یا واقعی ان میں کوئی حقیقت پوشیدہ
ہے۔۔۔ کیونکہ تو تو میرا پکا والا یار ہے۔ اس دریاب کی طرح مینا نہیں کہ مجھ

سے اپنے دل کے پھپھو لے نہ پھولے۔ "طحہ جو کچھ دیر پہلے ہاسپٹل سے آیا تھا اور آتے ساتھ ہی وصی نے اسے یہ خبر دی کہ اسکی ممی نے ساشا کو اوکے کرنے کے بعد اسی ہفتے میں جمعہ کے دن ان کی شادی کی تاریخ رکھ دی ہے جو کہ چار دن بعد تھی۔

اس کے بعد وصی تھا اور طحہ کی پتلی گردن۔

"تمہاری منحوس باتوں کے بعد تو یقیناً کوئی خوشگوار تجربہ نہیں لے سکوں گا" طحہ نے اسکی باتوں پر سر پکڑ کر کہا۔

"دنیا سچے لوگوں کو کب برداشت کرتی ہے" اس کی دہائیاں عروج پر تھیں۔ وصی نے اکتاہٹ سے حذیفہ کو دیکھا جو طحہ کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا خاموشی سے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا کر رہ گیا۔

"وہاں ساشا بھابھی تو نہیں بیٹھیں کہ تو اسے اتنے پیار سے دیکھ رہا ہے" وصی نے سرگوشی کی۔

"تیری بکواس کب ختم ہوگی۔۔۔ تجھے واسطہ ہے تو کوئی لڑکی پسند کر لے تاکہ پھر ہمیں بھی تیرا ریکارڈ لگانے کا موقع ملے" وصی نے بے چارگی سے کہا۔ وہ جانتا تھا اب یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

"وہ کیا ہے کہ میں تم لوگوں جیسا نظر باز نہیں سب لڑکیوں کو بہنیں سمجھتا ہوں" وصی کی معصومیت پر اسکی گردن اگلے ہی لمحے طحہ کے ہاتھوں میں تھی۔

"ارے کچھ خدا کا خوف کرو میری گردن پتلی ہونے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کے تم لوگ ہر وقت اسے دبائے رکھو۔۔۔ کبھی وہ دریاب پکڑتا ہے اور کبھی تم۔۔۔ کاش تم لوگوں کی طرح میری گردن بھی موٹی ہوتی" وہ واویلا کر رہا تھا۔

"ہم نظر باز ہیں" طحہ مصنوعی غصے سے بولا۔۔

"نہیں نہیں تم لوگ تو ٹوپی برقع پہن کر پھیرنے والے شریف لڑکے ہو وہ تو

میں ہوں جو لڑکیاں تاڑتاڑ کرتی لوگوں کے ساتھ سیٹ کرواتا ہوں " وہ جلدی سے بولا۔

"وصی تو واقعی کسی دن ضائع ہو جائے گا ہمارے ہاتھوں " طحہ نے اسکی گردن چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو بھابھی نے قدم رنجہ نہیں فرمائے تو میں تجھے کھٹکنے لگ گیا ہوں وہ آئیں گی تو تو ہمیں پہچاننے سے انکار کر دے گا۔ "وصی کہتے ساتھ ہی کمری کی جانب دوڑ پڑا

شہریار کو مسلسل کوبرا کا فون آرہا تھا مگر اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے کیا بتائے۔

آخر تیسری مرتبہ اسکے فون کرنے پر اس نے فون اٹھالیا۔
"باس وہ میں نے اس سے پتہ کیا ہے؟ "اس نے تھوگ نکلتے بات کا آغاز کیا۔

"پھر" کو برا سرد لہجے میں بولا۔

"وہ کہتی ہے اسے خود بھی کچھ خبر نہیں اور نہ ہی اس نے کسی کو بتایا ہے۔۔ وہ

قسمیں کھا رہی تھی۔" شہریار نے تیزی سے اپنی صفائی دی۔

"ہمم۔۔ مطلب تم ناکام رہے" اس نے ہنکارا بھر کر کہا۔

"باس اگر واقعی اسے پتہ ہوتا تو وہ بتاتی" شہریار نے اسکی طرف داری کرنی چاہی۔

"تمہارا اس کام کے لئے انتخاب کر کے میں نے بہت بڑی غلطی کی شاید سب

سے بڑی۔۔ اس قدر ناکارہ انسان ہو تم نجانے کیسے کچھ بڑی جماعتوں کے

ساتھ کام کر لیا۔ ایک لڑکی کے آگے چھپھوند رہے ہوئے ہو۔۔ تف ہے تم

پر۔۔ اب میں خود ہی اپنے طریقے سے اس سے بات کروں گا۔ اور

تم۔۔ تمہارا بھی کوئی علاج کروانا ہوں" اس کی باتوں سے شہریار کو کسی سازش

کی بو آ رہی تھی۔

اسے کو برا کے کہے الفاظ یاد آرہے تھے۔" جو میرے لئے ناکارہ ہو جاتا ہے وہ

پوری دنیا کے لیے ناکارہ ہو جاتا ہے پھر دنیا میں بھلا اس کا کیا کام " اور اسے لگا کہ وہ اب کو برا کے لیے ناکارہ ہو گیا ہے۔ فون بند کرتے ہی اس نے تیزی سے اپنا دماغ گھومنا شروع کیا۔

پریشانی سے کمرے میں چلتا ہوا وہ بالوں میں ہاتھ پھنساتا مسلسل کچھ سوچنے میں مصروف تھا۔ چہرے پر تفکر کی لکیریں تھیں۔
پھر کچھ سوچ کر اس نے موبائل پر کوئی نمبر نکالا۔

"ہیلو۔۔۔ یار کسی طرح بارڈر کے راستے تم مجھے افغانستان پہنچا سکتے ہو۔"
"بس سمجھو جان خطرے میں ہے اور اگر جہاز کا راستہ چنا تو پکڑا جاؤں گا لہذا دوسرے طریقے سے یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں۔۔ تاکہ میری جان کے دشمن کو اندازہ بھی نہ ہو۔۔ کل کے دن میں ہی میں تم تک پہنچتا ہوں تم مجھے بس یہاں سے نکلوانے کی کرو" اس کا کوئی دوست تھا جسے پوری بات بتانے کے بجائے بس اپنا اس ملک سے بھاگنے کا مقصد بتایا تھا۔

"ٹھیک ہے میں آج رات ہی یہاں سے نکلتا ہوں" فون بند کر کے وہ کچھ مطمئن ہوا اور پھر تیزی سے الماری کی جانب بڑھ کر کچھ کپڑے بیگ میں ٹھونسنے کے سے انداز میں رکھنے لگا۔

اگلے دن سے ہی ساشا کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ گوکہ طحہ نے سختی سے کہا تھا کہ صرف نکاح۔ رخصتی اور اگلے دن ولیمہ ہوگا۔ اس کے باوجود فاتیما اور وصی نے گٹھ جوڑ کر کے انکی مہندی کا فنکشن نکال ہی لیا تھا۔

وصی نے حذیفہ اور دریاب کو بھی اپنا حامی بنا لیا تھا۔

نکاح کا دن جمعہ کا اسی وجہ سے رکھا گیا تھا کہ جمعرات کی رات سببطين اپنا مشن ختم کر کے آرہے تھے۔ لہذا ان سب نے جمعرات کی رات کو مہندی کا فنکشن رکھنے کا فیصلہ کیا۔

اس وقت بھی فاتیما، ساشا اور مزنی بازروں کی خاک چھان رہیں تھیں۔ ساشا

پہلی مرتبہ مزنی سے ملی تھی اور ملتے ساتھ ہی انکے مابین اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔ ساشا نقاب میں ہی تھی۔ جبکہ وہ دونوں اپنے مخصوص حلیے جینز، کرتا اور اسکارف کے ساتھ جیکٹس پہنے ہوئے تھیں۔

ساشا پہلی مرتبہ فاتینا کو لڑکیوں والے کسی کام کو شوق سے کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

وہ بڑھ چڑھ کر ساشا کے لیے مہندی کا سوٹ سلیکٹ کر رہی تھی۔ مزنی پہلے ہی اپنے لئے خرید چکی تھی۔

"تم کیا اس دن بھی اسی حلیے میں رہو گی" مزنی نے اسے ساشا کے لئے ذوق و شوق سے ڈریس سلیکٹ کرتے دیکھ کر پوچھا۔ کیونکہ اس نے ابھی تک اپنے لیے کچھ بھی نہیں لیا تھا۔ ساشا کے لئے کچھ سوٹ لیے تھے اور باقی کی مزنی کی شاپنگ میں مدد کی تھی۔

"یار مجھ سے یہ چمکیلے بھڑکیلے کپڑے نہیں پہنے جاتے ہاں دیکھنے کی حد تک اچھے

ہیں لیکن میں ان کو پہنوں۔۔۔ نووے۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر نہیں کا اشارہ کیا۔

"جو اپنے نکاح جیسے اہم دن پر ایسے کپڑوں کو اہمیت نہ دے اس نے کسی کی شادی میں کہاں سے ایسے کپڑے پہنے ہیں" ساشا بے اختیار وہ راز بول گئی جسے فاتینا نے ابھی تک مزنی سے چھپایا ہوا تھا۔

"کیا مطلب" مزنی بری طرح چونکی۔

"کچھ نہیں بک کر رہی ہے یہ" فاتینا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"بک بک نہیں کر رہی۔۔۔ تم کچھ چھپا رہی ہو میرے سے" مزنی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"آخر میرا اثر ہو ہی گیا تم پر۔۔۔ مگر افسوس بڑی دیر بعد ہوا"

"بات کو ادھر ادھر مت کرو۔۔۔ سیدھی طرح بتاؤ" ساشا بیچاری اپنی بے اختیاری پر شرمندہ ہو رہی تھی۔

"اف۔۔ نکاح ہو گیا ہے میرا" اس نے جس انداز میں کہا وہ مزنی کو مزید چونکا گیا۔

"ڈفرا تنی بڑی بات تم نے مجھ سے چھپائی اور یہ تو خوشی کی بات ہے" وہ آہستہ مگر پر جوش انداز میں بولی۔

مگر دوسری جانب ہر طرح کا جذبہ مفقود تھا۔

"یار عجیب ایمر جنسی والا نکاح تھا۔ مجھے نہیں پسند" اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"نکاح نہیں پسند یا جس سے ہوا وہ نہیں پسند" مزنی کہاں اب اس کا پیچھا چھوڑنے والی تھی۔

"ہوا کس سے ہے؟" وہ پھر پر جوش ہوئی۔

"جس نے مخبری کی ہے نا اسی سے پوچھو" وہ پھر ساشا کو گھورتے ہوئے اسکی جانب اشارہ کر کے بولی۔

"یعنی تم کتنی ڈلیش ہو۔۔۔۔ تم مجھے کبھی نہ بتاتیں "مزنی کو اب کی بار غصہ آیا۔
"ارے یار یہ بات نہیں۔۔" وہ جھنجھلائی۔

"ساشا تم بتاؤ" اب مزنی کا رخ خاموش بیٹھی ساشا کی جانب ہوا جو ان دونوں
کے بیچ بیٹھی ہوئی تھی۔

سیلز مین نے کپڑے پیک کر کے انکی جانب بڑھائے تو وہ خاموشی سے وہ لے کر
وہاں سے اٹھیں۔

مگر مزنی اب چین سے رہنے والی نہیں تھی۔
"یار وہ دریاب بھائی ہیں نا" ساشا کو بتانا ہی پڑا۔
"کون دریاب؟" اس نے الجھ کر سوال کیا۔

"جنہیں تم حیدر کی حیثیت سے جانتی ہو" اور پھر ساشا اسے الف سے یہ تک
سب بتا گئی۔ فائینا کی اسکے لئے فیلنگز بھی اور ان کا دریاب کی اصلیت چھپانا بھی۔
"اوہ گاڈس از سور و مینٹک" مزنی کو ایسے ہی لگا جیسے کسی فلم کی کہانی سنی ہو۔

"یار کتنا اثر سٹنگ ہے کہ جس بندے کو آپ بنا دیکھے اتنا پسند کرتے ہوں وہ یوں
اچانک آپکی زندگی میں شامل ہو جائے" مزنی دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر حسرت
اور خوشی سے ملے جلے تاثرات سمیت بولی۔

"اور پھر بھی کوئی اس کی قدر نہ کرے" یکدم پیچھے سے آنے والی آواز پر وہ
تینوں چونکیں۔

وہ تینوں اس وقت کے ایف سی میں ایک ٹیبل کے گرد بیٹھی باتوں میں
مصروف تھیں۔

تینوں اتنی مگن تھیں کہ انہوں نے وہاں بیٹھے دریاب کو دیکھا ہی نہیں اور اسی
کے آگے والی ٹیبل پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ مزنی اور ساشا فاتینا کی قسمت پر
رشتک کر رہی تھیں جبکہ وہ خود کو انجان ظاہر کرنے کے لئے موبائل میں گم
تھی۔

اور دریاب انکی گفتگو سن کر خود کو کچھ کہنے سے روک نہ پایا۔

"اسلام علیکم۔۔ آپ یہاں" وہ دونوں حیرت سے اسے دیکھتے بولیں۔ جواب انکی ٹیبل پر فاتینا کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"جی میں تو کب سے یہاں بیٹھا آپ کی گفتگو انجوائے کر رہا تھا" اس نے ایک نظر اس جھانسی کی رانی پر ڈالی جو اسکے دل کی دنیا پر پوری طرح قابض ہو چکی تھی۔

فاتینا نے اسکی نظروں کی تپش کو نظر انداز کیا۔ اسے سبطین کی دریاہ کی اسکے لئے پسندیدگی سے متعلق بات یاد آئی۔ مگر وہ اس قدر پریکٹیکل بندی تھی کہ اسکے لیے محبت اور ان جذبوں کو محسوس کرنا بہت عجیب سی بات تھی۔

اور پھر ایک اور خیال مسلسل دل میں تھا۔ اس نے اکثر سنا تھا کہ محبوب کی ہر بات کو محب پورا کرنے کے لئے ہر طرح کے جتن کرتا ہے جبکہ یہاں تو اسکی سب کے سامنے سوری کہنے کی فرمائش تک پوری نہیں کی جا رہی تھی تو محبت جیسے جذبوں کا دریاہ کے دل میں جاگنا بے حد مشکل بات تھی۔

"آپ یہاں پر کیا کر رہے تھے" وہ اپنے ہی خیالوں میں گم رہتی مگر مزنی کے سوال نے اسکی سوچوں کو بریک لگایا۔

"میں وصی کا ویٹ کر رہا تھا اس نے اور میں نے ان دونوں کی شادی کے لئے شاپنگ کرنی ہے" دریاب نے ساشا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
اس سے پہلے کہ مزنی کچھ اور کہتی وصی کی جگہ حذیفہ ریسٹورنٹ کا دروازہ دھکیل کر اندر آیا۔

سامنے ہی وہ سب بیٹھے نظر آئے تو چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لئے وہ انکی جانب آیا۔

سلام دعا کے بعد فاتینا نے مزنی کا تعارف کروایا۔

حذیفہ نے سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"وصی نہیں آیا" دریاب نے پوچھا۔

"یار وہ طحہ کی فیملی کو ریسیو کرنے چلا گیا تھا تو پھر مجھے ہی آنا پڑا۔ چلیں پھر" کہتے

ساتھ ہی اس نے اٹھنے کے لئے پرتولے۔

"آپ لوگوں نے ابھی اور شاپنگ کرنی ہے؟" دریاب نے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں بس ہم گھر جا رہے ہیں" ساشا نے کہا۔
"کیسے جائیں گی؟"

"آپ کو تو یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے۔۔۔ آخر آپ کی بیگ ہمارے ساتھ ہے۔۔۔ اس کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی فکر نہیں ہوتی" ساشا نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا۔

"یہ ہیں تبھی تو فکر ہے۔۔۔ طوفان اپنے ساتھ سب کو لپیٹ میں لے لیتا ہے"
دریاب کا شرارتی لہجہ اسے ایک آنکھ نہیں بھارہا تھا۔

"پھر تو آپ کو بھی بچنا چاہیئے۔۔۔ کہیں سب سے پہلے آپ ہی لپیٹ میں نہ آ جائیں" وہ جو ابھی تک چپ تھی اور دریاب کو اسکی یہ خاموشی ایک آنکھ نہیں بھا

رہی تھی۔ لہذا اس نے جان بوجھ کر اسے چھیرا۔ اسے یہ آتش فشاں ہر وقت
 گرجتا برستا اچھا لگتا تھا۔ وہ اسکے اسی روپ سے تو اسکی جانب نہ صرف متوجہ ہوا
 تھا بلکہ یہی روپ اسے فائینا سے محبت کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔
 اسکے نزدیک عورت مرد سے بھی زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ بخت عورت اکیلی ہو
 کر، دنیا سے لڑ کر اپنی اولاد کو پالنے کی صلاحیت رکھ سکتی ہے وہ کیسے کمزور ہو
 سکتی ہے۔ ایک مرد میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ اولاد کو تنہا پال سکے۔
 مرد میں اتنی بھی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ ساتھ ہی کہ
 ے مگر یہ عورت ہی ہوتی ہے بغیر اپنی زیست کا سفر نبھا

جو اپنی ساری زندگی ایک ہی مرد کے نام پر گزار دیتی ہے چاہے وہ اسکا زندگی بھر
 ساتھ نبھائے چاہے بیچ منجھار میں چھوڑ دے۔ یہ عورت ہی ہے جو مرد کی بے
 وفائی کو بھی سہہ جاتی ہے۔ ایک گناہوں سے لتھڑے مرد کو سنبھال لیتی ہے۔
 مرد کبھی بھی بے وفا عورت سے دوبارہ نبھا نہیں کر سکتا۔ مگر عورت ایسے مرد کو

بھی سمیٹ لیتی ہے۔

تو پھر عورت کیسے کمزور ہے۔ یہ ہم ہیں، جو اس میں یہ احساس کمتری پیدا کرتے ہیں کہ وہ کمزور ہے۔

دریاب کو اسی لئے فاتینا پسند تھی کہ اس نے عورت کی مضبوطی کو صحیح معنوں میں نہ صرف پہچانا تھا بلکہ خود کو لوگوں کے لیے مثال بنایا تھا تو وہ کیونکر اسے اپنا آئیڈیل نہ بناتا۔ وہ کیونکر اسکی خواہش نہ کرتا۔ ایسی عورتیں نایاب ہوتی ہیں اور وہ اس نایاب جوہر سے اپنی زندگی کو سجانا چاہتا تھا۔

15th episode (Part two) of

"Rug-e-Jaan Hai Woh"

By Ana Ilyas..

Juldi epi type ho gae so juldi post kr rhi

hoon

ساشا اور طحہ کی مہندی کا انتظام سب طین نے اپنے آبائی گھر میں کروایا تھا جہاں دریاب اور وصی فائینا کو تلاش کرتے ہوئے پہنچے تھے۔

جب سے ذکا اور فائینا کے والد کی وفات ہوئی تھی انہوں نے یہ گھر چھوڑ دیا تھا۔ صرف ملازم رہتے تھے جو گھر کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ جس وقت فائینا اس گھر سے گئی تھی تب اسکی ذہنی حالت اس قدر ابتری کا شکار تھی کہ پھر کئی سال وہ اس گھر میں پلٹ کر نہیں آئی تھی۔ مگر اب اس نے خود کو اتنا مضبوط بنالیا تھا کہ حقیقتوں کا سامنا کرنے سے کتراتے نہیں تھی۔ خود کی مضبوطی جانچنے کے لئے ہی اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ساشا اور طحہ کی شادی کا انتظام یہاں کیا جائے۔

گو کہ اب بھی چلتے پھرتے باپ کی باتیں ذکا کے قہقہے کانوں میں گونج رہے تھے اس کہ باوجود اس میں اپنے اعصاب کو قابو کرنے کی بہت اچھی صلاحیت پیدا ہو چکی تھی۔

تین کینال پر پھیلے ہوئے اس گھر میں بڑا سالان تھا جس میں سب ارنجمنٹ
بآسانی ہو گیا تھا۔

وہ ابھی ساشا کی تیاری دیکھ کر باہر نکلی ہی تھی کہ مریم اسے جیسنز اور کرتے میں
دیکھ کر غش کھانے لگ گئیں۔

"تو کیا ایسے ہی فرنگن بن کر پھرے گی یا کوئی لڑکیوں والا حلیہ بھی اپنائے
گی۔۔۔ ہائے میرا دریاب کیا کر دیا میں نے اسکے ساتھ۔۔۔ تیرے جیسی
ڈھیٹ کو اسکے پلے باندھ دیا۔" مریم کی دہائیاں اور دریاب کے لئے جان لٹانے
والا یہ انداز دیکھ کر اسے تو بالکل ہی پتنگ لگ گئے۔

"ہائے میرا دریاب۔۔۔ مجھے کیا کہیں سے مانگ کر لائیں تھیں۔۔۔ اماں آپ
میرے ساتھ بہت زیادہ دشمنی کرنے لگ گئیں ہیں۔" وہ غصے میں آگ بگولا
ہو کر بولی۔

"تو پھر کیا کہوں۔۔۔ ذرا جو کسی دن میں تجھے لڑکیوں والے حلیے میں

دیکھوں۔۔۔ اب کیا آج کے دن بھی سب مہمانوں کے سامنے یہ حلیہ رکھے گی
تو سوچ وہ کتنا شرمندہ ہو گا سب کے سامنے اپنی مائی منڈا بیوی کو دیکھ کر "وہ اسے
لتاڑتے ہوئے بولیں۔

دونوں اس وقت کاریڈور میں آمنے سامنے کھڑی تھیں۔
"تو یہ اسے نکاح پر سائن کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا کہ کسی نارمل لڑکی سے
نکاح نہیں ہو رہا اس کا" اس نے گردن اکڑا کر کہا۔
"ہائے ہائے اللہ معاف کرے خود کو اب نارمل کہہ رہی ہے۔۔۔ فاتی تجھے کب عقل
آئے گی۔۔۔۔۔ میری ذرا سی لاج رکھ لے اور آج جو کپڑے کہوں وہ پہن لے"
انہوں نے پیار سے پچکار تے ہوئے کہا۔

"جو آپکا چمیتا ہے نا اسی کو وہ کپڑے پہنائیں" وہ بھنائی۔
"چل ہٹ وہ کیا لہنگے، غرارے پہنے گا" انہوں نے ایک ہاتھ اسکی کمر پر جڑا۔
"ہا ہا ہا ماں سوچیں دریاب کیسا لگے گا لہنگے غرارے میں" فاتی نا اماں کی بات پر

ہنستی چلی گئی۔

"تیرے دانت توڑ دوں گی میرے اتنے سوہنے گھبرو بیٹے کے لئے کوئی بکواس کی" انہوں نے غصے سے اسکی ہنسی کو گھورا۔

"یہی آپکی تشدد پسند سوچ مجھے ہٹ دھرم بناتی ہے" وہ پھر اماں کو باور کراتے ہوئے غصے سے بولی۔

"اچھا میری ماں۔۔۔۔۔ معاف کر دے۔۔۔۔۔ چل آ۔۔۔ دیکھ فاتی میں نے تجھے کبھی کسی بات کے لئے زور نہیں دیا پر آج تجھے میری بات ماننی پڑے گی" وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لائیں اور سامنے بیڈ پر پڑے اسٹائلش سے چٹاپٹی کے غرارے، جس کے ساتھ پریل شرٹ اور مختلف رنگوں کا دوپٹہ تھا، کی طرف اشارہ کر کے بولیں۔

"آج تو یہ پہن لے" انہوں نے لجاجت سے کہا۔

"یہ۔۔۔۔۔ میں پہنوں؟" حیرت اور صدمے کے ملے جلے تاثرات سے وہ

ڈریس دیکھ کر چیخ نم آواز میں بولی۔

"تو کیا میں پہنوں گی" مریم کا غصہ پھر سے عود کر آیا۔

"آپ ہی پہن لیں" پھر سے شرارتی لہجے میں وہ بولی۔

"دیکھ فاتی ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں لگتا۔ بس میں نے کہہ دیا تو یہ پہن رہی

ہے تو پہن رہی ہے۔۔ اور کوئی بکواس میں نہ سنوں" مریم سنجیدہ لہجے میں

بولیں۔

آخر فاتی نا کو وہ لباس پہنتے ہی بنی۔

"اماں اس میں چلوں گی کیسے" وہ غرارہ بے ڈھنگے طریقے سے اونچا کرتے

ہوئے رہا نسی لہجے میں بولی۔

اسی وقت مزنی بھی اندر آئی۔

"ہائے فاتی یہ تم ہو" وہ حیرت اور خوشی سے اسے دیکھ کر چلائی۔

"جی بد قسمتی سے میں ہی ہوں۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"چل شکر مرنی تو آگئی ہے اب اسے تیار کر دے" اماں نے جلدی سے کہا۔
"ارے ارے۔۔ کیا مطلب اور کتنا تیار ہونا ہے میں نے۔۔ اماں یہ ڈریس
پہن لیا نہ سہی بہت ہے۔۔۔ میں ہر گز کوئی لیپا پوتی نہیں کروں گی" وہ سرفنی
میں ہلاتے ہوئے بولی۔

"چپ کرو۔ نہیں تو آئی ہم اسے آج یہیں کمرے میں بند کر جائیں گے" مرنی
کے آئیڈیے پر فائنل ہونے سے گھورا۔

"اپنے غداروں کو میں چھوڑتی نہیں" وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔
"اور اپنے دوستوں کو میں نہیں چھوڑتی۔۔ چپ کر کے ادھر بیٹھ جاؤ نہیں تو
دریاب بھائی کو بلا کر انکی انڈر آبزرویشن میں نے تمہیں تیار کرنا ہے۔۔ پھر
دیکھتی ہوں کیسے دھمکیاں دیتی ہو" مرنی نے اپنی طرف سے اسے تنگ کیا۔
"ہا ہا ہا۔۔ انہوں۔۔ ویری فنی۔۔ تمہارے دریاب بھائی سے میں بالکل بھی
نہیں ڈرتی" اسکی بات پر مریم جو خود بھی کپڑے بدل کر واش روم سے باہر

آ رہی تھیں اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

"یہ کوئی شیخی کی نہیں شرم کی بات ہے کہ تو اپنے مرد سے نہیں ڈرتی" انہوں نے اسکی عقل پر ماتم کیا۔

"افوہ۔۔ دریاب نامہ نہیں بند ہو رہا ایک تو" وہ بری طرح جھنجھلائی۔

"ہم بند کر دیں گے اگر تم تمیز سے ادھر بیٹھ کر تیار ہو جاؤ۔" مزنی جو خود ڈارک گرین اور گولڈن لائنگ شرٹ، چوڑی دار پا جامہ، اور دوپٹہ میں ملبوس نک سک سے تیار بہت خوبصورت لگ رہی تھی بیگ میں سے میک اپ کی چیزیں نکال کر بولی۔ وہ جانتی تھی کہ فائینا جیسی بد ذوق کے پاس میک اپ نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ لہذا آتے ہوئے اپنا میک اپ کا سامان بھی ساتھ لے آئی۔

"اگر تم نے مجھے بھوت بنایا تو یاد رکھنا تمہارے سب سے سنورے منہ پر پانی پھینک دوں گی" وہ اسے دھمکیاں دیتی اسکے قابو آ ہی گئی۔ کچھ اماں کی گھوریاں اسے

مجبور کر رہی تھیں کہ آج وہ لڑکیوں والے حلیے میں آہی جائے۔

"لگتا ہے ہم کسی غلط گھر میں آگئے۔۔ سوری باجی ہم سمجھے تھے ہماری فائینا بھابھی کا گھر یہی ہے مگر آپ تو کوئی اور ہی ہیں" فائینا جو دو لہے اور اسکے گھر والوں کا استقبال کرنے گیٹ کے قریب بنی روش پر کھڑی تھی۔ وصی کی باتیں سن کر اسکا دل کیا ابھی جا کر منہ دھو آئے۔

"مگر خاتون آپ تو کچھ جانی پہچانی لگتی ہیں" اب کی بار وصی نے مزنی سے کہا۔ وہ سب جو طحہ کے ساتھ آئے تھے وصی کی باتیں سن کر محظوظ ہوتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

فائینا نے مزنی کو گھورا۔

"دیکھ لو کتنی پیاری لگ رہی ہو تم کوئی تمہیں پہچان نہیں پارہا" مزنی فخریہ انداز میں بولی۔

"پیارے یا بھیانک۔۔۔ کتنی باتیں سنا گیا ہے وصی" اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ بھاگ جائے۔ وصی کے ساتھ اندر آتے دریا ب کا ٹھٹھکنا اور پھر ایک نظر حیرت اور غور سے فائینا کو دیکھنا وہ بھول نہیں پار ہی تھی۔ وہ یہی سمجھی تھی کہ اسکا حلیہ دیکھ کر وہ دل ہی دل میں اس کا مذاق اڑا رہا ہو گا۔

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے لئے یہ ڈریس پسند کرنے کے بعد مریم بیگم کو بھیجتے ہوئے اسے ایک فی صد بھی امید نہیں تھی کہ فائینا یہ ڈریس پہن ہی لے گی۔ مگر پھر بھی اس نے بہت محبت سے اسکے لئے یہ لیا تھا۔

اور اس وقت اسے نہ صرف اس ڈریس میں بلکہ میک اپ اور ہلکی سی جیولری میں بالوں کی خوبصورت سی چٹیا کئے انکے استقبال کے لیے کھڑا دیکھ کر نہ صرف خوشگوار سی حیرت ہوئی تھی۔ بلکہ اس کا یہ روپ تو اسے بالکل ہی ڈسٹرب کر گیا تھا۔

جبکہ وہ سب دوست وائٹ شلوار قمیض پر سیاہ واسکٹ پہنے ہر آنکھ کو چوکنے پر

مجبور کر رہے تھے۔

وہ وہاں سے ہٹ کر اندر ساشا کے کمرے میں آئی۔ تھوڑی دیر بعد مزنی اور فائینا سے بھی مہندی کے فنکشن کے لئے باہر لے آئیں۔ خوبصورت سے اورنج، یلو اور ریڈ غرارے میں چہرے پر گھونگٹ ڈالے وہ ان دونوں کی ہمراہی میں باہر آئی۔

سب طحہ اور ساشا کو مہندی لگانے اور مٹھائی کھلانے میں مگن تھے کہ فائینا مزنی کو لیے حذیفہ کی جانب بڑھی۔

"کیسے ہیں آپ" سلام دعا کے بعد وہ بولی۔

"الحمد للہ بالکل ٹھیک آپ سنائیں۔۔" وہ خوشگوار انداز میں بولا۔

"میں بھی ٹھیک۔۔۔ یہ میری فرینڈ ہے مزنی" اس نے مزنی کی جانب اشارہ کیا

دونوں نے سر ہلا کر ایک دوسرے کو سلام کیا۔

"جی میں ملا تھا اس دن ان سے" حذیفہ نے ایک نظر کا منی سی مزنی کو دیکھا۔

اسی لمحے وصی اور دریاب انکی جانب آئے۔

مرنی سے سلام دعا کی۔

"آپ نے آج کس سیلون کو شرف بخشا ہے" وصی کہاں چپ رہ سکتا تھا۔

"اب آپ نے اس حوالے سے مجھے کچھ کہانا تو یاد رکھنا مہندی بھلے طح کی ہے مگر

آپکے منہ پر مہندی کے چھاپے میں نے ڈال دینے ہیں" وہ وصی کی بات پر

دانت کچکا کر بولی۔

"میرے جکھڑ کو کیوں چھیرتے ہو" دریاب کے لہجے میں شرارت کے ساتھ

ساتھ کچھ ایسا تھا جو فاتیما کو کچھ لمحوں کے لیے گنگ کر گیا تھا۔ وہ فاتیما کو دیکھ نہیں

رہا تھا پھر بھی اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اسکی تمام حسیات آج فاتیما کی جانب ہی

ہیں۔۔

"ہاہاہا۔۔۔ گڈ شوٹ" وصی نے بھرپور قہقہہ لگایا۔

فاتینا وہاں پھر کی نہیں تھی دوسری جانب چلی گئی اور یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ

اس نے کوئی جوانی کاروائی نہیں کی تھی۔ وہ ابھی تک دریاب کے اس جملے کے
سحر میں الجھ رہی تھی۔

"شی از آئناں گرل" ان دونوں کے مڑتے ہی حذیفہ نے جو تبصرہ کیا وہ وصی اور
دریاب کو چونکا گیا۔

"نائس گرل۔۔۔ دریاب پوائنٹ ٹوٹی نوٹڈ۔۔۔ یہ ہمارے حذیفہ نے ہی کہا
ہے نا۔ بیٹا طبیعت ٹھیک ہے آج" اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتا ہوا وہ شرارتی انداز
میں بولا۔ جبکہ حذیفہ نے اسکا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے خود کو کوسا کہ کس کے
سامنے کہہ گیا ہے۔

"بیٹا ٹھیک نہیں لگ رہا تو۔۔۔ یہ طحہ نے سب کو بگاڑا ہے۔۔۔ پہلے وہ پھر دریاب
اور اب تم بھی۔۔۔ اے اللہ میرے ساتھ کیا دشمنی تھی۔۔۔ ان کی کوئی بھولی
بسری سہیلی کی سیننگ میرے ساتھ بھی کروادیں۔۔۔ یا کنوارہ رکھنے کا
پروگرام ہے۔۔۔ میں نے کیا گناہ کیا ہے کہ انکو دیکھ دیکھ کر میں جلوں۔۔۔ یہ تو

کھلا تضاد ہے "وصی کی آہہ فگار وہ دونوں سوائے ہنسنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد جو نہی سب فارغ ہوئے دریاب کی آواز نے سب کو متوجہ کیا۔

"گو کہ یہ محفل سا شا اور طحہ کے اعزاز میں سچی ہے مگر میں اس محفل سے تھوڑا سا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔۔ کسی سے کچھ کہنا ہے۔۔ مائی گائزول یوہیلپ می پلیز" کہتے ساتھ ہی اس نے طحہ، وصی اور حذیفہ کو اپنے پاس بلایا۔
وہ چاروں جو اسٹیج بنایا گیا تھا اسکے پیچھے گئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک بہت بڑا سا کارڈ لیے وہ چاروں ایک جانب سے باہر آ کر کھڑے ہوئے۔ اس کارڈ پر بڑا بڑا سوری فاتی لکھا ہوا تھا۔

"آئم ایکسٹریملی سوری فار آل داجو کس وی میڈ اینڈ فار ایچ اینڈ ایوری ورڈ ویٹ ہرٹ یو آلٹ۔۔ پلیز ایکسیپٹ مائی اپالوجی" دریاب آہستہ سے چلتا ہوا فاتینا کے

قریب آیا جو اسٹیج کے سامنے مزنی کے ساتھ چیئر پر بیٹھی حیرت سے گنگ
دریاب کو دیکھ رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ شخص اسکی خواہش کو یوں پورا کرے گا۔

پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کرتے اس کارڈ کی جانب لے آیا جسے وہ تینوں
پکڑے کھڑے تھے۔ سب حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

"سوری بھابھی" وہ تینوں یک زبان بولے۔

فاتینا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رکی۔

اس کارڈ کو کھولا تو سب نے اپنے اپنے الفاظ میں بہت سے جملے لکھ کر اس سے
معافی مانگی ہوئی تھی۔

اور آخر میں دریاب نے لکھا ہوا تھا۔

"یور عشق فار دریاب از کمینڈیبل اینڈیور ہیٹ و وحید راز سولو ایبل۔۔۔ تھینک

یو فار دس" وہ اس شخص کے عشق میں حقیقت میں مبتلا ہو رہی تھی وہی عشق

جو ہر محب اپنے محبوب سے کرتا ہے۔۔۔ اس عشق کی لذت وہ پہلی مرتبہ چکھ رہی تھی۔

"تھینک یو" ان سب کا شکریہ ادا کرتے اس نے آہستہ سے وہ کارڈ تھام لیا۔
"لولی دریاب بھائی" سب دریاب کو شاباشی دے رہے تھے۔

رات آدھی سے زیادہ ہو چکی تھی مگر وہ اب تک بے یقینی کی کیفیت میں تھی اور اسی وجہ سے نیند بھی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

ساشا جس کا کل نکاح تھا وہ مزے سے سوئی ہوئی تھی جبکہ وہ جس کا نکاح ہو بھی چکا تھا مگر اسے اس رشتے کی حقیقت آج محسوس ہوئی تھی۔

دریاب سے وہ ایسے کسی رویے کی امید نہیں کرتی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ دریاب کو اسکی یہ خواہش یاد بھی ہوگی۔ مگر اتنے مجمع کے سامنے اسکا

معذرت کرنا۔ پھر باقی کا وقت اسکی نظروں کے حصار میں رہنا فاتینا کو پے درپے حیرت زدہ کر رہا تھا۔

"تو کیا واقعی چاچو نے صحیح کہا تھا دریاب نے خود اسکی خواہش کی تھی مگر وہ تو کسی بھی طرح اسکے پاسنگ نہیں تھی، نہ اس جیسی خوبصورت اور نہ جیننس پھر اس نے کیا دیکھا" وہ گلاس ونڈو کے سامنے کھڑے تاکی میں نظر آنے والے باغ کے درختوں کو دیکھ کر سوچتی چلی جا رہی تھی اور الجھتی چلی جا رہی تھی۔

اسی وقت موبائل کی بیل نے اسکی محویت توڑی۔ حیرت میں ڈوبی وہ بیڈ کے دائیں جانب رکھی سائڈ ٹیبل کے قریب آئی ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا تو دریاب کا نام جگمگا رہا تھا وہ مزید حیران ہوتی یس کا بٹن دبا کر فون کان سے لگا کر واپس اسی جگہ آئی۔

"ہیلو"

"اسلام علیکم! کیسی ہیں" دریاب کی گھمبیر آواز ابھری۔

"بالکل ٹھیک۔۔ خیریت" اس نے پریشانی سے پوچھا۔
"جی الحمد للہ۔۔ ویسے وعلیکم سلام کہنے کے بعد خیریت پوچھتے ہیں" اس نے
فاتینا پر چوٹ کی۔

اوہ سوری وعلیکم سلام "وہ جلدی سے معذرت کرتے ہوئے بولی۔
"لیکن آپ نے اس وقت کیوں فون کیا؟" پھر سے وہی تشویش۔
"کیوں میں آپ کو اس وقت فون نہیں کر سکتا؟" الٹا سوال کیا۔
"نہیں" ترن جواب پر وہ حیران ہوا۔

"وہ کیوں" پھر سے پوچھا گیا۔
"اس لیے کہ یہ شریفوں کے سونے کا ٹائم ہوتا ہے" اپنا اعتماد بحال کرتے ہوئے
وہ اپنے ہمیشہ والے اکھڑ لہجے میں بولی۔

"ہاں لیکن شریف لوگ نہ تو اس وقت سو رہے ہیں۔۔ نہ انکے سونے کے
امکان نظر آرہے ہیں۔۔ بلکہ کھڑکی میں کھڑے تاریکی میں کسی کو ڈھونڈنے

کی کوشش کر رہے ہیں۔۔" اسکی بات نے فاتینا کو گھبراہٹ میں مبتلا کیا۔

"کیا مطلب آپکو کیسے پتہ" وہ گھبراہٹ میں اسے اپنا ہمارا بنا بیٹھی۔

"یعنی آپ مانتی ہیں کہ آپ مجھے ڈھونڈ رہی ہیں" اسکی شرارتی آواز پر فاتینا کو ہوش آیا کہ وہ کیا کہہ گئی ہے۔

"جی نہیں یہ بات مان رہی ہوں کہ میں سوئی نہیں" اس نے اپنی لرزتی آواز پر قابو پایا۔

"ہا ہا ہا! دریاب حیدر سے خود کو چھپا رہی ہیں" اس کی آواز کی گھبر تانے اسے پھر سے گھبراہٹ میں مبتلا کیا۔

"آپکو پتہ کیسے چلا کہ میں جاگ رہی ہوں اور کھڑکی میں کھڑی ہوں" وہ دریاب کے سوال کو نظر انداز کر گئی۔

"وہ اس طرح کے میں آپکے لان میں سنگی بیچ پر بیٹھا ہوں۔۔ دائیں جانب دیکھیں" اسکے کہنے پر وہ ششدر رہ گئی۔ جو نہی نگاہ دائیں جانب بنے سنگی بیچ پر

پڑی دریاب لان کے پولز کی فینسی لائن میں بیٹھا نظر آیا۔

اسکے دیکھنے پر ہاتھ ہلایا۔

وہ حیرت سے پلکیں جھپکتی اسے دیکھ رہی تھی۔

"اتنی بڑی بڑی آنکھیں مت کھولیں ڈر لگ رہا ہے" دریاب نے اسکی بڑی آنکھوں پر چوٹ کی۔

"اور کسی خوش فہمی میں بھی مت رہیے گا۔ میں آپکی محبت میں بے حال ہوتا

یہاں نہیں آیا۔۔۔ بلکہ میں تو گھر چلا گیا تھا۔۔۔ لیکن سرنے کسی کام سے بلایا۔

تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ واپس جا ہی رہا تھا کہ نظر آپکی کھڑکی کی جانب اٹھی سوچا

پوچھ لوں۔۔ کہیں چمگادڑوں سے تو تعلق نہیں جو اتنی رات میں بھی جاگ رہی

ہیں۔۔۔ مجھے تو یکدم اپنے مستقبل کی فکر لگ گئی ہے" اسکی بات پر فاتینا جتنا بھی

تلملاتی کم تھا۔۔

"اف اس شخص کو مجھ سے محبت ہوگی۔۔۔ امپاسبل" غصے سے جبرے بھینچتے

اس نے سوچا۔

"ہاں ہے تعلق اور چمگادڑوں کی طرح چمٹ بھی جاتی ہوں پھر خون پی کر ہی پیچھے ہٹی ہوں" اسکے جواب پر دوسری طرف سے دریاب کا نہ صرف قہقہہ سنائی دیا بلکہ اسے تو سامنے وہ دکھائی بھی دیا۔

"خود بھی الوؤں کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جائیں اپنے گھر جان چھوڑیں ہماری" اس نے عاجز آتے ہوئے کہا۔

"افسوس پہلی بیوی دیکھی ہے جو اپنے شوہر کو ایسے کوسنے دے رہی ہے" اس نے لہجے میں دنیا بھر کی بے چارگی سموتے کہا۔

"اور پہلا شوہر دیکھا ہے جو بیوی کو جانوروں سے ملا رہا ہے" وہ کہاں پیچھے رہتی جھٹ جواب حاضر تھا۔

"اصل میں میں حقیقت پسند ہوں" وہ جان بوجھ کر بات کو طول دے رہا تھا۔
"لگتا ہے آپ نے کل نکاح میں نہیں آنا۔" جائیں اب "اس نے جان چھڑانی

چاہی۔

"وہ تو ان شاء اللہ پہنچے گے چاہے کوئی دل سے میرے نہ آنے کی دعائیں مانگے"
"اتنا فالٹو ٹائم نہیں لوگوں کے پاس کے وہ اپنے لیے دعائیں مانگنے کی بجائے آپ
کے لئے دعائیں مانگے۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"او کے میں چلتا ہوں۔۔۔ آپ کی تو باتیں ہی ختم نہیں ہو رہیں" وہ آتے وقت
اسے دیکھنے کی جو خواہش دل میں لے کر آیا تھا وہ پوری ہو چکی تھی۔ نہ صرف
اسے دیکھنے بلکہ بات کرنے کی خواہش بھی۔

مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا کیسے اس پر ظاہر ہونے دیتا۔ نجانے کیوں اسے
چڑانے میں مزہ ہی بہت آتا تھا۔

"خدا حافظ" اس نے چڑ کر مزید کچھ کہنے سے خود کو روکتے ہوئے فون بند کیا۔
اور مڑ کر بیڈ پر ساشا کے قریب لیٹ کر کتنی ہی دیر دریاب کی باتوں پر تیج و تاب
کھاتی رہی۔

وہاں سے نکل کر وہ سیدھا اپنے اس اڈے پر گیا تھا جہاں اس نے ان پولیس اہلکاروں کو قید کیا ہوا تھا جو اس دن دریاب نے اس ویڈیو میں شہریار کے ساتھ دیکھے تھے۔

ایک بدرنگ گھر کے گیٹ کے آگے وہ رکاوڑ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔
دو مرتبہ بھی نہیں کھٹکھٹایا تھا کہ دروازہ آہستہ سے کھل گیا۔
اندر آیا تو اس کے ایک ماتحت نے فوراً سیلیوٹ جھاڑا۔

اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

"کیسے ہو" سلام کے بعد حال چال پوچھا۔

"بالکل صحیح سر۔۔ مگر آپکے مہمان ٹھیک نہیں دو دن سے بے حد شور مچا کر رکھا
ہوا ہے" اس نے فوراً رپورٹ دی۔

"ہاہا۔ اچھا چلو ابھی ٹھیک کرتے ہیں" اسکے کہنے پر وہ خوشگوار انداز میں ہنستا ہوا

اپنے چہرے پر سیاہ ماسک لگا کر ایک تاریک کمرے میں داخل ہوا۔

جہاں ان تینوں کو باندھا گیا تھا۔

"کون ہو تم" اسے اندر آتا دیکھ کر ایک چلایا۔

دریاب نے اپنے ماتحت کو ٹارچ لانے کا کہا۔

"بہت پچھتاؤ گے تم۔۔۔ جس کے ہم بندے ہیں نا۔۔۔ چھوڑے گا نہیں وہ

تمہیں" ایک اونچی اونچی آواز میں بولنے لگا

دریاب نے ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر مارا کہ اس شخص کا ہونٹ پھٹ

گیا۔ وہ کراہنے لگا۔

"تمہارے اس باس کا جو حشر میں کروں گا وہ صرف تم نہیں پوری دنیا دیکھے

گی۔۔ جو گناہ تم دونوں کے کھاتے میں ہیں ان سمیت تم جلد ہی اس دنیا سے اٹھ

جاؤ گے۔ جن جن جگہوں پر تم لوگوں نے معصوموں کی جانیں لیں۔ جتنے

جھوٹ گڑھ کر مظلوم لوگوں کو جھوٹے پولیس انکوائئر میں مروایا۔ جتنے

اوباشوں کے لیے تم لوگوں نے معصوم لڑکیوں کی عزتیں برباد کیں۔ ایسے
مقدس پیشے کو گدھوں کا اڈا بنا دیا۔ اس سب کا حساب تو میری اس پوچھ گچھ سے
الگ ہو گا۔۔۔ کو برا کا ٹھکانہ بتاؤ تو شاید تمہاری سزا میں میں ترمیم کر دوں۔۔۔"
دریاب کی غصیلی آواز اس کو ٹھڑی میں گونج رہی تھی۔

"ہم نہیں جانتے وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو ہمیں لینے بھیجتا تھا اور جس جگہ سے وہ
لوگ ہمیں لیتے تھے وہاں سے لے کر کو برا کے اڈے کے اندر اسکے سامنے
کھڑے ہونے تک ہماری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوتی تھی۔" ان میں سے ایک
اہلکار نے شرافت سے جواب دیا۔

"اور شہریار۔۔۔ وہ جانتا ہے" دریاب نے اپنی لال انگارہ نظریں پھر سے ان پر
گاڑھیں۔

"ہاں وہ جانتا ہے" ایک نے جواب دیا۔

"وہ اس وقت کہاں ہے۔۔۔ یا اس کا نمبر کون سا ہے۔۔۔ کیونکہ میرے پاس اس

کا جو نمبر ہے وہ تو بند پڑھا ہے "دریاب کے استفسار پر انہوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"پتہ نہیں" انہوں نے نظریں چراتے کہا۔

جس نے جواب دیا تھا دریاب نے اسکی کرسی کو زوردار جھٹکا دیا کہ وہ کرسی سمیت نیچے گرا۔ دریاب نے اسکی گردن پر اپنا بوٹ رکھا۔۔۔

"تجھے نہیں پتہ" وہ غرایا۔

"بب۔۔۔ بت۔۔۔ بتاتا ہوں" وہ بمشکل بولا

دریاب نے ایک ہاتھ سے اسکی کرسی پکڑ کر اسے اٹھایا۔

"میرا موبائل تمہارے ماتحت کے پاس ہے اس میں شہریار کا ایک خفیہ نمبر موجود ہے جسے وہ کو برا سے بھی چھپا کر استعمال کرتا تھا" ایک نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

دریاب تیزی سے باہر کی جانب گیا۔ اپنے ماتحت سے موبائل لے کر اندر آیا۔

"یہ تمہارا ہے" اس نے موبائل اسی بندے کو دکھایا۔

اسکے اثبات میں سر ہلاتے ہی اس نے پاس ورڈ پوچھ کر موبائل آن کیا اور
شہریار کا نمبر نکال کر اپنے موبائل میں فیڈ کیا۔

پھر جو نہی مڑ کر واپس جانے لگا ان میں سے ایک نے دریاب کو لپکا۔

"کیا۔ تم دریاب حیدر ہو" ایک کے سوال پر دریاب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ
رینگئی۔

"دریاب نہیں تم سب کا باپ" کہتے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ مقفل کر کے وہ
باہر آیا۔

"سر ان کا کیا کرنا ہے" اسکے ماتحت نے پوچھا۔

"جو کام چاہیئے تھا وہ ہو گیا ہے انکی لاشیں انکے گھروں میں پہنچا دوتا کہ ان کے
گھر والے انہیں دیکھ کر صبر کر لیں اور انہیں دفناسکیں۔ کیونکہ ایسے بے رحموں
کے لئے میرے پاس کوئی رحم نہیں۔ میں ان لوگوں کے آنسو نہیں بھول پاتا

جن کے گھران جیسے بہت سے کمینوں نے برباد کیے ہیں۔۔" اسکی آنکھوں میں اس وقت آنکے لیے صرف حقارت تھی۔

اسکے ماتحت نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور دریاب اس گھر سے نکل آیا

اگلے دن ان طمہ اور ساشا کا نکاح بھی فاتینا کے پرانے گھر میں ہوا۔

نکاح کے دن مریم کے کہنے پر فاتینا نے بلاچوں چراں انکا کہا ہوا لباس پہنا۔ آف وائیٹ، گولڈن اور ڈارک پریل شیڈز کا راجھستانی فراک اور چوڑی دار پاجامہ کے ہمراہ بڑا سا پریل اور گولڈن دوپٹہ لئے وہ بہت ہی مختلف لگ رہی تھی۔
مرزنی نے بھی آف وائیٹ کے ساتھ اور نج رنگ کے امتزاج کے ساتھ اسی طرح کا لباس پہن رکھا تھا۔ جبکہ ساشا پیور گولڈ کے لہنگے اور سرخ رنگ کے دوپٹے میں دلہن بنی سب کی آنکھوں کو بے حد بھار ہی تھی۔

نکاح کے دن ان چاروں دوستوں نے آف وائیٹ شلوار قمیض کے اوپر گولڈن

واسکٹس پہن رکھی تھیں۔

نکاح کے وقت ساشا کے پاس مزنی اور فاتینا دونوں موجود تھیں۔ جو نہی مولوی نے نکاح کے کلمات ادا کیئے نجانے کس کس کی یاد، کون کون سی تکلیف اور اللہ کی رحمتوں کا سوچ کر ساشا کی آنکھوں سے آنسو جھڑی کی صورت نکلے۔ سب طین مولوی کے ساتھ ہی آئے تھے اور ساشا کے سر پرست کے طور پر موجود اسکے دائیں جانب بیٹھے تھے۔

ایک ہاتھ اسکے سر پر رکھ کر انہوں نے بے اختیار اسے اپنے ساتھ لگا کر حوصلہ دیا۔

سب کی آنکھیں نم تھیں سوائے فاتینا کے۔
"حوصلہ کرو بیٹا" مریم نے بھی آنکھیں صاف کر کے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دی۔

بمشکل اسکے منہ سے قبول ہے نکلا۔ کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے سائن کیئے۔ وہ

جوسگے ماں باپ تھے نجانے کن دیسوں میں تھے اور وہ جو غیر ہو کر اپنے بن گئے تھے وہ کیسے اسکی زندگی کے نئے سفر پر پل پل اسکا ساتھ نبھا رہے تھے۔
مولوی کے جاتے ہی ساشا مریم کے گلے لگ کے کھل کر روئی۔

"بس کر دے بہن۔۔۔۔۔ سارا میک اپ برباد کر کے دھلی شکل لے کر طحہ کے پاس جاؤ گی کیا۔ عجیب امو شٹل سین بنا کر بیٹھی ہوئی ہے" فائینا جو کب سے ساشا کی کلاس لینے کے چکر میں تھی جھنجھلا کر بولی۔

"چپ کر تیری طرح ہر کوئی پتھر دل نہیں ہوتا۔۔۔ مجال ہے جو ایک آنسو بھی تیرے دیدوں میں آیا ہو" مریم نے اسے لتاڑا۔

"میری تو کہانی رہنے ہی دیں۔۔۔۔۔" وہ منہ بنا کر بولتی ساشا کے پاس آئی۔
"میں آپ سب کا شکریہ ساری زندگی نہیں ادا کر پاؤں گی جنہوں نے نہ صرف مجھے بیٹی کہا بلکہ بیٹی کی طرح میری نئی زندگی کی شروعات کروائی" وہ مریم سے الگ ہوتے روتے ہوئے انکے ہاتھ تھام کر محبت سے بولی۔

"الوجى۔۔۔۔ کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔۔۔۔ یہ ان فضول باتوں کو لے کر رہی ہے۔۔۔۔ ایک دوں گی تمہاری اتنی پیاری شکل پر جو میک اپ خراب ہونے پر بھی اتنی پیاری لگ رہی ہے۔ مجھے پتہ تھا کوئی فضول ترین بات سوچ رہی ہوگی۔۔۔۔ اپنے شکریے اپنے پاس رکھو" فائینا نے اسے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔
"اس کا پوپیار بھی دھونس بھرا ہے" مزنی بھی آنکھیں صاف کرتی انکے پاس بیٹھ گئی۔

"پتہ نہیں دریا بھائی کا کیا بنے گا" اس نے مصنوعی تاسف سے سر ہلاتے جان بوجھ کر کہا۔

"ان کا توجو بنے گا بھی اپنی فکر کرو میں تمہارا کیا بناؤں گی" فائینا نے اسے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" اس کے معنی خیز لہجے پر نجانے کیوں اسکی نظروں کے سامنے سے حذیفہ کا ڈیسنٹ سا سراپا گزرا۔

جیسے ہی وہ گھونگھٹ میں چھپی ساشا کو لے کر باہر آئیں سب کیں نظروں کا فوکس وہ تینوں تھیں۔

"یہ پریاں کیلیہاں جادو کرنے آئی ہیں" جو نہی وہ ساشا کو طحہ کے قریب اسٹیج پر بٹھا کر اتریں سامنے کھڑے وصی نے ان دونوں کو دیکھ کر خوشگوار لہجے میں کہا۔
"شکر پریاں کہہ دیا۔۔۔ چڑیلیں کہتے تو پھر آپکی خیر نہیں تھی" فاتینا نے چوٹ کی۔

"نہیں ابھی مجھے بھری جوانی میں گنجانیں ہونا۔۔۔ اور آپ دونوں تو ویسے بھی کیل کانٹوں سے لیس ہیں کہیں مجھ غریب پر ہی استعمال نہ کر دیں" اس نے انکی جیولری اور ہیلز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
آج پھر حذیفہ کو وہ بیماری سی لڑکی اور بھی پیاری لگی۔

وہ ہمیشہ سے نازک سی لڑکی سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا اور مرزنی اسے اپنے آئیڈیل کے مطابق لگی۔ اس نے جلدی ہی فاتینا سے بات کرنے کا سوچا۔

فاتینا کچھ تحائف لئے جیسے ہی رہائشی حصے سے نکل کر باہر کی جانب لپکی، فراک اور دوپٹے میں الجھتی جو نہی وہ تیزی سے باہر کی جانب ہائی سیل میں الجھتی پھسل گئی۔

جو نہی نظریں سامنے گئیں اندر آتا دریا ب وہیں پر رک کر شریر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

فاتینا نے خونخوار نظروں سے اسے ہنستے دیکھا۔ اس بندے سے تو کسی اچھے کام کی توقع کی ہی نہیں جاسکتی۔

جو نہی وہ اٹھی۔ بجائے اسے اٹھانے کے وہ اس کے ہاتھ سے گرم چیزیں سمیٹ کر اسے پکڑانے لگا۔

"بہت شکریہ یہ میں خود بھی اٹھا سکتی تھی۔" وہ تڑخ کر بولی۔

"ارے۔۔۔۔۔ یہ تو غصے میں نظر آ رہا ہے" بھولپن کا مظاہرہ کرتا وہ اسے سخت زہر لگا۔

"بھئی میں نے آپکو اٹھانے جیسی غلطی اسی لئے نہیں کی کہ پھر آپ نے میرے سر الزام دھرنا تھا کہ میں ہیر و بننے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ حالانکہ آج آپ نے یہ حرکت بالکل ہیر و بننے والی کی ہے" اسکا شرارتی لہجہ جوں کاتوں تھا۔ بلکہ اب تو اسے محسوس ہوا کہ وہ اسکا مذاق اڑا رہا ہے۔

"ایسی چیپ حرکتیں میں بالکل نہیں کرتی" اس نے بھنویں اچکا کر کہا۔
"ایسے ڈریس پہننے کا کیا فائدہ جو آپکو ہیر و بننے والی حرکتیں کریں"
"اور کوئی کام نہیں آچکے پاس۔۔۔ سوائے مجھ پر ریسرچ کرنے کے" اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑا پو ہمیشہ کی طرح اس نے دریاب پر چڑھائی کی۔
"کیا کریں۔۔۔ اب یہ کام بھی ضروری ہے آخر کو مستقبل میں مجھے ہی آپکو جھیلنا ہے" دریاب نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"ضروری تو نہیں" اسکے جواب پر وہ لمحہ بھر کو ٹھٹھکا۔
"میری طرف سے جس مرضی ایکس وائے زیڈ سے اپنی مرضی سے شادی

کریئے گا۔۔۔ میرے ساتھ تو یہ تعلق بھی مجبوری کا بندھا ہے۔۔۔ تو میں ایسے
کسی تعلق کو نبھانے کے لئے آپکو فورس نہیں کروں گی۔۔۔ میری جانب سے
آپ آزاد ہیں جو چاہئیں فیصلہ کریئے گا "دریاب کو ششدر چھوڑ کر وہ چیزیں
سمیٹتے باہر کی جانب لپکی۔

اس کے ساتھ مذاق کو طول دیتے اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس
رشتے کو اس انداز سے سوچے گی۔
یہ اسکے لئے اب تشویش کی بات تھی۔

رخصتی ہو کر ساشا کو فی الحال وہ لوگ ہوٹل میں بک کر وائے گئے ایک کمرے
میں لائے تھے۔ دو دن وہاں رہ کر ساشا نے طحہ کے پیرنٹس کے ساتھ انکے گھر
چلے جانا تھا۔

کیونکہ دو دن بعد ان لوگوں کو شہر یار کی تلاش میں نکلتا تھا۔

نمرہ کو پہلے ہی کو برا کہیں ٹھکانے لگا چکا تھا کہ اس کا علم نہیں ہو رہا تھا جبکہ شہریار کا نمبر ٹرلیس ہو گیا تھا وہ علاقہ غیر میں کہیں قیام پذیر تھا اور ان سب کو اسکو پکڑنے جانا تھا۔

سب ان دونوں کو ڈراپ کر کے دریاب لوگوں کے گھر جا چکے تھے۔
طحہ ساشا کا ہاتھ تھا مے اپنے بک کروائے گئے روم کی جانب آیا۔ چابی وہ پہلے ہی کاؤنٹر سے لے چکا تھا۔

لفٹ کی مدد سے وہ ہوٹل کی تیسری منزل کی جانب آئے جہاں پر ایک طویل راہداری میں آمنے سامنے بہت سے کمرے تھے۔

طحہ اپنے مطلوبہ کمرے کے سامنے جا کر رکا۔

چابی سے دروازہ کھول کر ساشا کو اندر لے کر آیا۔ جو اس وقت بڑی سی چادر میں چہرہ تک چھپائے کھڑی تھی۔

طحہ روم لاک کر کے ساشا کو لئے بیڈ کی جانب آیا۔

"یہ چادر اتار لیں بے شک" اسے بیڈ پر بٹھا کر خود واسکٹ کے بٹن کھول کر اسے اتارا۔

جو نہی ساشا نے گھونکھٹ اتار اٹھا اسے دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔
کچھ لمحے تو وہ بول نہیں پایا۔ دلہن کے روپ میں وہ لگ ہی اتنی حسین رہی تھی۔

جو نہی اس نے سر اٹھا کر گم صم کھڑے طحہ پر نظر ڈالی اسے محویت سے اپنی جانب تکتکا پایا۔

اپنی واسکٹ اتار کر اس میں سے کوئی ثنبیہ لئے طحہ اسکے قریب بیڈ پر بیٹھ کر اسکا ہاتھ تھاما۔

"بہت شکریہ۔۔۔ کہ آپ میری زندگی کا حصہ بن گئیں۔"
جذبوں سے چور لہجے پر ساشا کے ہتھیلیاں پسینے میں بھیک گئی۔
"ایسے مت کہیں آپکا شکریہ کہ آپ نے مجھ جیسی" ابھی اسکی بات پوری بھی

نہیں ہوئی تھی کہ طحہ نے اسے گھورا۔

"پھر وہی بات" اس نے مصنوعی غصے سے اسکی جانب دیکھا۔

"اب کسی بھی قسم کی خود ترسی کی بات نہیں کرنی" سنجیدہ انداز میں کہتا وہ اپنے

خوبصورت سا بریسلٹ تھا۔ ہاتھ میں پکڑی ڈبیا کھولنے لگا جس میں

طحہ نے ہاتھ آگے کر کے پہلے اسکی جانب اجازت طلب کرتی نظروں سے

دیکھا۔

ساشا نے آہستہ سے ہاتھ آگے کیا تو طحہ نے نہایت محبت سے وہ بریسلٹ اسکے

خوبصورت سے ہاتھوں میں پہنایا جہاں کانچ کی چوڑیاں تھیں۔

پھر آہستہ سے اس کی ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا۔

ساشا اندر تک کانپ گئی۔

طحہ نے ہولے سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"ساشا اگر میں آپکے پیرنٹس کو ڈھونڈوں" نجانے کس وجہ سے طحہ یہ کہہ گیا۔

"بالکل بھی نہیں جب انہیں یہ معلوم ہی نہیں نہ انہیں معلوم کرنا ہے کہ میں زندہ ہوں یا مر گئی۔۔ یا پھر میں کس حال میں ہوں تو مجھے بھی ان سے کوئی سروکار نہیں" طحہ کے کندھے سے لگے اس نے آخری بار اپنے والدین کے لئے آنسو بہائے۔

اسے اب انکے بارے میں سوچنا بھی نہیں تھا۔

"او کے یار رونے کی کیا بات ہے۔ فائینا کے ساتھ اتنے دن رہ کر بھی آپ بہادر نہیں ہوئیں" وہ ہلے پھلکے انداز میں اسکی کمر سہلاتا ہوا بولا۔

"نہیں میں ویسی نہیں بن سکتی ایسی بہادری صرف اسی پر سوٹ کرتی ہے" وہ مسکراتے ہوئے اس سے الگ ہکر بولی۔

"ہاں یہ تو ہے۔۔ تبھی تو دریاب نے اسکی خواہش کی تھی" طحہ کی بات پر ساشا حیران رہ گئی۔

"کیا واقعی"

"جی بالکل" طحہ نے تصدیق کی۔

"ہاؤرو مینٹک" وہ اس وقت یہ بھی بھول گئی کہ وہ کس وجہ سے اور کیوں ساشا کے ساتھ وہاں موجود ہے۔

"اب انکے رومینس کو چھوڑیں اور کچھ مجھ پر نظر کرم کریں" طحہ نے اسے پھر سے اپنے حصار میں لیتے محبت سے کہا۔

ساشا کی رخصتی کے بعد پھر سے وہ سب اس گھر کو مقفل کر کے واپس دوسرے گھر میں آگئی۔

فاتینا پھر سے کل کی طرح جاگ رہی تھی۔ کچھ تو ساشا کی کمی محسوس کر رہی تھی اور دوسری بات کو وہ محسوس کرنا نہیں چاہتی تھی۔

ابھی تاریکی میں لیٹے اسے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ موبائل پر پھر سے وہی نمبر جگمگانے لگا۔

"اسلام علیکم" اب کی بارہیلو کا تکلف کرنے کی بجائے اس نے سیدھا سلام کیا۔
"وعلیکم سلام۔۔ کیسی ہیں" دریاب کی سنجیدہ مگر گھمبیر آواز نے اسکی دل
دھڑکنیں بڑھائیں۔

"ہمیشہ کی طرح بالک ٹھیک" وہ بھی قاتینا تھی۔ سپاٹ لہجے میں بولی۔
"اچھی بات ہے۔۔ دیکھیں میں کبھی بھی باتوں کو گھما پھرا کر کرنے کا عادی
نہیں لہذا صرف یہ پوچھنا تھا کہ کیا جو آپ نے اس وقت وہ سب کہا تھا تو وہ کس
برتے پر۔۔" دریاب کے سوال پر وہ چکرا کر رہ گئی۔ وہ امید نہیں کرتی تھی کہ
وہ یوں بے دھڑک اس سے اسکے رویے کی وجہ پوچھ لے گا۔
"کس قسم کی غلط فہمی میں آپ مبتلا ہیں" وہ جھنجھلا رہا تھا۔
اور قاتینا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ ہمیشہ لاپرواہ رہنے والا دریاب
ہے۔

"غلط فہمی نہیں یقین ہے"

"کیا آپ کو سرنے ہمارے نکاح کے ہو جانے کے کچھ دن بتایا تھا" دریاب کے سوال پر وہ دل ہی دل میں مسکرائی۔

"نہیں کیوں کوئی خاص بات تھی" وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی اتنی آسانی سے کیسے مانتی۔

"نہیں کچھ خاص نہیں" وہ حیرت کی تصویر بنا بولا۔

فاتینا نے بھی کندھے اچکا کر ادھر ادھر کی کچھ باتیں کر کے فون بند کر دیا۔

"کچھ بکواس کی اس (گالی) نے" کوبرا جو تین چار دن پہلے نمرہ کو اٹھوالا یا تھا اپنے ایک ماتحت سے اسکے بارے میں استفسار کر رہا تھا۔

پہلے دن تو اس نے پوری طرح مہلت دی کہ وہ بتائے کہ انکے علاوہ کون ایسا شخص ہے کہ جو انکے کام سے واقف ہے اور اس دن ہاسٹل سے منشیاب اور اسلحے کو غائب کروانے والی حرکت کس کی تھی۔

مگر جب ایک دن کی مہلت کے باوجود وہ کچھ نہیں بولی تو اس نے اپنے بندوں سے کہہ کر اسے تھوڑی بہت مار لگوائی جب پھر بھی وہ نہ بولی تب اس نے سزا میں اضافہ کیا۔

ابھی تک وہ اس کے سامنے نہیں گیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ اسکے بندوں کی مار سے ہی وہ سنبھل جائے گی۔ مگر وہ تو ڈھیٹوں کی کسی نسل سے تعلق رکھتی تھی وہیں کی وہیں اڑی ہوئی تھی۔

"تم سب بے کار ہو۔۔۔ اب مجھے خود اسکے پاس جانا پڑے گا" اپنے ماتحت کو خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا وہ صوفے سے اٹھ کر سیر ھیوں کی جانب گیا اور پھر اس کمرے کی جانب مڑا جہاں نمرہ موجود تھی۔

آہستہ سے دروازہ کھول کر جب وہ اندر داخل ہوا تو یہ نمرہ کو دیکھ کر وہ تمسخر آمیز انداز میں ہنسا۔

یہ وہ نمرہ نہیں تھی جو چمکتی دکتی اس سے ملنے پہلی دفع آئی تھی۔

چار دنوں میں ہی وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی تھی۔ جسم پر جگہ جگہ نیل پڑے

ہوئے تھے۔ منہ سو جا ہوا جہاں سے اب خون رس کر جم چکا تھا۔

رونے کے باعث آنکھیں سو جی ہوئیں تھیں۔

زمین پر پھٹے کپڑوں میں اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔

کو برا حقارت سے اسے دیکھتا پاس گیا اور جوتے کی نوک سے اسے سیدھا کیا۔

"اس قدر مار کا تم پر کوئی اثر نہیں ہوا بھی بتاؤ گی کہ وہ کون تھا یا نہیں" اسکے بالوں کو سختی سے جکڑ کر کھینچتے ہوئے وہ غرایا۔

"نہیں کیونکہ وہ جو تھا میں تب تو اسکی مصلحت کو سمجھ نہیں سکی مگر اتنا جان گئی

ہوں کہ تم جیسے کریہہ لوگوں کو وہ انجام تک پہنچائے گا۔ جس طرح تم نے میرا

ریشہ ریشہ تکلیف سے دوچار کیا ہے وہ تم جیسوں کی رگوں میں اتر کر تمہیں نوچ

لے گا۔ میں اپنے گناہوں پر اور دوسروں کی زندگیاں برباد کرنے پر اللہ کے

سامنے کبھی نہیں پچھتائی جتنا ان گزرے چار دنوں میں پچھتائی ہوں۔ کیونکہ

شاید برے کام کا انجام مجھے پہلی مرتبہ ملا ہے۔ اور اس پہلی مرتبہ میں ہی مجھے ہر وہ شخص یاد آیا ہے جسے میں نے برباد کیا ہے۔ جسے میرے گندے عزائم نے برباد کیا ہے۔۔ میں نے پہلے دن ہی خود سے فیصلہ کر لیا تھا کہ میری چمڑی بھی ادھیر دو گے تو میں اب اس شخص کا نام نہیں بتاؤں گی۔ مگر مجھے یقین ہے وہ خود تم تک پہنچے گا۔ میں خوش نصیب ہوں میں نے اس بندے کو دیکھا ہے۔۔ میں نے اس سے بات کی ہے۔ میں نے بہت ساقیمتی وقت اس کے ساتھ گزارا ہے جسے اللہ نے تم جیسے درندوں کے لئے موت بنا کر بھیجا ہے۔ وہ روشن پیشانی والا جلد ہی تمہاری زندگی کو تاریک کر دے گا۔۔ میں خوش نصیب ہوں " بجائے تکلیف اور رحم کی بھیک کے جو الفاظ نمرہ کے لبوں سے نکلے وہ کوبرا کو پاگل کرنے کے لیے کافی تھے۔

وہ غصے سے بے جال ہوتا اسے ٹھڈوں اور گھونسوں کی زد پر رکھ چکا تھا۔ اور تب تک نہیں ہٹا جب تک وہ ہانپنے نہیں لگ گیا۔

نمرہ بے جان پڑی تھی نجانے مر گئی تھی یا بے ہوش تھی۔ کوبرا کے لئے یہ
سب جاننے کا وقت نہیں تھا نہ اسے ضرورت تھی۔
"کون ہے آخر وہ کون ہے" وہ اپنے بال نوچ رہا تھا۔
غصے اور جھنجھلاہٹ سے چلا رہا تھا۔

نمرہ کے موبائل میں موجود ہر نمبر کو وہ چیک کر چکا تھا حتیٰ کہ حیدر کے نام
سے موجود نمبر کو بھی مگر اس نمبر کا ریکارڈ کسی کمپنی کے پاس موجود نہیں تھا۔ نہ
یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس نے اور کس نام پر نکلوائی تھی۔
کوبرا اس وقت بے بسی کی انتہا پر تھا نہ ہی شہریار کا کچھ پتہ تھا اور نہ ان لوگوں کا جو
اسکے لئے آسیب بن چکے تھے۔
نہ وہ لوگ اسکے سامنے آرہے تھے نہ وہ انکے بارے میں کسی قسم کی کھوج لگانے
میں کامیاب ہو رہا تھا۔

بے بسی کا مقام تھا اسکے لیے۔ ابھی تک بہت سے لوگوں سے واسطہ پڑا تھا جنہوں

نے کو برا کے کام میں نر خہ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ مگر کو برا ان پر ایسا حاوی آتا تھا اور اس انداز میں انکے بارے میں پتہ کروا کر انہیں راستے سے ہٹاتا تھا کہ اس سے ٹکرانے والے پچھتاتے تھے۔

مگر اس مرتبہ یہ کون لوگ تھے جو نہ صرف اسکی پلیننگ کو پھس نہس کر رہے تھے جبکہ سامنے ہوتے ہوئے بھی ایسے کام کر رہے تھے کہ وہ کسی بھی طرح انہیں پکڑ نہیں پارہا تھا۔ جو ایک نمرہ سے امید تھی کہ وہ کچھ بتائے گی وہ بھی ایسے لب سیئے بیٹھی تھی کہ اتنے تشدد کے بعد بھی وہ اس نے ان لوگوں کے بارے میں ذرا برابر اشارہ نہیں دیا تھا۔

ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا جو تشدد اس نے نمرہ پر کیا تھا اسکے بعد تو بڑے بڑے مردوں نے اسکے آگے زبان کھولی تھی تو وہ کون سی طاقت تھی جس نے ایک دھان پان سی لڑکی کو اتنی جرات اور ہمت دے دی تھی کہ وہ اس سے ہر بات چھپا گئی تھی۔

وہ کون ہے جس کے بارے میں وہ بات کر رہی تھی۔ بہت معلوم کرنے پر بھی اسے صرف اتنا پتہ چلا تھا کہ کوئی حیدر نامی لڑکا تھا جس کے ساتھ کبھی کبھی نمبرہ پائی جاتی تھی۔ مگر اب وہ لڑکا کہاں اور کدھر تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس کا حلیہ بھی بہت سے لوگوں نے صحیح سے نہیں بتایا تھا۔ اس لڑکے کا نمبر بھی بند تھا اور اسکے نمبر سے بھی کوئی معلومات نہیں مل پارہی تھیں۔

اور پھر ایسا ہوتا ہے نہ جب ہم سمجھتے ہیں ہم عقل کل ہیں اور سب طاقت ہمارے پاس ہے ہم جیسے چاہیں دنیا کو اپنی مرضی سے چلا سکتے ہیں۔ اور یہی وہ امتحان کا وقت ہوتا ہے کہ جب اللہ انسان کا پانسپلٹ کر اسے یہ دکھاتا ہے کہ وہ محض ایک حقیر سی مخلوق ہے اور حق سچ کا ساتھ دینے والا وہ اللہ اپنے سچے لوگوں کے لیے خود ہی ایسے رستے بنا دیتا ہے کہ وہ ہر رکاوٹ، ہر مشکل کو چیرتے ہوئے باطل پر فتح حاصل کر لیتے ہیں۔

کو برا کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا وہ جاننے سے قاصر تھا کہ حالات اسکے منافی کیوں جارہے ہیں۔ ہر غلط کام کو سکون سے کرنے والا آج اللہ کی پکڑ میں آکر زخمی پرندے کی طرح پھڑ پھڑا رہا تھا اور پھر وہ وقت بھی دور نہیں تھا جب اس نے سچائی کے پھیلائے ہوئے قفس میں اپنی زندگی کی آخری سانسیں لینی تھیں۔

"آپ چل رہی ہیں ہمارے ساتھ" شام کے سائے پھیل رہے تھے جب دریاب نے فائینا کو فون کیا۔

اگلے دن صبح صادق سے پہلے انہیں شہر یار کو پکڑنے کے لئے علاقہ غیر کی جانب نکل جانا تھا۔

دریاب نے فائینا کو بھی ساتھ لینے کا سوچا۔ اسکی بہت سی ڈیوائسز وہ لوگ ساتھ رکھ رہے تھے۔ کچھ دیر پہلے ہی دریاب کو سبٹین کا فون آیا کہ انہوں نے فائینا کو

بھی ساتھ لے کر جانا ہے۔ دریاب کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے تھا کہ جس مقصد کا سوچ کر اس نے فاتینا کو اپنا ہمراہ چنا تھا وہ پورا ہو رہا تھا۔ وہ حقیقت میں اسے ایسی ہی شریک حیات بنانا چاہتا تھا جو اسکے ہر مشن میں اس کا ساتھ دے۔

سببٹین کا فون بند ہوتے ساتھ ہی اس نے کچھ سوچ کر فاتینا کو کال ملائی۔ سلام دعا کے بعد پوچھے جانے والے سوال پر وہ کچھ لمحوں کے لئے خاموش ہوئی۔ "ظاہر ہے جس کیس کا آغاز میں نے کیا ہے اسے میں پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہر حد تک جاؤں گی۔ آپ نہ بھی کہتے تو میں چاچو کو کہہ چکی تھی کہ مجھے جانا ہے" اس نے ایسے کہا جیسے دریاب پر احسان کر رہی ہو۔ "اور اگر میں نہ لے کر جاؤں" یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا دریاب اس سے سیدھے سے کوئی بات کر لے۔

"تو بھی چلی تو میں جاؤں گی۔۔۔ مجھے شاید ابھی تک آپ انڈر ایسٹیمیٹ

کر رہے ہیں "وہ جتنا کر بولی۔

"آپ گانے بھی سنتی ہیں" دریاب نے فون سے فائینا کی سائیڈ پر لگے گانوں کی آواز کو سنتے ہوئے کہا۔

"جی ہر نارمل انسان گانے سنتا ہے" فائینا کی بات پر وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔
"کچھ نہیں بھی سنتے" اس نے جیسے اسکے علم میں اضافہ کیا۔

"وہ پھر اب نارمل ہوں گے۔ جو بارش کے قطروں سے آتے میوزک کو نہیں سنتے۔۔ جو پہاڑوں میں گرتے جھرنوں سے نکلنے والے میوزک کو سننے کے اہل نہیں۔۔ اللہ نے تو ہر چیز کا کنیکشن موسیقی سے کیا ہے۔ تو پھر ایسا انسان نارمل کیسے ہو سکتا ہے جو ان سب چیزوں کی موسیقی کو سننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔" دریاب تو اسکی باتیں سن کر حیران رہ گیا۔ عجیب لڑکی تھی۔
"آپ تو بڑی رومینٹک باتیں بھی کر لیتی ہیں" دریاب نے گویا اسے چھیڑا یا تعریف کی وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"ہاں میں رومینٹک ہوں کیونکہ میں قدرت سے محبت کرتی ہوں اسکی ہر چیز سے محبت کرتی ہوں اور پوری کائنات میں رومیننس ہے۔۔ بس ہم کم عقل ہی اسکو صرف ایک لڑکا اور لڑکی سے جوڑتے ہیں" فائینا جانے کس موڈ میں تھی جو اس سے اتنی گہری باتیں کر گئی۔

"مجھے لگ رہا ہے میں کسی فلاسفر فائینا سے باتیں کر رہا ہوں" دریاب نے خوشگوار حیرت سے کہا۔

"افسوس لوگ مجھے صرف جنگجو ہی سمجھتے ہیں" فائینا نے بھی درد بھرے انداز میں کہا۔

"آپ سمجھنے کا موقع دیں تو کوئی سمجھے۔۔ آپکی تو ہر پرت ہی نرالی ہے" دریاب کی بات نے اسے مزہ دیا۔

"تو مسٹر اکڑو آپ بھی میرے بارے میں سوچنے لگ ہی گئے" اس نے دل میں سوچا۔

"آپ کو کس نے کہا ہے میرا اتنا باریک بینی سے جائزہ لیں۔۔۔۔۔ کل صبح کتنے بچے نکلنا ہے" وہ جو بے خیالی میں اس سے بہت سی باتیں کر گئی تھی واپس اپنے خول میں سمٹی۔

دریاب نے آہ بھری۔ "کیا وقت آگیا ہے اب میں اسکے پیچھے ہوں اور وہ مجھ سے دور بھاگ رہی ہے" دریاب نے دل میں سوچا۔

"صبح تین بجے آپکو گھر سے پک کر لیں گے" دریاب نے اسے پروگرام بتایا۔
"اماں کو کیا بہانہ لگایا ہے؟" دریاب نے سرسری انداز میں پوچھا۔

نجانے کتنے دن کے لئے جانا تھا لہذا مریم سے کوئی ایسی بات کرنی تھی کہ انکی تسلی بھی ہو جاتی اور فائینا کی شامت بھی نہ آتی۔

"انہیں کہا ہے کہ آپکا داماد مجھے شمالی علاقہ جات گھمانے لے جا رہا ہے" فائینا کی بات پر دوسری جانب بھرپور قہقہے کی آواز آئی۔

"رئیلی۔۔ یعنی خود کو بچانے کے لئے آپ نے میرا سہارا لیا" دریاب نے

اسے تنگ کیا۔

"کیا کروں ہر دم جھوٹ بولنے والے کے ساتھ قسمت پھوٹ گئی کچھ تو اثر آنا تھا" دریاب اسکی باتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"ہا ہا ہا نہیں کبھی کبھی آپ انجانے میں بھی مارے جاتے ہیں۔" دریاب کی بات پر وہ پھر سے تلمنائی۔

"تو صحیح کہا تھا نہ میں نے یہ رشتہ زبردستی کا ہے"

"ہاں مگر کس کے ساتھ یہ بات قابل غور بھی ہے اور قابل ذکر بھی۔۔ مگر اس بات پر غور و فکر ہم پھر کسی دن کریں گے۔۔ تیار رہیے گا۔ اللہ حافظ" کہتے ساتھ ہی دریاب نے فون بند کر دیا جبکہ وہ اسکی بات گھمانے پر الجھ کر رہ گئی۔

طحہ اور ساشا ڈنر کر کے ہوٹل آئے تھے چیک آؤٹ کے لئے جہاں سے اس نے ساشا کو سیدھا ایر پورٹ چھوڑنا تھا۔ اسکے پیرنٹس اور بہن بھائی پہلے سے وہاں

موجود تھے ان سب نے ساشا کو لے کر واپسی کے لئے فلائی کرنا تھا۔
بگیز اٹھاتے طحہ کو محسوس ہوا کہ ساشا منہ نیچے کیئے بیڈ پر بیٹھی رونے میں
مصروف ہے۔

"ساشا" اس نے افسوس سے سر ہلاتے اسے پکارا۔ ابھی کل رات وہ اسے کتنا
سمجھا چکا تھا اور اس وقت پھر سے وہی رم جھم جاری تھی۔
اسکے قریب بیٹھتے اسکا سر کندھے سے لگایا۔ ساشا کے رونے میں اور بھی
اضافہ ہوا۔

"یار ایسے تو مت کرو۔۔ مجھے آپکے آنسوؤں سے زیادہ آپکی دعاؤں کی ضرورت
ہے۔۔۔ پلیز" وہ بے بسی سے بولا۔

"فاتینا بھی تو جا رہی ہے۔۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ
چلی جاؤں۔۔ میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گی۔ آپ سب کا پورا ساتھ دوں گی۔
لیکن پلیز مجھے اپنے ساتھ لے جائیں" وہ اسکے کندھے سے سر اٹھا کر بولی۔ آنسو

بھری آنکھیں اسے کمزور بنا رہی تھیں جو وہ بننا نہیں چاہتا تھا۔
دھیرے سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"میری جان یہاں ہوں تو آپ کے علاوہ دھیان اور کہیں نہیں جاتا تو وہاں کیا
خاک میں مشن پورا کروں گا۔۔۔ ساشا آپکو تو میری مضبوطی بننا ہے۔ ہم جیسے
لوگوں کی زندگی کے ساتھ ساتھ موت کے سائے رہتے ہیں۔ ایسے کمزور پڑو گی
تو کیسے گزارا ہو گا۔ اور جہاں تک بات ہے فائینا کے جانے کی تو ڈسیر وہ ہماری
ہی طرح ایجنٹ ہے اور اس مشن میں بھی شریک ہے اسی لئے اسکا جانا ضروری
ہے" طحہ نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر دھیمے لہجے میں کہتے بے
چارگی سے اسے دیکھا۔

دو تین دن ہی تو ہوئے تھے اسکے ساتھ کو محسوس کرتے ہوئے۔۔

زندگی کبھی کبھی بہت سے امتحانوں میں ڈال دیتی ہے۔

"آرمی کے لوگ ہوں یا ایجنٹس انکی بیویوں کو ان سے زیادہ مضبوط بننا پڑتا

ہے۔۔ اور ویسے بھی آپ اکیلی تھوڑی ہوگی۔ آپکے پاس سب ہوں گے۔ امی

ابو۔۔۔ میرے بہن بھائی۔۔ اور"

"آپ تو نہیں ہوں گے نا" وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔

"تو پھر آپ بتاؤ نہیں جاؤں۔۔۔" اب کی بار وہ اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر

سنجیدگی سے بولا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا" وہ طحہ کا سنجیدہ اور کسی قدر ناراض انداز دیکھ کر گھبرا

گئی۔ نہ وہ اسے سمجھا پار ہی تھی کہ وہ کیا محسوس کر رہی ہے اور نہ وہ خود سمجھ

پار ہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

"میں دریاب کو کال کر کے کہتا ہوں کہ میں اس نئے رشتے کے بننے سے اتنا

کمزور ہو گیا ہوں کہ میری زمین کو جب میری ضرورت ہے تو میں اپنے

رشتوں کو بچانے کے لئے انہیں پاؤں گا۔ بلکہ اسے کہتا ہوں کہ میرا بڑا بھائی سر

کو دے دے۔۔ کہ اب میں یہ نوکری نہیں کر سکتا" طحہ جس قدر سنجیدگی سے

سب کہتے موبائل تھام کر دریاب کا نمبر نکالنے لگا وہ انداز ساشا کے ہاتھ پاؤں پھلانے کے لئے کافی تھا۔

"طحہ میں نے یہ تو نہیں کہا۔۔ بس میں کیا کروں اب میرا ایک سب سے اپنا رشتہ صرف آپ ہیں تو بس میں اسی لئے اس طرح ری ایکٹ کر گئی۔۔ آپ دریاب بھائی کو کال نہیں کریں پلیز" وہ روہانسی لہجے میں بولتی اسکے ہاتھ سے موبائل لے کر بند کرتے ہوئے بولی۔

"ساشا اس بات کو آج طے کر لیں۔۔ مجھے دہرانا نہ پڑے۔۔ ہماری زندگی پر ہم سے بھی زیادہ حق یہاں اس دھرتی کے ایک ایکے معصوم بندے کا ہے۔ ہم خود کو صرف اسی لئے بچالیں کہ اگر ہمیں کچھ ہو گیا تو ایک ماں کا بیٹا، ایک بہن کا بھائی اور ایک بیوی کا شوہر چلا جائے گا۔ اور وہ بہت سی ماؤں، بہنوں اور بیویوں کے لعل جوان درندہ صفت دھشت گردوں کا نشانہ بغیر کسی وجہ کے بنتے ہیں ان کا کیا قصور ہے۔ اگر آج اللہ نے ہمیں اس منصب پر رکھا ہے تو کیا صرف اسی

ساشا ہم سب کی زندگی اس اللہ کی امانت ہے تو کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اس امانت کو اس انداز میں اسکے پاس واپس لے کر جائیں کہ وہ ہم سے خوش ہو جائے۔۔ وہ ہم سے راضی ہو جائے۔۔ ہم اس حق کا نعرہ بلند کرتے اگر اسکے پاس پہنچ جائیں تو کیا اس سے بڑی سعادت کی بات کوئی اور ہو سکتی ہے۔ "طحہ کا دھمیا پر اثر لہجہ

ساشا کو بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔

"آئم سوری" سر جھکاتے انگلیاں مروڑتے اس نے شرمندگی سے کہا۔

"میں نے یہ سب اسی لیے نہیں کہا کہ آپ مجھ سے معذرت کریں۔۔۔ بس

آپ سمجھ جائیں میری لئے یہی بہت ہوگا۔۔ میں سمجھ سکتا ہوں آپ کی فیلنگز

مگر میرے لوگوں کو اس وقت آپ سے زیادہ میری ضرورت ہے۔" طحہ نے

اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے محبت سے کہا۔

"میں اب آپ کو تنگ نہیں کروں گی" وہ معصومیت سے سر ہلاتے ہوئے

بولی۔

"خیر تنگ تو آپ مجھے بہت کر چکی ہیں" دھیمی سی مسکراہٹ سے کہتا وہ ساشا

کے دل میں اتر رہا تھا۔

"ایویں میں۔۔ الزام لگا رہے ہیں" وہ منہ بنا کر بولی۔

"آئی نیڈ یور سائل" طحہ نے اسے دیکھتے جذب سے کہا۔

"میں نے دانت کو گلیٹ سے صاف نہیں کیئے کہ ٹوٹھ پیسٹ کا اشتہار بن جاؤں" وہ نظریں چرا کر بولی۔

"ساشا" وہ ہلکی سی خفگی چہرے پر سجائے بولا۔

"کیا ہے۔۔۔ کوئی ہنسنے والی بات ہوگی تو ہنسون گی نا خود پوپرو فیسر بنے ہوئے لیکچر پر لیکچر دے رہے ہیں۔ اب ایسے خشک لیکچر کے بعد بندہ سڑا ہوا منہ تو بنا سکتا ہے مگر ہنس نہیں سکتا" وہ پوری طرح طحہ کو تنگ کر رہی تھی۔

"مار کھاؤ گی اب" وہ غصے سے اسے گھورتا ہوا بولا۔

اسکی بے بسی پر وہ ہولے سے مسکرائی۔

"تھینکس" طحہ بھی نرم تاثرات چہرے پر لئے اسے ایک مرتبہ پھر خود میں سموتے سرگوشی نما آواز میں بولا۔

رات کے پونے تین کا وقت تھا فاطمہ پوری طرح سے تیار تھی۔

دریاب نے تھوڑی دیر پہلے ہی فاتینا کو میسیج کیا تھا کہ وہ لوگ نکل پڑے ہیں اور اسے لینے آرہے ہیں وہ تیار رہے۔

مریم بھی ابھی تک جاگ رہی تھیں۔ جو نہی فاتینا بیگ لئے لاؤنج میں آئی مریم اسے خشمگین نظروں سے دیکھ کر رہ گئیں۔

"یہ کیا مشنڈی بن کر جائے گی پھر نے پھر انے" وہ اسکی بلیک جینز اور بلیک لیدر کی لانگ جیکٹ پر اعتراض کرتے ہوئے بولیں۔

"آپکے داماد کی ہی فرمائش پر پہنے ہیں۔۔ اسے ہی فرنگی لباس بڑا پسند ہے" فاتینا نے کمال مہارت سے سب دریاب پہ اس انداز میں ڈالا کہ مریم چپ کر گئیں۔ "اسی لئے کہتے ہیں جلدی کا کام شیطان کا اب دیکھیں کیسے شیطانی کام کروا رہا ہے مجھ سے" لاؤنج میں آتے سبطین اس کا جملہ سن چکے تھے۔

"شرم کرو لڑکی۔۔ جھوٹ پر جھوٹ بول رہی ہو" سبطین نے اسکی باتوں کا مزہ لیتے ہوئے اسے شرم دلانی چاہی۔

"آپ تو رہنے ہی دیں۔۔۔ انہوں۔۔۔ غداروں کے ساتھ ملے ہوئے بتائے
ہیں" اسے ابھی تک سبطین پر غصہ تھا۔ جنہوں نے دریاب والی بات نجانے
جھوٹ یا سچ بنا کر اسے بتائی تھی۔

"دیکھ لے سبطین۔۔۔ اس قدر بے لگام ہوتی جا رہی ہے۔۔۔ کیا بنے گا
اسکا شادی کے بعد۔۔۔ مجھے تو ڈر ہے دریاب دوسرے دن ہی اسے گھر
چھوڑنے نہ آجائے کہ رکھو اپنی تیز زبان کی بیٹی اپنے پاس۔" مریم جو صوفے پر
بیٹھی اسکی زبان کے جوہر دیکھ رہی تھیں۔ اپنے ساتھ بیٹھے سبطین کی جانب
دیکھتے ہوئے بولیں۔۔۔

"ارے بھابھی آپ فکر نہ کریں۔۔۔ اس نے بڑے بڑوں کو سدھارا ہے"
انہوں نے شرارت سے فاتینا کو دیکھتے ہوئے کہا جانتے تھے اب وہ بھڑک جائے
گی وہی ہوا۔

"وہ مجھے کیا سدھارے گا میں اسے سیدھا کر کے رکھ دوں گی۔۔۔ سدھارے

گا۔ ہم۔۔۔ آپ کے اس دریاب کی وجہ سے آپ کی اور میری کسی دن بڑی زبردست لڑائی ہونے والی ہے۔" اس نے سبطین کو وارن کیا۔ اسی لمحے اسکے موبائل پر دریاب کی کال آگئی۔

"آگیا ہے وہ آپکا کچھ لگتا" وہ دانت کچکا کر بولی۔

"ہاں تو اندر بلا لو میں بھی مل لوں گی اس سے کتنے دنوں سے میں نے اپنے بچے کو نہیں دیکھا۔" مریم کے محبت بھرے لہجے پر وہ سر سے پاؤں تک جل کر رہ گئی۔

"ایسا نہ کریں آپ بھی ساتھ ہی چلیں بچے سے اچھی طرح مل لینا" فاتینا نے چڑ کر کہا۔

"تو بکو اس بند کر لے اپنی" مریم اسے ڈپٹتے ہوئے بولیں۔

"جاؤں یا بچے کو اندر بلا کر دم لیں گی" فاتینا پھر سے بولی۔

سبطین اتنی دیر میں باہر جا چکے تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ اگر مریم باہر کی جانب

چلی گئیں اور گاڑی میں باقی سب کو دیکھ لیا تو انکا سارا پلین خراب کر دیں گی۔
"جس تیزی سے تیری زبان چلتی ہے مجھے ڈر ہے فاتی جس دن تیری رخصتی ہونی
ہے اس دن بھی تو جوتی کھا کر ہی رخصت ہو گی" مریم اسکی باتوں پر سر پکڑے
بیٹھی تھیں۔

اندر آتا دریاب مسکرا ہٹ چھپائے مریم کے سامنے آکر سلام کرتا ہوا جھکا۔
مگر جس انداز سے اس نے فاتینا کو ایک نظر دیکھا وہ جان گئی کہ مریم کے اعلیٰ
خیالات سن چکا ہے۔

"چلیں۔۔ یہ ہے آپکا بیگ" اس نے ایک نظر پھر سے خاموش بیٹھی فاتینا کو
دیکھا جس نے اسکے سلام کا جواب نہیں دیا تھا اور مریم کا دل کیا ابھی کہ ابھی
جوتی سے اسکی تواضع کر دیں۔

"بچے سلام کیا ہے تجھے" انکی بات میں جو پھنکار تھی وہ صرف فاتینا ہی جان سکتی
تھی۔

"ابھی ٹھہر کر انہیں اکیس توپوں کی سلامی دوں گی۔ آپ فکر نہ کریں آپکے داماد کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کروں گی" اسکا اکتایا ہوا لہجہ دریاب کو قہقہے لگانے پر مجبور کر رہا تھا مگر وہ بمشکل خود کو روکے ہوئے تھا۔

"جاؤ بیٹا اب تم لوگ" اس سے پہلے کہ فائینا اور مریم میں مزید ٹھنٹی سببٹین نے انہیں منظر سے ہٹانا چاہا۔

مریم کو بادل خواستہ خدا حافظ کہہ کر باہر آتے وہ سببٹین سے سرگوشیاں کر رہی تھی۔

"سچ بتائیں کیا اماں نے کہیں سے اٹھایا ہے مجھے" رہانسی لہجے پر پیچھے آتا دریاب مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"ارے نہیں پاگل۔۔ انکی عادت کا تمہیں پتہ نہیں کیا۔۔ جب آؤ گی تو بالکل ٹھیک ہوں گی وہ۔۔ ڈونٹ وری۔۔ اور اب دریاب کے ساتھ منہ ماری مت کرنا" انہوں نے بھی اسے تنبیہ کی۔

"میں ہی تو بے وقوف ہوں نا جو اس سے لڑتی جھگڑتی ہوں وہ تو جیسے بڑا امن پسند ہے" فاتینا نے سبطین کی نصیحت پر کان دھرنے ضروری نہ سمجھے۔

سبطین نے مزید کوئی بات نہیں کی۔ اسے پیار کر کے گاڑی میں بٹھایا۔ دریا ب نے چیزیں رکھ کر سبطین سے مصافحہ کیا۔ گاڑی میں بیٹھا۔ گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

بلیک جیپ کی اگلی دو سیٹوں پر طحہ اور حذیفہ بیٹھے تھے جبکہ پچھلی سیٹوں پر وصی اسکے ساتھ دریا ب اور اسکے فاتینا بیٹھے تھے۔

"کیسے ہیں سب" وہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے ان سے پوچھ رہی تھی۔

"ان اکیس توپوں کی سلامی کہاں گئی جو آپ نے مجھے دینی تھی۔ پہلے وہ دیں پھر ان کا حال پوچھئیے گا" دریا ب نے اسکی بات درمیان سے اچک کر کہا۔

"اکیس کیا میں اکیس سو توپوں کی سلامی دوں گی۔ ابھی تو بہت لمبا سفر ہے آپکو کس بات کی جلدی ہے" دریا ب کو ٹکاسا جواب دے کر وہ چہرہ موڑ کر باہر دیکھنے

لگی۔

باقی سب کے مشترکہ قہقہے نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔

"ساشا خیریت سے پہنچ گئی" فاتینا نے ایک مرتبہ پھر طحہ کو مخاطب کیا۔

"جی الحمد للہ" طحہ نے مسکراہٹ روک کر جواب دیا۔ ساشا کا سراپا نگاہوں کے سامنے گھوما۔

دو آنسوؤں سے بھری آنکھیں یاد آئیں۔ طحہ کو لگا دل کا ایک حصہ بے حد خاموش ہے۔

دریاب نے فاتینا کی ڈیوائس نکالی جس کی مدد سے انہوں نے شہریار کو ٹریس کیا تھا۔

"اس کو برا کچھ پتہ چلا" فاتینا نے دریاب کی جانب دیکھ کر کہا۔

سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا اور ایک انگلی تھوڑی پر ٹکائے ڈیوائس پر دیکھتے اس نے آہستہ سے سر نفی میں ہلایا۔

"اور نمرہ؟"

"نہیں" دریاب نے گہری سانس کھینچتے سر اٹھا کر سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔
فاتینا کو اسکے انداز پر نمرہ سے جیلیسی محسوس ہوئی۔

"آپکے خیال میں کیا وہ کوبرا کی تحویل میں ہوگی" یہ پہلی مرتبہ تھا جب وہ اور
فاتینا نارمل انداز میں بات کر رہے تھے۔

"کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کہیں روپوش ہو گئی ہو۔۔ جیسے کہ
شہر یار۔۔ مگر کوبرا اتنی کچی گولیاں نہیں کھیلا ہوا کہ وہ دونوں کو اتنی آسانی سے
چھوڑ دے۔" دریاب نے ایک نظر اسکی جانب دیکھا۔

"نمرہ کا نمبر مسلسل آف ہے"

"ہاں یار۔۔۔ مگر مجھے ایسا ہی لگتا ہے کہ وہ کوبرا کی تحویل میں ہے کیونکہ کچھ
بندے میرے بارے میں یعنی میری حیدر والی حیثیت کے بارے میں
یونیورسٹی میں پوچھ گچھ کر رہے تھے" دریاب کی بات پر وہ خاموشی سے اسے

دیکھے گئی۔

"پھر"

"پھر یہ کہ میرے خیال میں نمرہ نے اسے میرے بارے میں نہیں بتایا شاید اسکے فون سے وہ میرے بارے میں آگاہ ہوا ہے۔ مگر میں وہ نمبر کچھ دنوں سے بند کر چکا ہوں۔ اور وہ نمبر ایسا ہے کہ جس کا ریکارڈ کہیں نہیں لہذا اسکے ذریعے سے وہ مجھ تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا" دریا ب نے تفصیل سے اسے بتایا۔

"تو آپ نے یزینورسٹی سے کیا کہہ کر چھٹیاں لی ہیں" فاتینا اپنی رو میں یہ بھی پوچھ گئی۔

"وہی جو آپ نے اماں سے کہا ہے" اسکی بات پر کچھ سیکنڈ خاموش رہنے کے بعد دریا ب نے شرارت سے اسکی جانب دیکھ کر کہا۔

فاتینا نے سر جھٹک کر پھر سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔

"اللہ والیو کوئی گانے ہی لگا دو میری تو نیند سے بری حالت ہو گئی ہے" وصی بہت

دیر سے انکی سنجیدہ گفتگو سن کر بورہور ہاتھا۔

"بیٹا تجھے میں ہیر سنا تا ہوں" طحہ نے بیک ویو مرر سے اسے گھورا۔

"بکواس نہ کریار۔۔۔ ابھی پلین بنانا ہے" دریاب نے ایک دھموکا اسکے

کندھے پر جڑتے ہوئے کہا۔

"بیٹا تو بس ساری زندگی پلیننگ ہی کرتا رہے گا۔۔۔ کبھی دشمنوں کے خلاف

پلیننگ۔۔۔ کبھی کسی کی شادی کی پلیننگ۔۔۔ کبھی فیملی پلیننگ" وصی کی بات

پر فائینا کا دل کیا وصی کا گلا دبا دے۔

طحہ اور حذیفہ کا تو قہقہہ بلند ہوا جبکہ دریاب کے ہاتھوں نے فائینا کی خواہش پوری کی۔

"ارے چھوڑ دے یار۔۔۔ ابھی تو میں نے تیرے بچے بھی۔۔۔۔۔ اچھا اچھا

اپنے بچے بھی دیکھنے ہیں" دریاب کی مضبوط گرفت نے اسے انسان بننے پر مجبور

کیا

لاہور سے وہ سیدھا پہلے اسلام آباد پہنچے۔ یہاں پہلے سے دریاب نے ایک میس میں کچھ دیر ٹھہرنے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ مسلسل ڈرائیو مشکل ہو جانی تھی۔ کیونکہ جس جگہ شہر یار ٹھہرا تھا اس تک پہنچنے میں بھی انہیں بہت سے اونچے نیچے راستوں سے گزرنا تھا۔ لہذا انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ کچھ دیر یہاں پر ریسٹ کر لیا جائے۔ عام طور پر لوگ کم سے کم بھی چار گھنٹوں میں لاہور سے اسلام آباد پہنچتے ہیں لیکن طحہ انہیں تین گھنٹوں میں لاہور سے اسلام آباد لے آیا تھا۔ میس کے اندر گاڑی لے جا کر وہ سب جیپ سے نیچے اترے۔ ساڑھے چھ بجے کا وقت ہو رہا تھا۔ وہاں کے کچھ جوان پہلے سے ہی انکے انتظار میں تھے۔ انکے اترتے ہی وہ الرٹ ہوئے۔ دریاب کو دیکھتے ہی انہوں نے سیلیوٹ کیا۔

"یا اللہ! یہاں بھی لوگ اسے جانتے ہیں" فاتینا یہ سب دیکھ کر حیران ہوئی۔

انکی رہنمائی کرتے ہوئے وہ انہیں کچھ کمروں کی طرف لے گئے جہاں وہ باسانی کچھ دیر گزار سکتے تھے۔

ان سب نے وضو کر کے سب سے پہلے نماز ادا کی۔

ایک کمرے میں وصی، طحہ اور حذیفہ تھے۔ جبکہ دوسرے کمرے میں دریاب فاتینا کو چھوڑ کر واپس انہیں سب کے پاس آگیا۔

نماز سے جو نہی وہ لوگ فارغ ہوئے بہترین ناشتہ انکے لئے لے آیا گیا۔

دریاب فاتینا کے کمرے کی جانب گیا۔ دروازہ ناک کیا۔ اجازت ملنے پر اندر سر کیا۔

فاتینا بیڈ پر ٹانگیں لمبی کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔

"ناشتہ آیا ہے آجائیں" دریاب نے سرسری سا اسے دیکھنے کی کوشش کی مگر وہ

سرسری نظر بھی بے حد گہری تھی۔

"آرہی ہوں" کہتے ہوئے وہ اٹھنے لگی۔

دریاب دروازہ بند کر کے واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد فاتینا اندر آئی تب ان سب نے ناشتہ شروع کیا۔

بریڈ، جم، ابلے انڈے، مکھن اور چائے سب موجود تھا۔

"یہاں بھی مجھے چائے بنانے پر لگا دو" وصی نے سب کو رغبت سے ناشتہ کرتے

دیکھ کر کہا۔ کسی نے بھی چائے کہ تھر مس کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

"نہیں بھی میں ہوں نہ۔۔ آپ آج عیاشی ماریں" فاتینا جو دریاب کے ساتھ

بیٹھی تھی آگے بڑھ کر تھر مس اور کپ اپنی جانب کرتے وصی سے بولی۔

"شکر ہے۔۔" وصی نے جان چھوٹنے پر شکر ادا کیا۔

"اتنی بھی عیاشی ٹھیک نہیں ہوتی۔۔ عادتیں خراب ہو جائیں گی اسکی" دریاب

نے جان بوجھ کر لقمہ دیا۔

بڑے آرام سے سلائس پر جم لگا کر فاتینا کی پلیٹ میں رکھا۔

کسی اور نے تو نہیں مگر فاتینا نے اسکی اس حرکت کو اچنبھے سے دیکھا۔

"میری تو چھوڑ۔۔ تو نے زن مریدی کی کتنی کلاسز لی ہیں" وہ وصی ہی کیا جس سے ایسی باتیں چھپ جائیں۔ بظاہر لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا اس نے دریاب کی سلائس والی حرکت کو پوری طرح نوٹس کیا۔

اسکی جانب جھک کر آہستہ آواز میں بولا۔

مگر وہ آواز فائینا تک ضرور پہنچ گئی۔

"تو پہلے لائن میں لگ پھر تجھے بتاؤں گا" دریاب نے اسے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"حذیفہ یا راب تو نے گاڑی ڈرائیو کرنی ہے" دریاب نے حذیفہ کو کہا۔ جواب چائے کے سپ لے رہا تھا۔

"اوکے باس" وہ اثبات میں جواب دیتا ہوا بولا۔

"نہیں تو تو نے ڈرائیو کیوں نہیں کرنا" وصی نے جان بوجھ کر دریاب سے پوچھا۔

"نہیں آج میں ڈرائیو نہیں کروں گا" اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ بولا۔

"کیوں۔۔۔۔۔ تو نے جان نہیں چھوڑنی اسکی۔۔۔۔۔ تو اپنے ہنی مون پر نہیں آیا ہو ایٹا" وصی بھی اسکی رگ رگ سے واقف تھا۔

"اب تو کچھ سنے گا مجھ سے" دریاب نے اب کی بار آنکھیں نکالیں۔

"بس کر دیں۔۔۔۔۔ محفل کے آداب کے سخت خلاف ہے کھسر پھسر کرنا" فاتینا نے کوفت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا جو سرگوشی میں بول رہے تھے۔

"اب ان جاہلوں کو کون سمجھائے" طحہ نے بھی ناگواری سے ان دونوں کو دیکھا۔

"ہم کون سا تم لوگوں کی برائیاں کر رہے تھے" وصی نے طحہ کو تسلی دلائی۔
"تو کر کے تو دیکھ" حذیفہ بھی بولا۔

"بیٹا چپ کر جا اس سے پہلے کہ تیرا پول کھول دوں"

"اف ایک تو آپ لڑکے بس ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں لگے رہتے ہیں۔۔" فائینا کا تو دماغ چکر اگیا انکی گفتگو سن کر۔

"بھابھی ابھی تو یہ ٹریلر ہے۔۔ اب تو آپ نے ہمارے درمیان ہی رہنا ہے"

وصی نے جان بوجھ کر اسے بھابھی کہا۔

"کیا فضول بات ہے۔۔۔ یہ مت کہنا مجھے اب۔۔۔ نہیں تو"

"گردن اڑادوں گی" وصی اسکا جملہ اچک کر اسی کا تیکہ کلام بولنے لگا۔

"نہیں دانت توڑ دوں گی۔۔ پوپلے منہ والے کو کسی نے لڑکی نہیں دینی"

فائینا کی بات پر سب کا مشترکہ تہقہہ نکلا سوائے وصی کے۔

"اب بول" دریاب سب سے زیادہ خوش تھا کہ وصی کو چپ کرانے والا بھی کوئی ہے۔

"جس نے مجھے پسند کرنا ہے وہ پوپلے منہ پر بھی فدا ہو جائے گی"

"پھر تو کوئی اندھی ہی ہوگی" حذیفہ بھی آج بڑھ چڑھ کر وصی کی کلاس لگا رہا

تھا۔

سب ہنسنے لگے۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ پشاور کے لئے نکلنے لگے۔

"مجھے لگتا ہے کہ ہمارا کچھ دن یہاں رہنا ٹھیک نہیں" ہمیں یہاں سے کہیں موو کرنا چاہیئے" کوبرا کو نجانے کچھ دن سے کیوں خطرے کی بو محسوس ہو رہی تھی۔ شہریار کی جانب سے مکمل خاموشی تھی اور جن لوگوں نے اسلحہ والی حرکت کی تھی وہ بھی اب خاموش تھے۔

اسے اپنا ٹھکانہ بدلنے کی فکر شدت سے لاحق ہوئی۔

"تو باس میں پہاڑوں پر اطلاع دے دوں کہ ہم آرہے ہیں"

"ہاں ہم کل ہی یہاں سے فلاحی کرتے ہیں۔۔ وہاں پر اطلاع دو کہ ہم آرہے

ہیں اور اس اڈے کو پوری طرح سے خالی کر دو۔ اس لڑکی کو جہاں مرضی

پھینکوا دو۔ مجھے اب اسکی ضرورت نہیں۔ چاہو تو مار دو چاہو تو اپنا ترنوالہ بنا لو۔ یا پھر کسی کوڑے کی زینت کر دو۔ بہر حال یہاں اس اڈے پر سے ہمارا ہر نشان ختم ہو جانا چاہیے۔" کوبرا اپنے ماتحتوں کو ہدایت دیتا ہوا اپنے ذاتی کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

پشاور پہنچتے انہیں دن کے گیارہ بج چکے تھے۔ وہاں پر بھی اپنے ایک دوست کو دریاب پہلے سے اپنی آمد کے بارے میں بتا چکا تھا۔

اسکے گھر پر بڑے بھرپور انداز میں ان کو ویلکم کیا گیا۔ کچھ دیر وہاں رک کر انہوں نے پھر سے سفر شروع کیا اب انہیں وہاں سے جلال آباد جانا تھا جہاں پر شہر یار موجود تھا۔ دریاب نے گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی نقشہ کھولا۔

فاتینا بھی اس نقشے پر جھک گئی۔

"اس وقت جو جگہ یہاں اس ڈیوائس پر شو ہو رہی ہے اس سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اس جگہ جو پہاڑ موجود ہیں ان میں سے کسی میں رہائش بنائی گئی ہے جہاں یہ شہریار موجود ہے" دریاب نے ایک جگہ کو مارک کرتے ہوئے کہا۔
"ہم کیا پورے پہاڑ کو گھیرے میں لیں گے۔ اس ڈیوائس میں کتنے لوگ شو ہو رہے ہیں" حذیفہ بولا جو گاڑی چلا رہا تھا

"یار اس ڈیوائس کے مطابق یہاں دس سے بارہ لوگ موجود ہیں۔ اتنے سے لوگوں پر حاوی آنا کوئی اتنی بڑی بات نہیں" دریاب نے کہا۔
"مگر بات یہ ہے کہ انکے پاس بہت جدید اسلحہ ہوتا ہے کیا آپکے پاس اتنا کچھ ہے کہ آپ گرنیڈ کا مقابلہ کر سکیں" فاتینا نے دریاب کی جانب دیکھ کہا۔
"میدم ہم چھرے والی گنز لے کر نہیں آئے۔۔۔" دریاب اسکی بات پر برا منا کر بولا۔

"جب کے تھری مشین گن اور ایف 2000 ایسٹ رائفل شک چلتی ہے تو گرنیڈ چلانے والے بوکھلا جاتے ہیں۔ سوڈونٹ وری۔ انکے پاس جدید اسلحہ ہے تو ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ جدید ہے۔

اور پھر آپ ہیں نا "دریاب نے پہلے سنجیدگی اور پھر مسکراہٹ ہونٹوں میں دباتے جس طرح کہا وہ فائینا کو تپانے کے لئے بہت تھا۔

"میں ہوں سے کیا مطلب "خونخوار نظریں اس پر گاڑھیں۔

"آپ سے مطلب یہ کہ آپ تو ویسے ہی دوچار کی گردنیں اڑا دیں گی "سامنے دیکھتے اسکی لال بھوکا چہرے کو نظر انداز کرتے وہ شریر لہجے میں بولا۔

"اب اگر آپ میں سے کسی نے میرا ریکارڈ لگایا نا اس بات پر تو میں کیلے ہی کو برا کوڈھونڈنے نکل جاؤں گی۔ کمنوں کا ٹولا "فائینا کے غصے نے سب کو مسکرا نے پر مجبور کیا۔

"اب تو آپکا بھی اضافہ ہو گیا ہے "وصی کی شرارتی آواز پھر سے آئی۔ فائینا نے

ہاتھ بڑھا کر ایک مکا اسکے کندھے پر مارا۔

"اف کیا چیز ہے یہ۔۔۔ ہم پر ہی ریسرسل شروع کر دی ہے۔۔۔ بہن ابھی آپکو اپنے جوہر دکھانے کا پورا موقع ملے گا" بازو سہلاتے بھی اسکی زبان رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"چپ کر الیں اسے۔۔۔ اب میرے ہاتھ اسکی گردن تک پہنچیں گے۔ کہیں بچوں کی حسرت لئے ہی کوچ نہ کر جائے" فاتمینا نے دریاب کو ٹالشی بنایا۔
"ٹحہ ٹیپ دے" دریاب نے کوئی رد عمل دینے کی بجائے ٹحہ کو مخاطب کیا۔
"ان دونوں کو چپ کرواؤں۔۔۔ اگر اب کوئی بولانہ تو ٹیپ سے منہ کیا میں اب ہاتھ بھی باندھ دوں گا۔۔۔" دریاب غصے سے دونوں کو گھورتا ہوا بولا۔
"بی جمالو کارول خود پلے کر کے اب اچھا بن رہا ہے تو واپس چل ذرا" دانت پیستے ہوئے وصی اسکے کان میں بولا

جلال آباد پہنچتے ہی انہوں نے تھوڑا سا ہی سفر طے کیا تھا کہ پہاڑوں کا طویل
سلسلہ شروع ہو گیا جس سے آگے گاڑی کالے جانابے حد مشکل لگ رہا تھا۔
وہاں پر فوجی کیمپ موجود تھا جس کے بارے میں سبسطین انہیں پہلے ہی آگاہ کر
چکے تھے کہ پہاڑوں پر جانے سے پہلے وہ اپنی جیپ کو اس کیمپ کے قریب
روک کر پھر اوپر کی جانب جائیں۔

اسکے علاوہ انہوں نے وہاں کی فورس کو بھی الرٹ کر دیا تھا اور دریاب کو بھی کہا
تھا کہ اس کیمپ میں موجود فورس کے ساتھ رابطے میں رہے تاکہ کسی بھی
خطرے کی صورت میں وہ انکی مدد کے لئے پہنچ سکیں۔

دریاب نے ان سب کو ضروری سامان اپنے ساتھ رکھنے کا کہا۔
جس میں بیگ بیکس تھے، کچھ کھانے پینے کا سامان پانی کی بوتلیں۔۔۔ فرسٹ
ایڈ کا سامان اور بہت سی گنز اور حتی کہ بومبز بھی ساتھ رکھے۔ کچھ آنسو گیس
کے اور کچھ ٹائم بامبز۔

پھاڑ کی چوٹی پر چڑھنے سے پہلے دریاب نے ان سب کی جانب رخ کیا۔
"ابھی بھی آپ میں سے کوئی ایسا جو یہ سمجھتا ہو کہ وہ اس مشن کے لئے اہل
نہیں یا پھر پکڑے جانے یا مارے جانے کا خوف ہو تو وہ ہمیں سے واپس جاسکتا
ہے" اس وقت وہ ان کا دوست نہیں صرف لیڈر تھا۔
سب نے یک زبان ہو کر نہیں کہا۔

"اور آپ" اب اس کا رخ فاتینا کی جانب تھا۔ یہ پہلا مشن تھا جس میں وہ کسی
لڑکی کو بھی لیڈر کر رہا تھا اور وہ لڑکی بھی کوئی اور نہیں اسکی اپنی بیوی۔ مگر اس
وقت ان سب کا آپسی رشتہ صرف اس ملک کے جانثاروں کا تھا۔ باقی سب
حقیقتیں اور رشتے اس وقت انکے لئے بے معنی تھے۔

"میں نے بہت عرصہ پہلے یہ تہیہ کیا تھا کہ میرے جسم کا ایک ایک حصہ حتی
کے میری سانس بھی ان آزاد فضاؤں کی مقروض ہے جب اس مٹی کو ضرورت
ہوئی میں وہ قرض پوری جانفشانی سے لوٹاؤں گی" فاتینا کے لہجے کی سچائی کا تو اب

وہ بھی قائل ہو گیا تھا کچھ تو تھا اس لڑکی سے جڑا جس نے اسے عام لڑکیوں سے
ہٹ کر اتنا نڈر بنا دیا تھا۔

اس سب نے فضاؤں میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور آگے پیچھے پہاڑوں پر چل
پڑے۔

ان سب کی کوشش یہی تھی کہ فائینا کو درمیان میں رکھا جائے۔

"آخر میں کتنے دن یہاں رہوں گا۔۔۔ یہ نہ ہو کہ تم لوگوں سے مدد لینے کے
چکر میں میں جو بچ کر یہاں آیا ہوں اتنا ڈیلے ہونے پر کو برا کہہ کر ہاتھ لگ ہی
جاؤں" شہریار کو اپنے دوست کے ہاں جلال آباد میں ان اونچے اونچے پہاڑوں
کے درمیان رہتے چار دن سے زائد ہو چکے تھے۔

مگر کوئی ایسا حساب نہیں بن پا رہا تھا کہ وہ اسے وہاں سے بارڈر کر اس کروا کر
کابل کی طرف نکلوا دیتے۔

"یار تمہیں بتایا بھی تھا کہ آج کل بارڈر پر بہت سخت چیکنگ شروع ہو چکی ہے۔ ذرا سی بھی گڑبڑ نظر آتی ہے تو فوجی سیکنڈ کی دیر لگائے بغیر ایسی جگہ پہنچاتے ہیں جہاں کوئی ہمارا نشان بھی نہیں ڈھونڈ سکے گا۔ تم کیوں پریشان ہو۔ ہمارے پاس تم بالکل محفوظ ہو۔ کوئی تمہاری گردن تک کو نہیں پہنچ سکتا۔ ان پہاڑوں کی ساخت اس انداز میں بنی ہوئی ہے کہ کسی کو گمان تک نہیں ہو سکتا کہ کسی بھی پہاڑ کے اندر کوئی رہائشی جگہ بنائی ہوئی ہے۔ اول تو یہاں جانور اتنے آتے جاتے ہیں کہ رہائشی لوگوں کے علاوہ کوئی اور ان پہاڑوں کی جانب آنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ جنگلی جانور چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں بندے کو۔ تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ جیسے ہی ان فوجیوں کا ہاتھ ہولا ہوتا ہے اور پولیس اس علاقے میں واپس آتی ہے میں تمہیں یہاں سے نکلوا دوں گا۔ بس کچھ دن اور انتظار کر لو"

اسکے دوست نے پوری طرح سے شہر یار کو تسلی دلائی۔

جس کا دل نجانے کیوں پریشان تھا۔ اور ایسے کام کرنے والوں کے ساتھ یہی ہوتا

ہے۔ ذرا سا پانسہ پلٹتا ہے اور انہیں اپنی موت کی چاپ سنائی دینے لگ جاتی ہے۔
یہ وہی لوگ ہیں جو موت سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ جنہیں اپنے برے اعمال کا
اندازہ ہوتے ہوئے بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنے اندر کی گندگی کو ماننے سے
انکاری ہوتے ہیں۔

کیونکہ یہ بھول جاتے ہیں کہ انکے برے کام کا نہ صرف برا انجام ہوگا بلکہ انہیں
اپنے ہر عمل کے لئے سب سے بڑی ذات کے سامنے جوابدہ ہونا ہوگا۔ اور اسی
بھول کی پاداش میں انکے دلوں پر زنگ لگتا چلا جاتا ہے جو انہیں ایسی گہری
دل دل میں دھکیل دیتا ہے جہاں سے پھر موت کے بعد بھی انکی نجات ممکن
نہیں ہوتی۔

پھاڑوں پر چلتے ہوئے فاتینا بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔ اسکے لئے یہ سب کسی
خواب سے کم نہیں تھا۔ جب کبھی سب طین سے دریاب کی باتیں سنتی دل میں یہ

خواہش شدت پکڑتی کہ وہ بھی کبھی اس شخص کی ہمراہی میں کوئی مشن کرے۔

اور آج اسے لگ رہا تھا اسک خواب پورا ہو رہا ہے۔ اسکے قدموں کے ہر نشان پر وہ نشان رکھ رہی تھی۔ سنجیدہ صورت لئے، بلیک یونیفارم میں سرپروولن کیپ پہنے۔ گلوں میں سے نکلتے اسکے مضبوط مردانہ ہاتھ رستے کی کٹھانیوں کو چیرتے ہوئے جارہے تھے۔

وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار مرد اللہ نے عمر بھر کے لئے اسکی ہمراہی میں لکھ دیا تھا۔

اپنی مٹی کے عشق میں ڈوبا وہ شخص فاطمہ کو اپنی قسمت کا روشن ستارہ لگا تھا جسکی ہمراہی میں دے کر اللہ نے اس پر یقیناً زندگی کا سب سے بڑا احسان کیا تھا۔ کم از کم فاطمہ کو تو یہی محسوس ہو رہا تھا۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ جب وہ کچھ دیر سستانے کے لئے ایک چٹان کی آڑ میں اس انداز میں بیٹھے کہ

چاروں جانب ان کا رخ تھا تا کہ کوئی علاقائی بندہ یا جانور ان پر حملہ نہ کر سکے۔
"آپ تھک تو نہیں گئیں" فائینا کے قریب بیٹھے دریاب نے پانی کی بوتل سے
چند گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"بالکل بھی نہیں۔۔۔ یہ میری زندگی کا پہلا ایسا مشن ہے کہ صرف انفارمیشن
دینے کے علاوہ میں عملی طور پر بھی اس کا حصہ بن رہی ہوں۔ اور مجھ جیسی بندی
سے تو ویسے بھی آپ کو یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ آپ کو اب تک تو اندازہ ہو
جانا چاہیئے کہ میں کتنی شوقین ہوں ایسے کاموں کی" فائینا نے نہایت دھیمے لہجے
میں جواب دیا۔

دریاب کے لیے یہ پہلا اتفاق تھا کہ وہ اس سے اتنے نرم انداز میں بات کر رہی
تھی۔ نہیں تو ابھی تک تو مرچیں ہی چباتی رہی تھی۔

"ہاں وہ تو کافی اندازہ ہو گیا ہے۔" ابھی وہ بات کر رہی تھے کہ موسم جو کافی
دیر سے خراب ہو رہا تھا آخر کار طوفانی بارش کی صورت میں برس پڑا۔

وہ سب پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے۔

پہاڑ چھوٹا سا غار نما تھا کہ جس میں وہ سب آسانی سے بیٹھ گئے۔ بارش سے بھی بچ گئے تھے۔

"اب کیا کریں" حذیفہ نے تشویش سے کہا

"ابھی کچھ دیر انتظار کرتے ہیں۔ کیونکہ ان پتھروں پر بارش کی وجہ سے بہت پھسلن ہو جاتی ہے۔۔ ہمارا چلنا اور توازن برقرار رکھنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اور ویسے بھی ان لوگوں کی نقل و حرکت سے ایسا معلوم نہیں ہو رہا کہ وہ لوگ یہاں سے کہیں نکل بھاگیں گے۔" دریاب نے بارش کی بو چھاڑ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

سب نے موٹی جیکٹس اور سویٹر پہن رکھے تھے جس کے سبب وہ بارش کے ساتھ چلنے والی ٹھنڈی ہوا کی ٹھنڈک سے محفوظ تھے۔

رات تک بارش کی رفتار میں کمی نہیں آئی۔ جسکی وجہ سے انہوں نے یہی پلین

کیا کہ بارش رات میں جب بھی رکے گی وہ کچھ دیر بعد چل پڑیں گے۔
"تھوڑی تھوڑی دیر ریٹ لے لو۔۔۔ جب بارش رکے گی میں اٹھا دوں گا"
دریاب نے اپنے مخصوص گھمبیر لہجے میں ان سب کو مخاطب کیا۔
فاتینا کو وہ کہیں سے اسے چڑانے والا دریاب نہیں لگ رہا تھا۔
آج اسے دریاب میں وہی جھلک نظر آرہی تھی جو اسکے ذہن میں دریاب کو
دیکھے بنے اسکا خاکہ بنتے ہوئے بنتی تھی۔

ان سب نے اثبات میں سر ہلایا۔
غار میں اتنی جگہ موجود تھی کہ وہ تینوں باسانی تھوڑی تھوڑی جگہ پر لیٹ گئے۔
فاتینا کو بھی انہوں نے الگ سے ایک جانب لیٹنے کو کہا مگر اس نے نفی میں
سر ہلایا۔

"ابھی نیند نہیں آرہی تھوڑی دیر تک دیکھتی ہوں"
"نیند کے بارے میں دیکھتے اور سوچتے نہیں۔ ہو سکتا ہے اگلے پانچ دن آپ کو

سونے کا موقع نہ مل سکے۔ اسی لئے اس لائف میں جو چیز جب ملے اسے حاصل کر لیں۔ سوچنے میں وقت مت ضائع کریں "دریاب جو غار کے دہانے پر بیٹھا ہوا تھا مڑ کر فاتینا کو سمجھاتے ہوئے بولا۔

وہ تینوں تو دیکھتے ہی دیکھتے سو بھی گئے۔

فاتینا کچھ دیر تو یونہی بیٹھی رہی۔ پھر اٹھ کر دریاب کے پاس بیٹھ گئی۔
"نہیں کیوں نہیں آرہی" دریاب نے چونک کر اپنے بائیں جانب بیٹھی فاتینا کو دیکھ کر پوچھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔ شاید پہلا تجربہ ہے اس سب کا تو ایکسائیڈ ہوں" وہ معصومیت سے سامنے بارش کے قطروں کو دیکھتے ہوئے بولی۔
دریاب نے ہلکے سے بس مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ایک بات پوچھوں" کچھ دیر کی چاموشی کے بعد دریاب بولا۔ چوڑی مارے ہاتھوں کو پیچھے کیئے ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر ٹکائے وہ ذرا سارخ موڑ کر

اسکی جانب دیکھ کر بولا۔

"جی" فائینا نے اجازت دی۔

"میں نے زندگی میں بہت سے لوگوں کو پرکھا ہے۔ اور جس فیلڈ سے میرا تعلق ہے اس کی وجہ سے بھی میں لوگوں کو ایک نظر دیکھ کر ہی بہت آسانی سے لوگوں کا تجزیہ کر لیتا ہوں۔ آپ ہمیشہ سے مجھے نڈر لگیں اور لڑکیوں میں ایسی خصوصیت کوئی عام سی بات نہیں۔ مگر مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ اس فائینا کے پیچھے کوئی ایسے حالات ہیں جنہوں نے اسے اتنا بے خوف بنادیا۔ لڑکیاں ہم لوگوں کو سراہتی ضرور ہیں مگر کوئی ہم جیسا بننے کی آرزو نہیں کرتا۔۔ کیا ہمارے تعلق میں اتنی گنجائش ہے کہ میں آپ کی شخصیت کے اس حصے کو جان سکوں جو آپ نے سب سے چھپا رکھا ہے" دریا ب دھیمے انداز میں نجانے اسکے کن کن زخموں کو ادھیر ٹگیا تھا۔

مگر سامنے فائینا تھی جرات اور حوصلہ ختم تھا اس پر۔

"ہاں آپ کا اندازہ بالکل صحیح ہے میں ہمیشہ سے ایسی نہیں تھی نہ ہی مجھے ایجنٹس سے کوئی خاص لگاؤ تھا۔

مگر بابا اور میرے بھائی ذکا کی وفات جس انداز سے ہوئی اس نے مجھے نڈر اور بے خوف بنا دیا۔

میرے بابا جج تھے۔ بہت کم عمری میں انکی ذہانت اور قابلیت کے سبب انہیں یہ عہدہ مل گیا۔ میں نے زندگی میں بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے مگر جب بات انکے اپنے پیاروں پر آتی ہے تو وہ خوفزدہ بھی ہوتے ہیں اور اپنی قدروں سے پھر جانے والے بھی ہوتے ہیں۔ مگر بابا وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی اولاد پر تکلیف آنے کے بعد بھی حق اور سچ کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔

یہ تب کی بات ہے جب میں میٹرک میں تھی۔ بابا کسی کیس کو ڈیل کر رہے تھے جس میں کچھ دہشتگردوں کو پھانسی کی سزا سنائی تھی اور بابا پر حکومت کے

لوگ پریشر ڈال رہے تھے کہ انکی عمر قید کی سزا سنادیں مگر پھانسی کی نہیں۔
میرے بابا نے کسی کو بھی خاطر میں لائے بغیر ایک ہفتے کے اندر اندر فیصلہ سنانا
تھا۔

اس ہفتے کے شروع ہوتے ہی جب بابا دھمکیوں سے نہیں مانے تب میری گاڑی
پر فائرنگ ہوئی۔ میں اس وقت ڈرائیور کے ساتھ سکول سے گھر واپس آرہی
تھی۔ ان لوگوں کا مقصد مجھے مارنا نہیں تھا بس بابا کو دھمکانا تھا۔

قسمت میں زندگی تھی سو اللہ نے بچا لیا۔ مگر میرے بابا پھر بھی نہیں جھکے۔
اور پھر جس دن فیصلہ سنایا جانا تھا اس سے ایک رات پہلے بابا اور میری جان میرا
چھوٹا بھائی ذکا کسی کام سے باہر نکلے واپسی پر انہیں اغوا کر لیا گیا اور ایک گھنٹے کے
اندر اندر بابا اور ذکا کی لاشیں گھر آئیں۔

بابا کے سینے پر گولی ماری گئی تھی جبکہ میرے بھائی۔۔ "فاتینا نے رک کر گہری
گہری چند سانس لیں۔

"اسکے سینے پر خجروں سے بے دردی سے وار کئے گئے تھے۔۔۔"

اماں کو تو آج تک اس بات کا نہیں پتہ کیونکہ جب چاچو اسے گھر لائے تھے تب انہوں نے پوری طرح اسے کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔
مگر میں انکی باتیں سن چکی تھی۔ ان دونوں کے چلے جانے کے بعد مجھے لگا میں پاگل ہو جاؤں گی۔ ذکا کا معصوم چہرہ بار بار میری نظروں کے آگے آتا۔ کس بے دردی سے ان وحشیوں نے میرے معصوم بھائی کو مارا ہو گا اس نے کتنی تکلیف سہی ہو گی۔

بس یہ خیال دن رات مجھے چین نہیں لینے دیتا تھا۔ میری حالت اتنی بری ہو گئی تھی کہ مجھے فٹس تک پڑنے لگ گئے تھے۔ میں سارا سارا دن ذکا کے کمرے میں بیٹھ کر اسکی ایک ایک چیز کو ہاتھوں میں لے کر بس روتی رہتی۔

اور پھر وہ آخری رات۔۔ اس رات میں بہت روئی۔ میں نے اللہ سے بہت دعائیں مانگیں کہ وہ مجھے کسی طرح صبر اور سکون دے دے۔ مجھے لگتا تھا اگر

میری یہی حالت رہی تو میرا دل کسی دن پھٹ جائے گا۔ اس رات میں جاؤ نماز پر بیٹھ کر روتے روتے اللہ سے دعائیں کرتے کرتے سو گئی۔

اور پھر خواب میں مجھے ذکانے ایک شرٹ پکڑائی۔ بالکل ویسی ہی جیسی آج ہم نے پہن رکھی ہے۔ سیکرٹ ایجنٹس کی مخصوص شرٹ۔

میں وہ الفاظ ساری زندگی نہیں بھول سکتی جو وہ شرٹ دیتے وقت ذکانے مجھے کہے تھے۔ "آپی اس ملک میں میں ایک ذکا نہیں تھا۔ میرے جیسے بہت سے ذکا ہیں جنہیں تمہاری ضرورت ہے۔ بس تم یہ پہن کر ان دشمنوں کے آگے ڈٹ جاؤ اور ان سب کو بچالو۔" جب میری آنکھ کھلی تو بس ایک ہی عزم تھا میرے اندر کہ مجھے سیکرٹ ایجنٹ بننا ہے۔

پھر اگلے دن چاچو سے ایک لمبی بحث ہوئی۔ انکے نزدیک میں اس جاب کی سختیوں کو برداشت کرنے کے قابل نہیں تھی میں نے چاچو کو کہا کہ جس دن انہیں ایسا لگے کہ میں اس جاب کے قابل نہیں میں اسی دن اپنے عزائم سے

بیچھے ہٹ جاؤں گی مگر وہ مجھے اپنا آپ منوانے کا ایک موقع تو دیں۔ اور پھر میں نہیں جانتی اللہ نے مجھ میں وہ کون سی قوت بھر دی کہ جس نے پھر مجھے بیچھے ہٹنے نہیں دیا۔

مجھے افسوس نہیں کہ میرے باپ اور میرا بھائی نہیں ہے۔ وہ حق اور سچائی کے خلاف ڈٹے تھے۔ یہاں سینے پر انہوں نے وار سہے۔۔ وہ تو اللہ کے بڑے پسندیدہ بندوں میں شمار ہوں گے۔

مگر وہ درندے جنہوں نے یہ سب کیا وہ ضرور جہنم واصل ہوں گے۔ میں کیوں نہ ایسے لوگوں کے خلاف کھڑی ہوتی جنہوں نے ہمارے گھر کو ان وحشی اور درندوں کے لئے اجاڑا جنہیں انسان تک کہنا انسانیت کی تذلیل ہے۔ یہ لوگ صرف درندے ہیں میں تو ان کو جانور بھی نہیں کہوں گی کہ جانوروں کو بھی درد اور تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

لیکن یہ وہ درندے ہیں جن کے دماغ صرف لوگوں کو اذیت دے کر خوش

ہوتے ہیں۔ بس میں جہاں جہاں مجھ سے ممکن ہو سکا میں انہیں ختم کر دوں
گی "فاتینا بولتی چلی گئی۔ آخر میں آنکھوں میں ٹھہرنے والے قطرے کو اس
نے آہستگی سے انگلی کی پور سے صاف کیا۔

دریاب دنگ تھا اس باہمت لڑکی کو دیکھ کر وہ خود پر بیٹے جانے والی داستان کو اس
قدر ہمت سے سنار ہی تھی جسے صرف سن کر ہی دریاب کے رونگٹے کھڑے
ہو گئے تھے۔

اپنے پیاروں کی تکلیف اور اذیت میں دیکھنا بہت مشکل ہے اور پھر اس
طرح۔۔۔۔۔

دریاب نے یک لخت ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے بازو کے حصار میں لے کر اپنے
ساتھ لگا لیا۔

اللہ نے اسکے لئے اسکی صاف نیتی اور زندگی کو اللہ کے حکم کے مطابق گزارنے کا
انعام اس لڑکی کی صورت میں دے کر اسے مالا مال کر دیا تھا۔

"ارے میں بہت ہمت والی ہوں۔۔ آپ پریشان نہ ہوں! موٹا ٹائپ کی بندی نہیں ہوں" اسکی حرکت پر پہلے تو وہ دنگ رہ گئی پھر آہستہ سے اسکا حصار توڑ کر پیچھے ہوتے ہوئے ہنس کر بولی۔

"یقیناً آپ بہت ہمت والی ہو۔ پتہ ہے فاتی۔۔ مجھے کبھی بھی لڑکیوں اور پیار و محبت پر یقین نہیں رہا تھا۔ لڑکیاں ہمیشہ میری شکل و صورت اور پیسہ دیکھ کر میری جانب کھینچتی تھیں اور میرے نزدیک کسی کے ساتھ تعلق جوڑنے کے لئے یہ دونوں معیار بے حد بودے اور کھوکھلے ہیں۔ جن رشتوں کی بنیاد کھوکھلی اینٹوں سے ہو وہ رشتے کہاں تک ایک دوسرے کو سہارا دے سکتے ہیں۔ بس اسی لئے کبھی کسی کی پذیرائی نہیں کی۔

آپکی جانب بھی میں کبھی متوجہ نہ ہوتا جو آپ مجھ سے غائبانہ واقف نہ ہوتیں۔ آپ سے پہلے پہل خود کی اصل شناخت چھپانے کی وجہ سے صرف یہی تھی کہ میں ہر کسی کو اپنے بارے میں نہیں بتاتا بہت کم لوگ میری شناخت سے واقف

ہیں۔ لیکن اس دن کھانے کی ٹیبل پر ایک لڑکی سے یہ سننا کہ وہ میرے عشق میں مبتلا ہے۔ نہ صرف میری پوری شخصیت کو ہلا گیا بلکہ آہستہ آہستہ اسکا انداز اور مجھ سے محبت مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی۔

کیا آپ کو نہیں لگتا کہ ایک خالص رشتہ وہی ہے جس میں نہ آپ کسی کی ظاہری شخصیت سے واقف ہوں نہ ہی اسکی دھن دولت سے۔

آپ کو میری اس اندرونی شخصیت سے عشق تھا جو میرا اصل تھی۔ اور ایسے لوگ نایاب ہوتے ہیں جو آپکے اصل سے آپ سے محبت کریں تو ایسے نایاب شخص کو میں کیسے گنوا دیتا۔ مجھے آپکے عشق سے عشق ہو گیا۔ اور پھر اماں کے بیمار پڑنے سے ایک رات پہلے ہی میں نے سر سے آپکو ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی کو ایسے پاکیزہ ساتھی کے ساتھ سے سجائے جانے کی درخواست کی۔

اور اللہ نے بھی ہمیں ملانے کی ٹھان لی۔"

دریاب کے دھیمے انداز میں کہے جانے والے سچ نے فاتینا کو ہلا کر رکھ دیا۔

"مجھے آپکی صاف گوئی بہت پسند ہے۔ آپ کا ہر روپ بہت شفاف ہے اور مجھے اس شفافیت سے بہت پیار ہے۔" دریاب نے چہرہ موڑ کر جس انداز میں فاتینا کو دیکھا وہ اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا۔

"کچھ کہیں گی نہیں" دریاب کی آواز میں گھلی مسکراہٹ پر فاتینا کی ہتھیلیاں بھیگیں۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اسے اس انداز میں سوچتا ہوگا۔

ایسے ہی تو اسے اس بندے سے عشق نہیں تھا۔ صاف اور کھرا۔

"مجھے ایک گانا یاد آرہا ہے۔" بات پلٹنے میں تو اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

اور ایسی سچو نمیشن میں گانا صرف اس سر پھری کو ہی یاد آسکتا تھا۔

"کون سا" دریاب نے اسی انداز میں پوچھا۔

Do you remember when those three words
were said

in late September, one night I cant forget
We tried to feel it all, we couldnt get
enough
We watched the stars fall until the sun
came oh
Youre all that I want, theres nothing I wont
do
This is the perfect moment
Because its only you... and me...
on the top of the world right now
Oh its you... and me...
and were never coming down

فاتینا ہولے سے گنگنائی

دریاب اسکے عجیب و غریب محبت کے اقرار پر حیران نہیں ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ اس لڑکی سے یہی توقع کی جاسکتی تھی۔

اسکی بہنوں نے جب فاتینا کی تصویریں دیکھیں تو دریاب سے پوچھا اس میں ایسا کیا ہے کہ تم اس پر مر مٹے۔

دریاب نے جواب دیا۔۔۔ لوگوں کے لئے وہ شاید معمولی شکل و صورت کی ہے مگر میرے لئے وہ میری کل کائنات ہے۔ اسے فاتینا سے عشق تھا اور عشق کبھی بھی شکل و صورت کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ بس عشق ہوتا ہے۔۔۔ اور وہ سراپا اسکے لئے عشق تھی۔

"آپ تھوڑی دیر لیٹ جائیں" ایک طویل خاموشی کے بعد دریاب فاتینا سے

مخاطب ہوا جسکے چہرے پر اب نیند اور تھکاوٹ کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔

وہ آہستہ سے دریاب کے قریب ہی نیم دراز ہو گئی۔

"آپ بھی تھوڑی دیر لیٹ جائیں" فاتینا کو اسکی تھکاوٹ کا اندازہ ہوا۔

"ارے نہیں مجھے عادت ہے"

"جی بالکل ایک زمانے میں یہ الوؤں کا سردار رہا ہے" وصی جس کی آنکھ کھل

چکی تھی انکی گفتگو سن کر انکے پاس آتے ہوا بولا۔

"ہاں اور اب گدھوں کا سردار ہوں" دریاب نے اسے گھور کر اسکی طبیعت

صاف کی۔

انکی باتیں سنتے کب فاتینا کی آنکھ لگی وہ نہیں جانتی تھی۔

فجر کے وقت سے کچھ دیر پہلے ہی بارش تھمی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ نماز ادا

کرتے ساتھ ہی وہ پھر سے شہر یار کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔

سب اٹھ چکے تھے فاتینا ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔

سب نے باری باری نماز ادا کی۔

"فاتینا" نماز ادا کرے وہ فاتینا کی جانب آیا جو گٹھڑی بنی ہوئی کروٹ لئے سو رہی تھی۔

جب اسکے آواز دینے پر بھی کوئی فرق نہیں پڑا تب دریاب نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے اسکا کندھا ہلایا۔

"فاتی کہیں گے تو اٹھوں گی" اسکی ہلکی سی سرگوشی سنائی دی۔

اور یہ حقیقت تھی کہ جس لمحے دریاب نے اسے بے خیالی میں فاتی کہا تب اسے اپنا یہ نک نیم پہلی مرتبہ بے حد خوبصورت لگا۔ عجیب سا اپنائیت کا احساس جاگا جو اس رشتے کے بننے کے بعد پہلی مرتبہ محسوس ہوا تھا۔

دریاب اسکی چالاکی پر مسکرایا۔ آہستہ سے اسکے گھنے بالوں کا بنایا ہوا جوڑا کھینچا۔ وہ سی کر کے اٹھ گئی۔

"سچ میں کٹوا دوں گی اب" فاتینا جان گئی تھی کہ دریاب کو اسکے بال بے حد پسند

ہیں لہذا اسے چڑانا اپنا فرض سمجھا۔

"میں بھی پھر خوشخوار دریاب بن جاؤں گا۔ اٹھیں نماز پڑھیں ہمیں نکلنا ہے ابھی" اسے وارن کرتا وہ اٹھا۔

فاتینا نے جلدی سے اپنے بیگ میں رکھا اسکا راف نکالا۔ پانی کی بوتل نکال کر وضو کیا اور نماز ادا کرنے لگی۔

جو نہی وہ دعا مانگ کر اٹھی۔ وہ سب جانے کے لئے تیار تھے۔

نئے سرے سے ان کا سفر شروع ہوا۔ پھر سے وہی پرخطر راستے۔ اونچے اونچے پہاڑ۔

ایک پہاڑ کی چوٹی سے پہلے دریاب نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا ڈیوائس پر نظر آتے راستے کے مطابق وہ لوگ اس پہاڑ کے پاس پہنچ چکے تھے جہاں پر شہر یار چھپا ہوا تھا۔

"اب یہ کرنا ہے میں اور وصی اس پہاڑ کے داہنے پر بنی ہوئی یہ کھڑکی جس کو

سلیب کی شکل دے کر چھپایا گیا ہے تاکہ کسی کو گمان نہ گزرے کہ اس پہاڑ کے اندر کوئی ذی روح ہے، ہم اس جانب سے سلیب ہٹا کر کھڑکی توڑ کر اندر داخل ہوں گے۔ حذیفہ دائیں جانب سے بنے ہوئے غار کے راستے میں کھڑے ہوئے اس بند کو بیہوش کر کے اندر بڑھو گے۔

جبکہ فاتینا اور طحہ پچھلے حصے میں جو یہ تیسرا راستہ بنایا گیا ہے یہ دونوں اس جانب سے اس میں داخل ہوں گے۔ اس پہاڑ کے صرف تین راستے ہیں اور تینوں راستوں سے داخل ہونے کا مطلب ہے انہیں باہر نکلنے کا موقع نہیں ملے گا۔ فاتینا اس کمرے میں آنسو گیس کے بمز پھینکنے گی جہاں پر یہ چار لوگ موجود ہیں۔

میں اور وصی شہریار والے کمرے میں داخل ہو کر اسے قابو کریں گے۔ حذیفہ نے تمام دروازوں کا جائزہ لینا ہے کہ کہیں کوئی شخص انکی مدد کے لئے کہیں سے پہنچ نہ جائے۔

طرحہ تم نے وہاں انکے موجود تمام فونز اور جتنی بھی ٹیکنالوجی ہے اتنی دیر میں اسکو ناکارہ بنانا ہے۔ "دریاب نے سب کی ڈیوٹیز بتاتے ہوئے کہا۔

سب نے نہایت غور سے اسکی انسٹرکشنز سنیں۔

صبح کا وقت تھا لہذا تینوں جانب داخلی دروازوں پر کھڑے ہوئے محافظوں کے علاوہ اور کوئی وہاں جاگ نہیں رہا تھا۔ سب سوئے ہوئے تھے۔ سب نے اپنے اپنے ماسک چہرے پر چڑھائے حتیٰ کہ فائینا نے بھی۔ اب کوئی یہ جان نہیں سکتا تھا کہ فائینا کے گیٹ اپ میں کوئی مرد ہے یا عورت۔

دریاب نے انہیں جو جو سمتیں سمجھائیں تھیں وہ آہستہ قدموں سے ناہموار چٹانوں پر چڑھتے ہوئے ان جگہوں پر پہنچ گئے۔

دریاب اور وصی بائیں جانب سے چڑھتے ہوئے پہلے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے پھر وہاں سے ایک ہک چوٹی پر پھنسا کر رسی کی مدد سے آہستہ آہستہ اس کھڑکی کی جانب بڑھے جو سیدھا انہیں اس پہاڑ کے رہائشی حصے کی جانب لے جاتا تھا جہاں

سے وہ شہر یار والے کمرے کی جانب بآسانی پہنچ سکتے تھے۔

جو نہی دریاب اور وصی کھڑکی کے پاس پہنچے اس نے وائر لیس فونز میں جس سے جڑے دو دو مائیکروفونز ان سب کے کانوں میں لگے تھے، اٹیک کا حکم دیا۔ دریاب نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ سب اکٹھے اٹیک کریں گے تاکہ اندر موجود لوگوں کو سنبھلنے کا وقت نہ ملے۔

دریاب اور وصی نے تیزی سے کھڑکی کی جانب بڑھتے زوردار چھلانگ اس انداز میں لگائی کے انکے بوٹس کی نوکیلی سطح سے کھڑکی چکنا چور ہو گئی۔ اور وہ دونوں اندر داخل ہو چکے تھے۔

پچھلے دروازے سے طحہ اور فاتینا نے بھی فائر کر کے زوردار انداز میں دروازے کو اس انداز سے دھکیلا کہ نہ صرف وہ کھلتا چلا گیا بلکہ وہاں پر موجود محافظ بھی لڑکھڑا گیا۔

حذیفہ چٹان کے ساتھ ساتھ چھپتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ دروازے کے باہر محافظ

کھڑا تھا۔ حذیفہ نے جان بوجھ کر سیٹی کی آواز نکالی وہ چوکننا ہو کر جیسے ہی آگے بڑھتا ہوا بندوق تانے آگے آیا۔ حذیفہ نے مضبوط ہاتھ اسکی بندوق پر اس انداز میں ماری کے اسکا پچھلا حصہ اوپر کو اٹھتا ہوا اسکے منہ کو زخمی کر گیا۔ اسی لمحے میں حذیفہ نے اس پر قابو پا لیا۔ ہلکا سا اسکی گردن کے پچھلے حصے پر دباؤ ڈالا کہ وہ وہیں پر بے ہوش ہو گیا۔

حذیفہ اسے گھسیٹتا ہوا اندر لایا جہاں فاتینا اور طحہ پہلے سے موجود تھے۔ فاتینا تیزی سے مختلف کمروں کی جانب بڑھتے ہوئے آنسو گیس کے شیل پھینک رہی تھی۔ جبکہ طحہ دیوار سے لگا کھڑ اپنی رائفل تانے ہوئے تھا کہ اگر ان میں سے کوئی باہر آئے تو وہ اسکا کام تمام کرے۔

شہر یار شیشہ ٹوٹنے کی آواز سن کر ہڑ بڑا کر اٹھ چکا تھا اس سے پہلے کہ وہ کہیں بھاگنے کا سوچتا دو نقاب پوش دروازہ دھکیل کر اسکے کمرے میں داخل ہوئے۔ "ک۔ک۔ک۔۔ کون ہو تم لوگ" وہ گھبراہٹ میں ہکلا کر بولا۔

دریاب اور وصی نے کوئی جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔ اس پر گن تانے عقابی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے میں مصروف تھے کہ کہیں کوئی ایسی چیز موجود نہ ہو جو انکی آواز کہیں اور پہنچائے۔

دریاب نے وصی کو اشارہ کیا وہ تیزی سے شہر یار کی جانب بڑھا۔
"کیا کر رہے ہو۔۔۔ کون ہو آخر مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔۔ میں میں اپنے ساتھیوں کو بلاتا ہوں۔۔ جان شیر۔۔ مٹھن بھائی کہاں ہو آپ لوگ" وصی جو اسکے ہاتھ پیچھے کی جانب باندھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسکی شدید مزاحمت نے وصی کو شرافت سے کام نہ کرنے دیا۔

اس نے غصے سے گن کا بٹ اسکے کندھے پر مارا۔
"اب اگر آواز نکلی تو یہ بٹ تمہارے سر پر ماروں گا" وصی غصے سے غرایا۔
"میں ایسے کیسے چل دوں تمہارے ساتھ چھوڑ دو مجھے۔" دریاب جو اسکے موبائل فون کو اٹھا کر جیب میں رکھ رہا تھا اسکے اوپلا کرنے پر بھنا کر اسکی جانب

آیا اور اسکے جبرے اپنے ہاتھ کے شکنجے میں لے کر دو چار جھٹکے اسکے منہ کو دیئے۔

"بکواس نہ سنوں اب۔۔ نہیں تو یہ ہاتھ تمہارا یہ گھٹیا منہ توڑنے میں ایک سیکنڈ کی دیر نہیں لگائے گا۔" آہستہ آواز میں ایک ایک لفظ چباتے ہوئے دریاب جس انداز میں بولا اور جن خونخوار نظروں سے اس نے شہریار کو دیکھا وہ اسے خاموش کروانے کے لئے کافی تھا۔

وصی نے اچھی طرح حٹپ سے اسکے ہاتھ باندھے جو کہ اسکی پیٹ کی جیب میں موجود تھی۔

حٹپ باندھنے کے بعد اس نے ایک انجکشن نکال کر اسکے بازو پر اسکی سوئی جو نہی چھوئی کچھ سیکنڈز میں ہی وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ دریاب نے اسے کندھے پر اٹھایا۔ باہر آیا تو مکمل خاموشی سے معلوم ہوا کہ اسکے ساتھی باقی کا کام کر چکے ہیں۔ وہاں موجود سب لوگ نیم بے ہوش تھے۔

"چلو" شہریار جیسے دیوہیکل کو کندھے پر اٹھائے دریاب تیزی سے باہر کی جانب لپکا وہ سب بھی اسکے پیچھے پیچھے باہر نکلے۔

ایک مرتبہ پھر پر خطر رستوں سے گزرتے وہ لوگ اپنے مشن میں کامیاب واپسی کی جانب بڑھے۔

فاتینا تو دریاب کی ہمت دیکھ دیکھ کر حیران تھی۔ جہاں خود اپنے آپ کا توازن برقرار رکھنا اتنا مشکل ہو رہا تھا وہ وہاں اپنے جیسے بندے کو کندھے پر اٹھائے مہارت سے ایک چٹان سے دوسری چٹان پر چل رہا تھا۔

اسی غار کے دھانے پر جہاں انہوں نے وہ رات گزاری تھی وہ شہریار کو لئے آگئے۔

ایک جانب اسے لٹا کر دریاب نے اسے بے ہوشی سے اٹھانے کے لئے اسکے منہ پر پانی کے چھینٹے پھینکنے کی بجائے پوری بوتل اسکے چہرے پر پھینکی وہ ہڑبڑا کر

اٹھا۔

کچھ لمحے تو اسے یہ سمجھنے میں لگے کہ وہ ہے کہاں پر۔

ان میں سے کسی نے اپنا ماسک نہیں اتارا تھا۔

"کون ہو آخر تم لوگ۔۔۔ میرے پیچھے کیوں پڑے ہو میں ایک شریف انسان ہوں۔۔۔ میں جیلوں میں گھسیٹوں کا تم لوگوں کو مجھے یہاں سے نکلنے دو۔۔۔ ایک ایک کی مار ڈالوں گا" وہ غصے میں پاگل ہوا جا رہا تھا۔ اوپر سے ہاتھ بندھے تھے۔

"تم جیسے شریفوں کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں میں۔ صاف ستھرے لباس میں جتنا مرضی گند پیٹ دو رہتا وہ گند ہی ہے۔ بدبودار" دریاب اسکے بال جکڑ کر پھنکارا۔

"کو برا کہاں ہے" دریاب نے دوسری کوئی بھی بات کرنے کی بجائے سیدھا اپنے مقصد کی بات پوچھی۔

"تت---تت---تم اسے کیسے--مم--میں کسی کو برا کو نہیں جانتا۔"

دریاب کے سوال پر وہ ششدر رہ گیا پھر ہکلا کر بولا۔

دریاب نے کھینچ کو اپنے بھاری ہاتھ کا مکا اسکے منہ پر مارا۔

"بکو اس کرتے ہو۔۔۔ بتاؤں میں کون ہے کو برا" دریاب کے ایک ہی ٹکے نے

اسکی ناک سے خون نکال دیا۔

"مم---میں صحیح میں کہہ رہا ہوں کہ میں کسی کو برا کو نہیں جانتا" وہ پھر

سے ماننے سے انکاری ہوا۔

"دریاب کا دوسرا ہاتھ اب کی بار اس زور سے گھوما کہہ شہریار چکرا کر رہ گیا۔

اسکے بعد دریاب ایک جانب ہو گیا اور پھر حذیفہ تھا اور شہریار۔ حذیفہ نے مار مار کر

اسے ادھ موا کر دیا۔

فاتینا نے پہلی مرتبہ حذیفہ جیسے بندے کو اتنے اشتعال میں دیکھا تھا۔ یہ تو کوئی

اور ہی حذیفہ لگ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد جب شہر یار ہانپنے لگا تب دریاب نے حذیفہ کو روکا۔

"اب بکو" دریاب کی آواز ایک مرتبہ پھر سے گونجی۔

"بتانا ہوں" اب اس میں مزید مار کھانے کی سکت نہیں تھی۔

پھر اس نے لاہور میں موجود اسکے فارم ہاؤس کے بارے میں بتایا جہاں وہ رہائش پذیر تھا۔

دریاب نے فاتینا کو اشارہ کیا وہ دریاب کے بیک سے وہی ڈیوائس نکال کر اس پر ایڈریس اور لوکیشن فیڈ کرنے لگی۔

جیسے ہی اسکی ڈیوائس نے اس جگہ کو زوم کیا وہاں پر کسی قسم کی نقل و حرکت موجود نہ دیکھ کر فاتینا نے تشویش سے دریاب کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا" سب کی نظریں اسی پر جمی تھیں سوائے شہر یار کے جو تکلیف سے کراہ رہا تھا۔

"یہاں تو کوئی موجود نہیں" فاتینا نے ڈیوائس کی اسکرین کا رخ دریاب کی

جانب کرتے ہوئے کہا۔

دریاب نے بھی آگے بڑھ کر دیکھا۔ فاتینا کی بات کی تصدیق ہو گئی۔

دریاب ایک مرتبہ پھر غصے سے شہر یار کی جانب بڑھ کر اسے ٹھوکر مار کر سیدھا کرتا ہوا بولا۔

"بکواس کرتے ہو غلط ایڈریس بتایا ہے"

"میں صحیح کہہ رہا ہوں۔۔۔ میں ہمیشہ اسکے پاس اسی جگہ گیا ہوں" وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بمشکل بولا۔

"تو پھر وہ کہاں دفنان ہو گیا ہے" دریاب غصے سے چلایا۔

"میرے پاس اسکا ایک نمبر ہے۔ تم اگر اسکے ذریعے اسے ٹریس کر سکتے ہو تو تمہیں مل جائے گا۔ اسکے علاوہ انہی پہاڑوں میں تھوڑا دور کر کے اسکی بھی پہاڑوں میں رہائش ہے جہاں سے ایک سرنگ سرحد پار کی جانب نکلتی ہے۔ اس نے جب کبھی چھپنا ہوتا ہے وہ اس سرنگ کا استعمال کرتا ہے۔ وہیں سے

دھشت گرد بھی آتے جاتے ہیں۔ جب بارڈر پر چیک پوسٹس پر سختی ہوتی ہے تو وہ اسی راستے کو استعمال کرتا ہے "شہریار کی بات پر وہ سب چونکے۔

دریاب نے تیزی سے شہریار کو کوبرا کا نمبر بتانے کا کہا۔

اسکے نمبر بتانے پر دریاب نے سرچ کیا تو وہ نمبر اسکے سامنے موبائل کی اسکرین پر جگمگانے لگا۔ اس نے طحہ کو دوسری ڈیوائس نکالنے کا کہا جس کے ذریعے وہ نمبر کی مدد سے جگہ کا اندازہ کر لیتا تھا۔

اس نے جیسے ہی وہ نمبر قید کیا تو اسکی لوکیشن اسی جگہ سے کچھ دور ایک پہاڑ کے پاس کی آرہی تھی۔

جس کا مطلب تھا کوبرا بھی یہیں کہیں موجود ہے۔

دریاب نے ایک گہری سانس کھینچ کر اپنے تنے ہوئے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑا۔

"اس کا کیا کرنا ہے اب" وصی نے شہریار کا پوچھا۔

"مار دو۔۔ ایسے لوگوں کو زندہ رہنے کا حق نہیں" دریاب نے کہتے ساتھ ہی

اپنی گن سے ایک فائر شہریار کے سر کی جانب کیا۔
زوردار آواز فضاؤں میں گونجی۔

"ہمیں واپس کیمپ کی جانب جانا ہو گا۔ وہاں سے فورسز کے کچھ اور بندوں کو
لے کر ہمیں جانا ہے۔ کیونکہ وہاں پر اسکے بندوں کی کتنی تعداد ہے اسکے بارے
میں ہمیں کچھ اندازہ نہیں" دریاب کی بات پر سب نے ہاں میں ہاں ملائی۔

واپس پہنچ کر نجانے کیا ہوا کہ فاتینا کو الٹیاں آنے لگ گئیں۔
اسکی حالت دیکھ کر دریاب تشویش میں مبتلا ہوا کیونکہ اگلے دو گھنٹوں تک انہیں
پھر سے انہیں پہاڑوں کی جانب جانا تھا۔
"آپ ایسا کرو یہیں رہو۔۔۔ پتہ نہیں ہمیں کتنے دن لگتے ہیں۔ اس حالت میں
آپ آگے کیسے جاؤ گی" فوری دوائی لینے کے بعد اسکی حالت کچھ تو سنبھل گئی
تھی مگر پوری طرح ابھی بھی وہ ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے" وہ ضدی لہجے میں بولی۔
"فاتی پلیر" دریاب بے بسی سے بولا جانتا تو تھا کہ وہ بہت ضدی ہے آرام سے
بات سننے والی نہیں۔

اس وقت کیمپ کے ایک حصے میں وہ دونوں اکیلے تھے۔
"آپ کو تو مجھے منع کرنا ہی نہیں چاہیے۔" فاتینا نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر مان سے کہا۔

"آپ ٹھیک ہوتی تو میں کبھی نہیں روکتا آپکو"
"میں ٹھیک ہوں، اتنی کمزور نہیں کہ ذرا سی بیماری کو اپنے ارادوں پر حاوی آنے
دوں" وہ پر عزم لہجے میں بولی۔

"ٹھیک ہے لیکن آپ پہاڑ کے اندر نہیں جاؤ گی" دریاب نے اسے تنبیہ کی۔
"لیکن"

"پلیر فاتینا" دریاب نے اسکی بات کاٹ کر کہا۔

"آپ کو تو ایسی بیوی چاہیئے تھی نا آپ کو ہر مشن پر جانے سے پہلے کمزور کرنے کی بجائے آپکے ساتھ کھڑے ہو کر دشمنوں کو شکست دینے کا نعرہ لگائے "فاتینا کے منہ سے کم و بیش وہی الفاظ سن کر جو اس نے سبطلین سے اسکے لئے درخواست کرتے ہوئے کہے تھے سن کر حیران رہ گیا۔

"چاچو مجھے اسی رات بتا چکے تھے۔ مگر مجھے یقین نہیں تھا کہ ایسا خشک انسان میرے لئے اتنی بڑی خواہش کر سکتا ہے۔ کہ نہ تو میں اس جیسی حسین ہوں اور نہ ہی ٹیلنڈ۔ مگر کل رات کی آپکی باتوں کے بعد مجھے احساس ہوا کہ اللہ نے مجھ پر بہت بڑی رحمت کی ہے۔ مجھے اس ملک سے عشق ہے کہ یہ عشق مجھے میرے بابا سے وراثت میں ملا ہے۔ تو پھر مجھے اس بندے سے عشق کیوں نہ ہوتا جسکی ہر سانس سے مجھے اس دھرتی سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ میں نہیں جانتی ہم دونوں کا ساتھ کب تک ہے۔ لہذا میں آپکا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے کچھ دنوں کے لئے ہی سہی مجھے یہ مان بخشا کہ وہ شخص جو میرا

آئیڈیل تھا اس نے زندگی کے ساتھی کے طور پر مجھے چن کر مجھے تھوڑا سا مغرور ضرور کر دیا ہے "فاتینا کے اتنے واضح اظہار پر دریاب مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ آگے بڑھ کر پہلی مرتبہ اس رشتے کا مان بختے ہوئے اس نے فاتینا کی پیشانی پر اپنی محبتوں کے پھول کھلا دیئے۔

"چلیں" اسے اپنے حصار میں آہستہ سے لے کر پھر الگ کرتے اس نے بہت غور سے اسکے چہرے کا ایک ایک نقش اپنے دل میں اتارا

انہیں اونچے نیچے رستوں پر چلتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔ فاتینا کمزوری کے باعث کئی جگہوں پر کھڑی ہانپنے لگ جاتی۔ دریاب نے وصی کو اسکے ساتھ ساتھ رہنے کا کہا تھا۔

وصی پوری طرح اسکا دھیان رکھ رہا تھا۔ فور سز کے تیس سے چالیس جوان انکے ساتھ تھے۔ سبطین بھی دریاب کے

ساتھ مسلسل رابطے میں تھے۔ دریاب سے انہوں نے کوبرا کا نمبر لے کر اپنے پاس موجود ڈیکٹر مشین پر تمام ایریا ٹریک کر لیا تھا۔ بہت آسانی سے اب وہ دریاب کو گائیڈ بھی کر رہے تھے۔

جو بھی تھا یہ مشن بہت بڑا تھا اور اس میں ملک دشمن عناصر بھی شامل تھے لہذا دریاب کو سبطین کی رہنمائی کی ضرورت تھی۔

وہ لوگ اب اس پہاڑ کے کافی قریب پہنچ چکے تھے جہاں پر کوبرا چھپا ہوا تھا۔ مگر اس مرتبہ مسئلہ یہ تھا کہ بہت سے گن میں پہاڑ کے چاروں جانب موجود تھے۔

دریاب کو اس بات کا پہلے سے ہی شک تھا لہذا اس نے پہلے ہی فورسز میں سنائپرز کی چواہس ظاہر کی تھی۔ دو سنائپرز کے علاوہ فائینا بھی تھی۔ سبطین نے دریاب کو مطلع کیا تھا کہ فائینا کا نشانہ بے حد اچھا ہے جو کبھی چوکتا نہیں۔

دریاب تو بس اپنی بیوی کے جوہر اور کمال سن کر سوائے عیش عیش کرنے کے
اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ طحہ کو اپنی جگہ کھڑا کرے تھوڑا پیچھے آیا جہاں فاتینا
اور وصی تھے۔

فاتینا ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھی لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ یقیناً پھر سے
کمزوری محسوس کر رہی تھی۔

دریاب کے قریب آتے ہی وصی بڑھ کر تھوڑا آگے چلا گیا تاکہ وہ آسانی سے
اس سے بات کر سکے۔

"آپ ٹھیک ہو" اسکے چہرے سے پسینہ صاف کرتے اسکے ماتھے پر سے چپکے بال
پیچھے کرتے اس نے کسی قدر پریشانی سے اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ بس تھوڑی سی وینکس ہو رہی ہے۔
مگر وصی نے اسکا بھی انتظام کر دیا ہے۔۔۔ یہ کھجوریں کافی طاقت بخش رہی ہیں
بس تھوڑی دیر میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی" دریاب کو آج حقیقت میں اندازہ

ہو رہا تھا کہ وہ کتنی ہمت والی ہے۔

جتنا بھی وہ اس پر فخر کرتا کم تھا۔

"اوکے۔۔۔ کو برا جس پہاڑ میں چھپا بیٹھا ہے وہ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے اب۔ اور اسکے پہاڑ کے گرد بہت سے گن میسنز کھڑے ہیں۔ جن کو ہٹائے بغیر ہم اندر نہیں جاسکتے۔ لیکن ہمیں انہیں دور سے ٹارگٹ کرنا ہوگا۔ کیونکہ اگر ہم اگلا پہاڑ عبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو انکی نظروں میں آجائیں گے۔ یہ پہاڑ فی الحال ہمیں انکی نظروں سے بچائے ہوئے ہے۔ اور ہمیں اسی کی اوٹ کا فائدہ اٹھا کر انہیں ٹارگٹ کرنا ہے۔ میرے پاس آل ریڈی دوسنا پُرز ہیں۔ اور سرنے مجھے بتایا ہے کہ آپکا نشانہ بھی کمال کا ہے۔ تو کیا آپکی کنڈیشن ایسی ہے کہ آپ یہ کام کر سکیں۔۔۔ کیونکہ اب ہمارے پاس سوچنے تک کا بھی بہت وقت نہیں ہے" دریاب کی بات پر ایک انوکھی سی چمک اسکی آنکھوں میں آئی۔

اس سے زیادہ اسکے لئے کیا سعادت کی بات ہو سکتی تھی کہ اسکی ٹریننگ آج کام آئے اور وہ اللہ کے نزدیک ناپاک لوگوں سے اس ملک کو پاک کرنے میں حصہ دار بنے۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ چلیں "جوش سے کھڑی ہوتی وہ دریاب سے بھی پہلے تیزی سے پھر سے پہاڑ پر چلنے لگی۔

تین مختلف جگہوں پر چھپ کر فاتینا اور دو اور جوانوں نے نشانے باندھنے کے لئے جگہ سنبھالی۔

ایم 14 رائل نکالتے دریاب نے فاتینا کو اسکا سسٹم بتانا چاہا کہ فاتینا مسکرائی۔
"میں یہ چلا چکی ہوں۔۔۔ سر۔۔۔ یو ڈونٹ وری۔۔۔ بس اپنی مسز کے گٹس دیکھتے جائیں "اسکی بات کاٹ کر بولتی وہ اپنی جگہ سنبھال چکی تھی۔ باقی سب بھی چوکنے کھڑے تھے۔

دریاب نے انکی ایک ساتھ نشانہ باندھنے کی بجائے باری باری مختلف گن میز کو

ٹارگٹ کرنے کا کہا۔ تاکہ یکدم وہ سب الرٹ نہ ہو جائیں۔
اور یہی ہوا۔ باری باری سامنے سے نظر آتے تمام گن میز کو ان تینوں نے مار
گرایا تھا۔ آہستہ آہستہ ٹولیوں کی شکل میں وہ لوگ تیزی سے اس پہاڑ کی جانب
بڑھے۔

دریاب آگے بڑھتا اور پھر ہاتھ سے باقیوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کرتا۔
وہ چاروں جانب سے اس پہاڑ کو گھیر چکے تھے۔
دریاب، طحہ اور حذیفہ کے ساتھ فورسز کے دس جوانوں کو لے کر اندرونی حصے
کی طرف بڑھ چکا تھا۔ سب کے چہروں پر ماسک تھے۔ وصی اور فاتینا کو اس نے
پہاڑ کے پچھلی جانب رہنے کا کہا تھا۔

پچھلی جانب سے بھی اس پہاڑ کے اندر جانے کا راستہ نکلتا تھا۔
دریاب اور اسکے ساتھی آنسو گیس کے شیل لئے اندر دھاوا بول چکے تھے۔
"یہ کیا ہو رہا ہے عجیب سی بو کیوں آرہی ہے" کوبرا اور اسکے ساتھی ایک ہال نما

کمرے میں موجود تھے۔ کہ یکدم انہیں ایک ناگوار سی بو آئی۔ اور پھر آنکھوں میں مرچیں لگنا شروع ہوئیں۔ ساتھ ساتھ بھاگتے قدموں کی آوازوں نے انہیں بوکھلا کر رکھ دیا۔

سب نے اپنی اپنی بندوقیں نکالیں۔

"یہ قدموں کی کیسی آوازیں ہیں یہ کیا ہو رہا ہے" وہ سب چلاتے ہوئے باہر کی جانب بھاگے۔

جبکہ کوبرا کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ خطرے کی بو آچکی تھی۔ وہ تیزی سے اس ہال نما کمرے سے نکل کر پچھلی جانب بھاگا۔

فاتینا اور وصی خاموشی سے اپنی پوزیشنز سنبھالے پہاڑ کے ساتھ لگے کھڑے تھا جہاں سے پیچھے کا راستہ تھا۔

یکدم وصی کو پاس ہی کسی بھیرے کی آواز سنائی دی۔

"آپ یہیں رکیں میں دو منٹ میں اسکا قصہ تمام کر کے آتا ہوں" وصی فاتینا سے مخاطب ہوتا تیزی سے نشیبی حصے کی جانب بڑھا۔

فاتینا جو کب سے اس پچھلے حصے سے اندر جانے کا پلان بنا رہی تھی مگر وصی کی وجہ سے اپنے خیال پر عمل نہیں کر پار ہی تھی اسے یہ موقع سنہری موقع معلوم ہوا۔

ادھر ادھر اچھی طرح دیکھ کر وہ پچھلے حصے سے پہاڑ کے اندر ونی حصے میں داخل ہو چکی تھی۔

پانچ منٹ کا بھی وقفہ نہیں گزرا تھا۔ جیسے ہی وصی واپس آیا فاتینا کو وہاں نہ پا کر وہ پریشان ہوا۔ تیزی سے دائیں جانب بڑھا جہاں فورسز کے کچھ نوجوان کھڑے تھے۔

"بی بی اس طرف آئیں ہیں" وہ سب جانتے تھے کہ ایک لڑکی انکے ساتھ ہے۔ اور اسے وہ سب بی بی کہہ کر مخاطب کر رہے تھے۔

"نہیں سر" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

وصی بھاگ کر بائیں جانب گیا وہاں موجود نوجوانوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اب کسی شک کی گنجائش نہیں تھی کہ وہ بے وقوف خود کو خطرے میں ڈال کر پہاڑ کے اندر جا چکی ہے۔ وہ واپس پچھلے حصے کی جانب بڑھا اور اس حصے سے اندر داخل ہو چکا تھا۔

چوکناسا وہ چاروں جانب دیکھتا آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ اسی دوران میں اس نے مائیکروفون کے ذریعے دریاب کو مطلع کر دیا کہ فاتینا اندر آ چکی ہے۔

دریاب کو جو نہی یہ پیغام ملا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فاتینا کا حشر کر دے۔ وہ طحہ اور حذیفہ کو کو برا کے باقی کے بندوں کو سنبھالنے کا کہہ کر تیزی سے پہاڑ کے پچھلے حصے کی جانب بڑھا۔

وہ پہاڑ اتنا بڑا ہر گز نہ تھا کہ انہیں اس تک پہنچنے میں بہت وقت لگتا۔

ایک کے بعد دوسرا اور جو نہیں تیسرا کمر آ یا دریاب کو فائینا اور وصی کو برا اور اسکے ایک ساتھی کے ساتھ گھتم گتھا ہوتے نظر آئے۔

طحہ اور حذیفہ کو برا کے باقی تمام بندوں کو قابو کر چکے تھے۔ وہ بھی اسی کمرے کی جانب بڑھے۔

کو برا اور اسکے ساتھی نے نجانے کیسے مگر فائینا اور وصی کو قابو کر لیا تھا۔
وصی فائینا کی وجہ سے تھوڑا ڈھیلا پڑا تھا کہ وہ کو برا جیسے دیو، سیکل پر حاوی نہیں ہو پائی تھی کچھ نقاہت کی وجہ سے وہ ہتھیار ڈال گئی تھی۔
دریاب، طحہ اور حذیفہ نے کو برا پر گزرتانی ہوئیں تھیں۔
"چھوڑ دے اسے جبیٹ انسان" دریاب غرایا۔

"باہا باہا۔۔ اچھا تو وہ تم تھے جس نے مجھے۔۔ یعنی کو برا پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔۔ بڑے جی دار ہو ویسے مگر افسوس خوفزدہ ہو مجھے سے تبھی اپنی اصلیت اس نقاب کے پیچھے چھپا رکھی ہے۔۔ اتنے ہی دل گردے والے ہو تو

یہ نقاب ہٹا کر بات کرو۔۔۔ پتہ تو چلے کہ کو برا کا دشمن ہے کون اور کس قدر بہادر ہے جس نے بڑے بڑے پلین بنا کر میرے دھندے کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔ بڑی تعریفیں سنی ہیں بھی اس چٹی چمڑی (نمرہ) سے تمہاری۔۔۔ آخر ہم بھی وہ روشن پیشانی دیکھیں جسے اس نے دیوانہ بنا ڈالا۔ "خباثت سے کہتا وہ اس سزا کی انداز میں بے ہنگم تہقہ لگاتا ہوا بولا۔

"دکھاؤں گا بہت جلد دکھاؤں گا فکر مت کرو۔۔۔ کوئی حسرت لے کر اس دنیا سے نہیں جاؤ گے۔ تمہاری زندگی کی یہ آخری خواہش میں ضرور پوری کروں گا۔ مگر پہلے میرے بندوں کو چھوڑو میں تم سے آمنے سامنے ہو کر بات کروں گا۔ کہ یہ کھیل میں نے ہی ختم کرنا ہے۔" دریاب نے ہاتھ کے اشارے سے اسے فاتینا اور وصی کو چھوڑنے کا کہا۔

جن پر کو برا اور اسکا بندہ اپنی گزرتا نے کھڑے تھے۔

"اواوا۔۔۔۔۔ لولی پاپ ہے جو تمہارے لئے چھوڑ دوں۔۔۔ یہ تو میرے

نجات کا راستہ بنیں گے" کو برا پھر سے ہنستے ہنستے ہوئے بولتا آخر میں اپنی سفاک آنکھیں نکالتا غرایا۔

"ٹھیک ہے تم مجھے لے جاؤ اسے چھوڑ دو۔۔۔ تمہیں نجات کے لئے راستہ چاہیئے نہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ان میں سے کوئی تمہیں گولی نہیں مارے گا نہ تمہارا راستہ روکے گا مگر اسکی یہی شرط ہے کہ تم اسے چھوڑ دو" وصی اچانک کو برا سے مخاطب ہوا۔ وہ بس یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح کو برا کے ہاتھ فاتینا نہ لگے۔ کیونکہ وہ ابھی تک یہ نہیں جان سکا تھا کہ وہ کوئی لڑکی ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسے پتہ بھی چلے۔

"مگر" فاتینا نے بولنا چاہا مگر اسے بھی پہلے وصی کے چلانے پر وہ خاموش ہو گئی۔ "میں کہہ چکا ہوں نہ مجھے لے کر جاؤ" وہ کو برا کو ذرا سی بھی بھنک نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا فاتینا کے متعلق۔ کیونکہ ایسے درندے اپنی دشمنی کی آڑ میں عورت کے ساتھ کیا کچھ کر جاتے ہیں یہ وصی سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے یہ ہمارے ساتھ چلے گا" کوبرانے اپنی کرخت آواز میں فاتینا کو دھکا دے کر پرے کرتے ہوئے اپنی گن و صی کی کن پٹی پر رکھی اور اسے اپنے ساتھ لیتا ہوا آہستہ آہستہ الٹے قدموں پیچھے کی جانب بڑھنے لگا جہاں ایک اور دروازہ تھا۔

"تم میں سے کسی نے چالاکی کرنے کی کوشش کی تو میں اسے بھون کر رکھ دوں گا" فاتینا ہکا بکا یہ دیکھ رہی تھی۔ اسکے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ اسکی ذرا سی حماقت انہیں اتنی بڑی مصیبت سے دوچار کر سکتی ہے۔

"کوئی فائر نہیں کرے گا" و صی نے دریاب کو آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جسکی انگلیاں ٹریگر کے قریب حرکت میں آرہی تھیں۔ کوبران اور اسکا آدمی تیزی سے و صی کو کھینچتے ہوئے دوسرے دروازے میں گم ہو چکے تھے۔

"و" فاتینا کے چلانے سے پہلے دریاب نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

فاتینا کی پھٹی پھٹی آنکھیں دریاب کی جانب مڑیں۔۔ دو موٹے موٹے آنسو اسکی آنکھیں سے گر کر اسکے ماسک میں جذب ہوئے۔

"منع کیا تھا نہ میں نے" دریاب جبرے بھینچ کر غصے سے بولا۔

حذیفہ اور طحہ بھی اب تک ششدر کھڑے تھے۔ وصی تو ان سب کا لاڈلانا کی جان تھا۔

"اس نے میری روح پر ہاتھ ڈالا ہے میں اسے بھی جھنجھوڑ کر رکھ دوں گا۔ تم لوگ فکر مت کرو۔۔ میں اب تک شریفوں کی طرح اسے ڈیل کر رہا تھا مگر مجھ سے بڑا بد معاش بھی اس نے نہیں دیکھا ہو گا۔" دریاب نے ان دونوں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دیتے کہا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔ میرا ذکا ایک مرتبہ پھر سے میرے ہاتھوں سے نکل گیا۔۔ وہ وہ وصی نہیں وہ میرا ذکا تھا۔ وہ مجھے ہمیشہ اسی کی طرح عزیز رہا تھا۔ میں میں کس قدر خود غرض ہوں۔۔۔ میں پھر سے

اسے بچا نہیں پائی "فاتینا روتے روتے وہیں بیٹھ گئی۔

اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا یہ کچھ لمحوں میں کیا ہو گیا تھا۔ انکے پورے مشن کا پورا پانسا ہی پلٹ گیا تھا اور یہ سب اسکی حماقت کی وجہ سے ہوا تھا۔

"اب کچھ تانے کا وقت نہیں ہے" دریاب کسی بھی طرح اسے معاف کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اسے فاتینا پر اس لمحے شدید غصہ تھا۔

اپنا موبائل نکال کر اس نے کسی کو فون ملایا۔

"ہیلو۔۔۔ ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ نیڈیور ہیلپ۔۔۔۔۔ تم سرمد کو جانتے ہونا۔

ہاں وہی جس کا بھائی کلب والے کیس میں ملوث تھا۔ اسکے چھوٹے بھائی کا

ایڈریس میں تمہیں بتا رہا ہوں۔۔۔ اگلے بیس منٹ میں تم نے اسے اٹھوا لینا ہے

اور یہ کام بیس منٹ میں ہی ہو۔ ایک سیکنڈ بھی اس سے اوپر نہ ہو" دریاب کی

سنجیدہ آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ وہ سب گنگ اسے سن رہے تھے۔

پھر فون پر اسکے بھائی کا ایڈریس بتا کر اس نے فون بند کر دیا۔

"باقی کے بندوں کا کیا کیا ہے۔" دریاب نے طحہ اور حذیفہ سے پوچھا۔

"ان سب کو ایک کمرے میں اکٹھا کر دیا ہے۔ جو ان کے ہاتھ پاؤں اچھی طرح باندھ چکے ہیں" حذیفہ نے رپورٹ دی۔

فاتینا ایک کونے میں بیٹھی منہ پر ہاتھ رکھے پتھرائی آنکھوں سے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ دریاب کمرے میں موجود ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے عنصیلی نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

وہ بآسانی کوبرا کو قابو کر لیتے اگر یہ مسئلہ نہ ہوتا۔

طحہ نے ایک نظر فاتینا کو دیکھا پھر اسکے قریب جا کر بیٹھ گیا۔

جو بھی تھا بہر حال اس سے غلطی ہوئی تھی مگر جس انداز میں دریاب اسے گھور رہا تھا طحہ کو وہ ٹھیک نہیں لگا۔

"یہ تم نے کس کو فون کیا تھا" حذیفہ نے دریاب کے قریب آ کر استفسار کیا۔

"کوبرا کا چھوٹا بھائی لندن میں زیر تعلیم ہے۔۔ میں اسکے خاندان سے اچھی

طرح واقف ہوں۔۔۔ اپنے چھوٹے بھائی میں اسکی جان ہے۔۔۔ اگر اس نے ہماری جان کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی ہے تو میں اسے اتنی آسانی سے چین نہیں لینے دوں گا۔۔۔ کچھ کہہ کر دکھائے یہ وصی کو اسکا بھائی بھی نہیں چھوڑنا میں نے۔ میرے کچھ بندے انگلینڈ میں موجود ہیں۔۔ میں نے انہیں اسکا بھائی اٹھوانے کا کہہ دیا ہے۔ بیس منٹ میں وہ کام کر دیں گے۔ پھر میں اس گھٹیا انسان کو فون کر کے یہ خوشخبری سناؤں گا۔۔ خود وصی کو واپس لے کر آئے گا۔" دریاب کھڑے ہو کر حذیفہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

"ان لوگوں کی جب تک دھتکتی رگ پر پاؤں نہ رکھو یہ سیدھے نہیں ہوتے۔۔" دریاب کے چہرے پر اب اطمینان تھا

کوبرا اور اسکا ساتھی وصی کو کھینچ کر ایک دیوار کی جانب بڑھے جو نہی انہوں

نے اس دیوار پر ہاتھ رکھا بڑا سادہ وازہ اس میں سے کھولتا چلا گیا۔ جو بظاہر دیوار
 نظر آرہی تھی وہ حقیقت میں ایک دروازہ تھا۔ جس سے بے شمار سیڑھیاں نیچے
 کی جانب جارہی تھیں۔ وہ وصی کو آگے رکھتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں اترنے
 لگے۔ ایک ہاتھ سے موبائل کی ٹارچ جلائی ہوئی تھی۔ وہ سیڑھیاں ایک بہت
 بڑی سرنگ سے متصل تھیں۔ سیڑھیاں اترتے ایک لمبی اور اندھیری طویل
 راہ گزر تھی۔ جہاں نہ بندہ نظر آ رہا تھا اور نہ ہی بندے کی ذات۔
 انہیں چلتے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یکدم کوبرانے وصی کو بازو سے روکا وہ
 دونوں خود بھی رک چکے تھے۔
 بائیں جانب ایک دروازہ تھا جسکے باہر تالا لگا تھا۔
 تالا کھول کر کوبرانے دروازہ کھولا تو وہ ایک کوٹھڑی نما کمرہ تھا جہاں ہلکی سی
 روشنی میں وصی کو ایک وجود زمین پر نیچے کونے میں دیوار کے ساتھ ٹیک
 لگائے نظر آیا۔

جیسے ہی وصی کی آنکھیں اس روشنی سے مانوس ہوئیں اسے اندازہ ہوا کہ وہ تو کوئی لڑکی ہے۔ لڑکی بھی چہرہ اٹھا کر انہیں خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔

کو برا آہستہ آہستہ چلتا اس لڑکی کی جانب گیا جواب اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔

لیدر کی جیکٹ کے اندر لانگ سوئیٹر پہنے بلیو جینز میں ملبوس اتنی کم روشنی میں بھی وصی کو اسکی خوبصورتی کا ٹھیک ٹھاک اندازہ ہو رہا تھا۔

"مجھے اپنی فکر نہ ہوتی اور وہ (گالی) حملہ اتنی اچانک نہ کرتا تو آج تیری خوبصورتی کو خراج بخشا مگر اس وقت میں بڑی مشکل سے دوچار ہوں۔ تو نے میرے منہ پر تھوکا تھا ناب تیرا انجام ہے کہ تو ساری زندگی یہاں گلے سڑے۔ اس (گالی) کو ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہوں دیکھتا ہوں یہ تیری پارسائی کو کب تک سلامت رہنے دیتا ہے۔ چلو بھئی بچو انجوائے کرو۔۔۔ ساری زندگی یہیں سڑتے رہو گے تب بھی کوئی تمہارے سراغ کو نہیں پاسکے گا" کو برا اپنی شیطانی مسکراہٹ سے ان دونوں کی جانب دیکھتا ہوا باہر نکلنے لگا۔

"بیٹا تمہارے تو اچھے بھی مجھے چھوڑیں گے۔۔۔ تم ابھی تک میرے ہاتھوں سے بچے ہوئے ہو۔۔۔ شکر کرو تمہارے اس تھوہڑے پر ہاتھ صاف نہیں کیئے کیونکہ تمہارے جیسے گندے انسان کو مارنے سے بھی میرے ہاتھ ناپاک ہو جائیں گے۔۔۔ ابھی تم جانتے نہیں تم نے کس پر ہاتھ ڈالنے کی غلطی کی ہے۔۔۔ اپنی موت کو خود آواز دے بیٹھے ہو" وصی اس حسینہ عالم کے منہ سے جھڑنے والے پھولوں کی بارش سن کر جتنا بھی حیران ہوتا کم تھا۔

بے خوف نظریں کو برا کو دیکھ کم اسکے وجود میں کھبر ہی تھیں۔

"بابا بابا۔۔۔ اچھا اور جواگر میں تجھے ابھی کہ ابھی ان دونوں کے سامنے۔۔۔"

اس سے پہلے کہ کو برا اپنی گھٹیا بات پوری کرتا اس لڑکی کا ہاتھ کو برا کے زخم کے نشانوں سے بھرے چہرے کو اور بھی سلگا گیا۔

"تھو۔۔۔۔۔ اپنی قسم توڑ کر مجھے تم جیسے چھچھندر پر ہاتھ اٹھانا پڑ ہی گیا۔۔۔"

ایک جانب تھوک کروہ غصے سے بولی۔

کو برا پہلے تو اسکی جرات پر دنگ رہ گیا پھر غصے سے پاگل ہوتا اسکی جانب بڑھنے
ہی لگا کہ وصی اور کو برا کے ساتھی نے بیچ بچاؤ کیا۔

"اے مسٹر۔۔۔۔۔ ہٹو آگے سے میں ایسوں کو سیدھا کرنا خوب جانتی
ہوں۔۔ پہلے تو مجھے اٹھوا کر اپنے بل میں گھس گیا تھا آج ہاتھ آیا ہے تو اسکا دماغ
سیدھا کر کے ہی بھیجوں" وہ وصی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ایک جانب
ہٹاتی کو برا کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"پاگل ہیں کیا آپ" وصی کو اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ ایک لڑکی
ہو کر وہ اتنے بڑے شیطان صفت انسان سے الجھ رہی تھی۔

"دفع کرو کو برا اس وقت نکلنے کی کرو یہاں سے تمہیں کونسی لڑکیوں کی کمی
ہے" اسکا ساتھی کو برا کو وہاں سے نکالنے کے جتن کرنے لگا۔۔

"لگتا ہے اندھی لڑکیوں میں منہ مارتے ہیں" وہ جو کوئی تھی وصی کا دل کر رہا تھا
اسکے منہ پر ٹیپ لگا دے۔ اسے اپنی نسوانیت کا ذرا احساس نہیں تھا۔ ایک ایسی ہی

سر پھری کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنسا تھا اور اب ایک اور مل گئی تھی۔
"وصی تیرا کیا ہو گا لیا" دل میں دہائیاں دیں۔

وہ کو برابر ہاتھ اسی لئے نہیں ڈال رہا تھا کہ اس سے کوئی بعید نہیں تھی کہ جو ایسی
سرنگ ان پہاڑوں میں بنا سکتا ہے وہ کوئی بمبز بھی ان سرنگوں میں رکھ سکتا
ہے اور اگر اس نے مشتعل ہو کر انہیں چلا دیا تو اسکے سب سا تھی اوپر بے موت
مارے جائیں گے۔

وہ ابھی کسی بھی قسم کی جلدی اور تیزی نہیں دکھانا چاہتا تھا۔
ویسے بھی اسے یقین تھا کہ دریاب نے اب تک کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈ لیا ہو گا۔
"میں اس (گالی) کو چھوڑوں گا نہیں" وہ پھر سے پھر گیا۔
"دفع کرو" اسکا ساتھی اسے کھینچتا ہوا باہر نکل رہا تھا۔

"تم۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ لڑکی پھر سے کچھ کہتی وصی نے تیزی سے اسکے
منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کروایا۔ وہ لڑکی وصی کی اس جرات پر حیرت زدہ

رہ گئی۔

اپنے ہاتھوں سے وصی کے ہاتھ اپنے منہ سے ہٹانے چاہے مگر اسکا ہاتھ مضبوطی سے اسکے منہ پر جما تھا۔

جیسے ہی کوبرا اور اسکا دوست باہر نکلا اور پھر سے تالا لگنے کی آواز آئی۔

تب اس لڑکی نے وصی کے ہاتھ پر کاٹا۔

"کیا بد تمیزی تھی یہ" وہ وصی پر غرائی۔

"آپ میرے سامنے نہ ہوتیں تو جو چاہے آپ اسکے ساتھ اور وہ آپکے ساتھ جو

سلوک کرتا مگر میرے سامنے کوئی عورت کی تذلیل کرے مجھے یہ گوارا

نہیں۔۔ آپ کو تو اس بات کا احساس نہیں تھا کہ وہ کیا کچھ کر سکتا ہے مگر میں

ایسے گندے لوگوں کے کام اور ذہنیت دونوں سے واقف ہوں۔۔ اسی لئے

مجھے مجبوراً یہ حرکت کرنی پڑی۔ آپ چپ نہ کرتیں تو یقیناً وہ کوئی غلط حرکت کر

بیٹھتا۔۔ بہر حال اس طرح سے آپکو خاموش کروانے کے لئے معذرت"

وصی کی سنجیدگی نے لڑکی کو کچھ اور کہنے کا موقع نہ دیا۔
وہ کچھ لمحوں کے لئے خاموش ہو گئی۔

وصی آہستہ سے چلتا ہوا ایک کونے میں نیچے زمین پر بیٹھ چکا تھا۔
اس لڑکی نے وصی کی جانب دیکھا۔ ہلکی سی شیو میں بلیک یونیفارم پہنے وہ کوئی
سیکریٹ ایجنٹ معلوم ہوا۔ ماتھے پر بال بکھرے ہوئے تھے۔ ستواں ناک،
گہری سیاہ آنکھیں، صاف رنگ ایک عجیب سی کشش اسے محسوس ہوئی اس
میں۔

"آپ کیسے یہاں آئے" لڑکی نے اب کی بار سنجیدگی سے سوال کیا۔
"فور سز کا بندہ ہوں اس خبیث کو پکڑنے کے ارادے سے آئے تھے خود ہی پکڑا
گیا" وہ دیوار سے ٹیک لگائے ٹانگیں لمبی کٹے سامنے دیکھتے ہوئے بولا۔
"اوہ۔۔ کاش اسکی بینڈ بجا دیتے۔۔ سچ میں میری توجان چھوٹی" وہ لڑکی افسردہ
لہجے میں بولی۔

"آپ کس وجہ سے یہاں ہیں" وصی اس ویرانے میں اسکی موجودگی کو دیکھ کر پہلے ہی حیران تھا لہذا اب پوچھ بیٹھا۔

"میں تو یہاں ہائیکنگ کرنے آئی تھی۔ اپنے گروپ سے الگ ہو گئی۔ انہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں بھٹک گئی۔

بس وہیں یہ درندہ راستے میں ملا۔ مجھے جھانسا دیا کہ شہر تک لے جائے گا۔ بے ہوش کر کے اس اڈے پر لے آیا۔ میرے ہوش میں آتے ہی بکو اس کرنے لگا میں نے بھی اس کے منہ پر تھوک دیا۔ بس اسی کی پاداش میں مجھے یہاں پھینک دیا۔ یہ جانتا نہیں ابھی کہ میں کس کی بیٹی ہوں میرے ابا نے پوری فورس کو الٹ کر وادیا ہو گا۔ چاہے جوتیوں سے روز تو واضح کرتے ہوں میری مگر ابا مجھ سے بے حد پیار کرتے ہیں۔" اسکے لہجے میں ایک مان تھا۔

"کس کی بیٹی ہیں آپ" وصی نے بھی اسکے انداز پر ہنستے ہوئے پوچھا۔

اور پھر جس کا اس نے نام بتایا وہ جان کر وصی بھی ہل کر رہ گیا۔

اسکے ابا بہت مشہور بریگیڈیئر تھے۔ وصی، دریاب، حذیفہ اور طحہ ان کو بہت اچھے سے جانتے تھے۔ نہ صرف جانتے تھے بلکہ کئی بار مل چکے تھے۔

"لیکن خیر ابا کو بھی اب میری قدر آئے گی۔ ہر وقت میرے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ اچھا ہے اب مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے" وصی اسکی باتیں سن کر چکرا کر رہ گیا۔ کیا اطمینان تھا۔

"ایک چیز دکھاؤں آپکو" وہ اشتیاق سے وصی کو دیکھ کر بولی۔
وصی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ادھر آئیں" وہ اسے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ایک جانب دیوار کے پاس آنے کا بولنے لگی۔

"میں کل سے ان دیواروں پر ریسرچ کر رہی ہوں۔ دیکھیں اس جگہ دیوار کی آواز کتنی بھاری سی محسوس ہو رہی ہے۔ اور اس دیوار پر اور ہی طرح کی آواز آرہی ہے" اس نے دو مختلف دیواروں پر ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

وصی نے بھی باری باری دونوں دیواروں کو کھٹکھٹایا۔

"ہاں واقعی" وہ حیران ہوتا چند قدم پیچھے آیا۔

"اب ایک اور چیز دیکھیں" کہتے ساتھ ہی اس لڑکی نے ایک جانب سے دیوار کو

سرکایا تو وہ دیوار سرکتی چلی گئی جس کے پیچھے بہت سے بٹنز تھے۔ وصی گنگ

کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا ہے" وہ حیرت سے بولا۔

"یہ تو مجھے نہیں پتہ کہ کس چیز کے بٹنز ہیں لیکن آخر کوئی چیز ایسی تو ہوگی جو اس

سے کنٹرول ہوتی ہوگی" وہ تھوڑی پرانگلیاں رکھتی سر ہلاتی ہوئی بولی۔

"دباؤں؟" پر جوش انداز میں اس نے وصی سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ خواہ مخواہ کسی اور مصیبت میں پڑیں گی اور مجھے بھی ڈالیں گی" وصی

نے فوراً نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"افوہ کس قدر ڈر پوک انسان ہیں" وہ بد مزہ ہوتی وہ دیوار واپس سرکاتے ہوئے

بولی۔

"آپ نے بہادر بن کر کون سے جھنڈے گاڑ دیے ہیں" وصی اسکا مذاق اڑاتا
ہوا بولا۔

"کم از کم آپ کی طرح بزدل نہیں کیسا کلاسک تھپڑ مارا تھا اسکے منہ پر" وہ خوشی
سے جھومتے ہوئے بولی۔

"نام کیا ہے آپکا" وصی واپس اپنی جگہ پر بیٹھتا ہوا بولا۔
"کیوں آپ نے آئی ڈی کارڈ بنانا ہے" وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے
ہوئے بولی۔

"نہ جانے کتنے دن اور سال اب ہمیں اس کمرے میں اکٹھا رہنا پڑے آخر نام تو
پتہ ہونا چاہیئے۔۔ اب میں آپکو لڑکی اور آپ مجھے لڑکا کہہ کر تو مخاطب کرنے
سے رہے۔۔ اور آپکا نام جان کر کون سا میں نے آپکے ساتھ فلرٹ شروع
کر دینا ہے" وصی نے بھنویں اچکاتے گویا اسے چڑایا۔

"کر کے تو دیکھیں فلرٹ اتنے بھی کوئی حسن کے پرے نہیں کہ میں مر ہی
مٹوں۔۔۔ انہوں "وہ سر جھٹک کر بولی۔

"حسن کے پرے۔۔۔ یہ کہاں ہوتے ہیں ویسے "وصی کو نجانے اس سے باتیں
کرنے میں کیوں مزہ آرہا تھا۔

ویسے بھی وہ کسی چیز کو خود پر سوار نہیں کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ اس بات پر یقین رکھتا
تھا کہ جو اللہ مشکل میں پھنساتا ہے وہ پھر اس میں سے نکالتا بھی ہے۔
"ریاح نام ہے میرا اور آپکا؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ بولی۔

وصی نے بس ہوں میں جواب دیا۔

اب کیا کریں گے یہاں۔۔۔ وہ منحوس خود تو بھاگ گیا، ہمیں یہاں چھوڑ گیا "وہ
اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"آپ تھوڑی دیر چپ کریں گی تو میں کچھ سوچوں گاناں "وصی اسکے بولنے
سے چڑ کر بولا۔

"آپ سوچتے بھی ہیں" وہ مصنوعی حیرت سے بولی۔

وصی نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔

"نہیں ساری ذہانت آپ پر ختم ہے۔۔۔ تبھی یہاں بیٹھی انجوائے کر رہی ہیں"

وصی نے پھر سے اس پر چوٹ کی۔

"ارے ایک تو میں آپ کو کمپنی دے رہی ہوں اس پر الٹا مجھے کھانے کو دوڑ

رہے ہیں۔۔۔ حد ہے۔۔۔ نیکی کا کوئی زمانہ نہیں" وصی نے اچھنکے سے اسے

دیکھا پر سر ہلا کر اپنی حالت پر جتنا کڑھ سکتا تھا کڑھا۔

"لڑکیوں کے ہاتھوں ذلیل ہونا میری ہی قسمت میں لکھا ہے" اس نے پھر سے

دل میں دہائی دی۔ اسکے علاوہ وہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔

وہ تو بیٹھی تھی اپنے ابا کے انتظار میں اطمینان سے اور وصی کا دماغ خراب کر

رہی تھی۔ اوپر سے حسن بھی قاتل تھا وہ تو وصی تھا لڑکیوں کے معاملے میں دل

کی آنکھیں بھی بند کر دیتا تھا۔

"آخر ہم کب تک یہاں ایسے بیٹھے رہیں گے۔ اس دروازے کے پیچھے جائیں
یقیناً وہ اسی سرنگ سے بھاگ چکا ہوگا جس کا ذکر شہریار نے کیا تھا" کب سے
خاموش بیٹھی فائینا سے اب صبر نہیں ہوا۔

ہاں اس نے اپنی صلاحیتوں پر کچھ زیادہ اعتماد کر کے حماقت کر دی تھی۔ مگر وہ
کسی بھی طرح وصی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

یہ وہ واحد بندہ تھا دریا ب کے گروپ کا جس سے وہ سب سے پہلے بے تکلف
ہوئی تھی۔ اس سے پہلی مرتبہ ملتے ہی اسکے دل نے چپکے سے خواہش کی تھی
کاش یہ میرا ذکا ہوتا۔

وہ بھی تو ایسا ہی تھا ہنسنے ہنسانے والا۔ جب جب وصی کو دیکھتی ذکا یاد آتا۔ بہت
عرصے بعد وصی کو دیکھ کر وہ گھر واپس جا کر روئی تھی۔

جتنی وہ باہمت ہو چکی تھی اب آنسوؤں کو اپنے قریب پھٹکنے بھی نہیں دیتی

تھی۔

مگر اس رات بے اختیار آنسو بہے تھے۔ پھر خود کو یہ سوچ کر تسلی دی کہ اللہ ہمیں بہت سے لوگوں سے اسی لئے یوں ہی ملا دیتا ہے کہ وہ ہمارے بہت سے بچھڑنے والوں کی کمی کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ ہاں وہ بالکل ویسے تو نہیں ہو سکتے مگر کسی حد تک کچھ لوگ ہمارے کھوئے ہوئے پیاروں کی کمی کسی حد تک پوری کر دیتے ہیں۔ اسے بھی ایسا ہی لگا تھا کہ وصی اگرچہ اسکا ذکا تو نہیں تھا ہاں مگر وہ اسے ذکا سمجھ تو سکتی تھی۔

اسی لئے اپنی تمام پرشوراتوں کے باوجود وہ اسے بے حد پیارا تھا۔
"ہاں ایک حماقت آپ کر چکی ہیں اب جو بچی ہیں وہ ہم کر دیں" دریاب غصے سے اس سے مخاطب ہوا۔ اس وقت اسے فائینا کی آواز بھی بے حد بری لگ رہی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں یار۔ وہ آل ریڈی شرمندہ ہیں" حذیفہ نے دریاب کو

گھر کا۔

"ہاں وہ شرمندہ ہے کس بات پر۔۔۔ ان کی شرمندگی کا مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔ اگر میرے پاس کوبرا کے بھائی کے ذریعے اس تک پہنچنے کا راستہ نہ ہوتا تو انکی شرمندگی کو میں نے کیا کرنا تھا۔۔۔ میرا جان سے پیارا بھائیوں جیسا وصی انکی حماقت کی بھینٹ چڑھ جاتا"

"اللہ نہ کرے۔۔۔ میں مانتی ہوں مجھ سے غلطی ہوگئی لیکن پلیز وصی کے لئے کوئی بری بات نہ نکالیں" وہ روتے ہوئے بولی۔

اس وقت وہ سب ماسک کے بغیر تھے۔

"حماقت آپکی نہیں میری تھی جو میں آپکو اپنے ساتھ لے آیا"

"دریاب پلیز کمین یواسٹاپ آل دس نون سینس۔۔۔ یہ وقت ان سب باتوں کے کرنے کا نہیں ہے۔۔۔" آخر طحہ کو دریاب کو چپ کروانا پڑا۔

فاتینا پہلے ہی نقاہت زدہ تھی اب تو اپنی غلطی کو سوچ سوچ کر اور رور و کر اور بھی

بے حال ہو رہی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی باہمت لڑکی یوں ٹوٹ رہی ہوگی۔

وہ یہ تو نہیں جان پایا تھا کہ وہ کس ذکا کا ذکر کر رہی ہے۔ ہاں مگر اتنا ضرور جان گیا تھا کہ اسکے احساسات اس وقت وصی کے لئے ایک دوست اور انسانیت سے بہت بڑھ کر ہیں۔

"فائینا پلیئر بلیکس" وہ جو دریاب کی باتوں پر پھر سے پریشان دکھائی دینے لگ گئی تھی طحہ کے پکارنے پر خاموش نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ عجیب وحشت اور ویرانی ٹپک رہی تھی اسکی نظروں سے جس نے حذیفہ اور طحہ کو سن کر دیا تھا۔

دریاب تو اسکی جانب دیکھ تک نہیں رہا تھا۔
یک لخت دریاب کے فون کی بیل بجی۔ جس کا وہ سب بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

ٹھیک بیس منٹ بعد اسکے دوست نے فون کیا تھا۔
"ہیلو۔۔۔ کام ہو گیا ہے؟" دریاب نے بے چینی سے پوچھا۔
"گریٹ یار۔۔۔۔ اب دیکھتے ہیں کو برا کب تک اور کہاں تک بھاگتا ہے"
دریاب کے چہرے سے سکون ہی سکون چھلک رہا تھا۔
اس نے اپنے دوست کا شکریہ کہہ کر فون بند کر دیا۔
"پکڑا گیا اسکا بھائی۔۔۔۔ اب کو برا کو فون کر کے خوشخبری سناتے ہیں" دریاب
نے ان دونوں کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔
اور کو برا کا نمبر نکالنے لگا۔

وصی کی آنکھ لگی ہی تھی یا پھر وہ ویسے ہی آنکھیں موندے بیٹھا تھا ریا ح سمجھنے
سے قاصر تھی۔ ریا ح کا نام پوچھ کر اپنا تو اس نے بتایا ہی نہیں تھا۔
اب اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے اسے بلائے۔

"مسٹر۔۔۔۔۔ او مسٹر۔۔۔ مسٹر فوجی" وہ مختلف انداز میں اسے پکار رہی تھی مگر دوسری جانب سے جب کوئی جواب نہیں آیا تو مایوس ہو کر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

پھر یکدم ایک خیال کے آتے ہی وہ تیزی سے اٹھی۔

آہستہ آہستہ اسی دیوار کو سرکایا جس کے پیچھے بہت بڑا کوئی سسٹم لگا تھا۔ ساتھ ساتھ مڑ کر ایک نظرو صی پر ڈالتی کہ کہیں وہ اٹھ ہی نہ جائے کیونکہ اس نے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ اس سسٹم کو چھیڑنے کی غلطی نہ کرے۔ مگر وہ اپنی پر تجسس فطرت کا کیا کرتی۔

ابھی وہ ان بٹنز کے اوپر بے حد چھوٹا چھوٹا کچھ لکھا ہوا پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ یکایک پیچھے سے آنے والی آواز نے اسے بوکھلادیا۔

"چین نہیں آ پکو بھی" گھبراہٹ میں یکدم اسکا ہاتھ ایک بٹن پر پڑ گیا۔

اس نے پوری کوشش کی کہ وہ تیزی سے ہٹ جائے مگر اسکا ہاتھ وہ بٹن دبا چکا

تھا۔

یکدم خاموشی میں گر گڑا ہٹ کی آواز ابھری۔

"بند کریں اسے" وصی نے جلدی سے آگے بڑھ کر وہ دیوار واپس اپنی جگہ پر سرکائی۔

"یہ کیا ہو گیا" وہ حواس باختہ اسے دیکھ رہی تھی۔

"کوئی نئی مصیبت آگئی ہے۔۔۔ سچ میں آپ لڑکیوں کے دماغوں میں کوئی بات

بیٹھتی کیوں نہیں۔۔۔ اتنی کیا کھوج کی ضرورت ہے جب پہلے سے ایک

مصیبت میں پھنسی ہیں۔۔۔ لیکن نہیں ایک مصیبت سے دوسری میں پھنسنے

میں بہت مزہ آتا ہے آپ لوگوں کو" وصی نے اسے اچھی خاصی جھاڑ پلائی۔

"ارے ارے۔۔۔ کون سا کوئی بم چل گیا ہے۔۔۔ بس ایک عجیب سی آواز

ہی آئی ہے نا" وہ کہاں اپنی غلطی ماننے کو تیار تھی۔

"آپ وہ بھی چلا دیں۔ کوئی حسرت نہ رہ جائے۔۔۔ کیا پتہ کوئی میرا نل ہی چل

گیا ہو" وصی نے طنز کیا۔

"ہائے سچ میں مجھے میرا نکل اور توپ سے گولے چلانے کا بڑا شوق ہے۔۔۔ ابا نے آرمی کی جانب جانے ہی نہیں دیا۔ سچ میں دنیا میں غدر مچا دینا تھا میں نے" وہ حسرت سے بولی۔

"اب بھی کون سی کمی ہے۔۔۔ دنیا میں غدر مچایا ہی ہوا ہے" وصی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے بھلا۔۔۔ لو۔۔۔ بس اس سائنڈ کو ایک تھپڑ ہی مارا تھا۔۔۔ پہلی مرتبہ کسی ڈان سے پالا پڑا تھا۔ اف میرا تو دل کر رہا تھا اسے اچھی طرح مکے گھونسنے مارتی۔ ہائے میرا مارشل آرٹ کہیں تو کام آتا" وصی نے اس دہان پان کو حسرت سے دیکھا۔

"مارشل آرٹ" اسکو دیکھ کر یہ لفظ ہضم کرنا اسکے لئے کسی عذاب سے کم ثابت نہیں ہو رہا تھا۔

"کیا خوابوں میں کیا تھا" وصی نے اسکا مذاق اڑایا۔

"اگر حقیقت میں یقین نہیں آ رہا تو آپ پر طبع آزمائی کر لیتی ہوں پر یکٹیگی دیکھ کر شاید یقین آجائے آپکو"

"وصی بیٹا یہ کوئی عام لڑکی نہیں لگ رہی۔۔۔ لہذا اب نہ چھیڑیں اسے" اسکے دو بد و جواب پر وصی نے دل میں سوچا۔

"ارے آپ نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں" کچھ یاد آنے پر وہ بولی۔

"آپ نے کیا انٹرویو لینا ہے میرا" وصی کی فطرت میں ہی نہیں تھا آرام سے سیدھی بات کرنا۔

"ہاں نہ کل کو یہاں سے چھٹ کر بتاؤں گی کہ قید میں میرے ساتھ ایک چوہے کا بسیرا تھا۔۔ جو میرے مارشل آرٹ سے ڈر گیا" وہ کھلکھلاتے ہوئے بولی۔

"چوہا تو آپ نکلیں میری دہنگ آواز سن کر ہی بوکھلا گئیں۔۔ کچھ دیر پہلے کا

منظر یاد کریں ذرا "وصی نے اسے یاد کروایا جب وہ اس سے ڈر کر بٹن دبا بیٹھی تھی۔

"ظاہر ہے کسی انسان کی پیچھے تو آنکھ لگی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے پیچھے آنے والے کو دیکھ کر پہلے ہی الرٹ ہو جائیں۔" ریا ح منہ بنا کر بولی۔

وصی اسکے اپنی بات پر ڈٹے رہنے پر نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکرایا۔

"اچھا سنیں نام بتادیں۔۔۔ اور دوستی کر لیں۔۔۔ اب یہاں ہم دونوں ہی ہیں۔۔۔ ایسے لڑتے رہے تو گزارا کیسے ہوگا" خاموشی سے گھبرا کر وہ پھر سے وصی کو بلانے پر مجبور ہو گئی۔

"لڑکیوں سے میں دوستی نہیں کرتا" وصی نے صفا چٹ جواب دیا۔

"اف ف ف۔۔۔ عجیب انسان ہیں۔۔۔ دیکھیں وہ مثل تو آپ نے سنی ہوگی کہ ضرورت کے وقت حسین لڑکی کو بھی دوست بنا لیتے ہیں" اسکے اتنے پر اعتماد انداز پر مثل کو اپنے مطابق کرنے پر وصی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا۔

"نہیں وہ یہ ہے کہ ضرورت کے وقت گدھے کو بھی باپ بنا لیتے ہیں" وصی نے اسکی تصحیح کی۔

"ہاں تو وہی تو کر رہی ہوں" بڑے مزے سے وصی کو گدھا کہہ کر معصومیت سے کہتے وہ وصی کو زہر سے بھی زیادہ بری لگی۔
"واٹ؟" اسکے چیخنے پر وہ مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھنے لگی۔

وصی نے چہرہ موڑ لیا۔

"حسین چڑیل کہیں کی" دل میں اسکی خوبصورتی ماننے کی بجائے الٹا سالقب دے کر اپنی تمام تر الٹی سیدھی سوچوں اور احساسات کو پیچھے دھکیلا۔
"اچھانہ سوری۔۔۔ یورگڈ نیم پلیز" اب وہ دوستانہ لہجے میں بولی۔
"وصی" وصی نے منہ پھیرے پھیرے مختصر جواب دیا۔
"نائس نیم" ریا ح نے سراہا۔

"تھینکس" اور پھر ریح کی باتوں کا ناختم ہونے والا سلسلہ چل پڑا۔

وہ تیزی سے اپنے ساتھی کے ساتھ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ پچیس منٹ ہونے والے تھے۔ مگر سرنگ کا راستہ ابھی دو گھنٹے اور کا تھا۔
یک دم ایک گرگڑا ہٹ ہوئی اور ایک جنگلا چھت سے انکے سامنے آکر انکاراستہ روک گیا۔

"یہ یہ کس نے کیا ہے" وہ چلایا۔
"سر لگتا ہے وہ لڑکا جسے آپ اس کو ٹھڑی میں چھوڑ کر آئے ہیں وہ وہاں موجود ہمارے سٹم تک پہنچ گیا ہے" اسکے ساتھی نے تیزی سے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"چھوڑوں گا نہیں میں اسے مار ہی آتا تو بہتر تھا۔
اب ہم کیسے اسے ہٹائیں گے" وہ پریشانی سے بولا۔

اس سے پہلے کا اس کا ساتھی کوئی جواب دیتا۔ اسکا موبائل گنگنا اٹھا۔
 اجنبی نمبر دیکھ کر وہ پہلے تو چونکا پھر یس کا بٹن دباتے ہی ہیلو بولا۔
 "کیسے ہو کو برا۔۔ کہاں تک پہنچے۔۔ سرحد پار کر لی یا ابھی اپنی سرنگ میں ہی
 بھٹکتے پھر رہے ہو" اجنبی آواز اور لہجہ سن کر وہ حیران ہوا۔
 "کون ہو تم" وہ غصے سے بولا۔
 "تمہاری موت جو تمہارے ہی پہاڑ میں بیٹھی تمہارا انتظار کر رہی ہے"
 دریاب ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔
 "ہا ہا ہا۔۔ اچھا تو تم ہو۔۔ ارے کس خوش فہمی میں ہو۔۔ کو برا کی گرد تک کو
 نہ پاسکو گے تم" غرور بھرا لہجہ دریاب کو سنائی دیا۔
 "ہاں تمہاری گرد کو تو نہیں پہنچے مگر تمہارے عزیز از جان فہد کی نہ صرف گرد کو
 پہنچ گئے ہیں بلکہ اسے نہایت آرام سے اسکے فلیٹ سے اٹھوا لیا ہے۔۔۔ اب
 بتاؤ تم مجھ تک آؤ گے میرے بندے کو عزت اور احترام سے ساتھ لے کر یا

میں تم تک پہنچوں۔۔۔ یاد رکھنا میرے بندے کو تمہاری ایک انگلی بھی چھو کر
نہ گزرے نہیں تو تمہارے بھائی کی گردن اڑوانے میں ایک سیکنڈ کی دیر نہیں
لگاؤں گا۔" دریاب کے سفاکانہ لہجے نے اسے سر سے پاؤں تک ہلا کر رکھ دیا
تھا۔

"کیا بکواس کر رہا ہے تو (گالی)"

"آں آں۔۔۔۔۔ گالی نہیں۔۔۔۔۔ تمہارے منہ سے نکلا کوئی بھی ایک لفظ
تمہارے بھائی کی موت کا سبب بن سکتا ہے لہذا الفاظ بہت سوچ سمجھ کر
بولو۔۔"

"ارے واہ تم نے کہہ دیا اور میں نے مان لیا۔۔ کہ تم نے بھائی کو اٹھوایا ہے" وہ
کسی بھی طرح دریاب کی باتوں پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔
"آہاں۔۔۔۔۔ چلو تمہیں اسکی آواز سنوا دیتے ہیں" دریاب نے کہتے ساتھ ہی
ایک کانفرنس کال ملائی جس میں اسکا بھائی چیخ رہا تھا۔ اور اس سے مدد کی بھیک

مانگ رہا تھا۔

کو برا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ مگر اپنے بھائی کی آواز سننے کے بعد کسی طرح شک کی گنجائش باقی نہیں بچی تھی۔

آخر یہ کون تھا اتنا جی دار جس نے کو برا کو چاروں شانے چت کر دیا تھا۔

"کتنی دیر میں میرے بندے کو لے کر میرے پاس پہنچو گے" دریاب کا نفرنس کال بند کرتا ہوا بے لچک انداز میں بولا۔

"بب۔۔ بیس منٹ" وہ پتھر ائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"ٹھیک بیس منٹ بعد تم میرے بندے کو عزت سے لے کر میرے پاس آؤ گے نہیں تو یاد رکھنا میں دشمنی انتہا پر جا کر نبھاتا ہوں" دریاب نے دانت پیس کر کہا۔ اور فون بند کر دیا۔

فون بند کرتے وہ واپسی کی جانب مڑا۔ مگر قدموں میں پہلے جیسا نہ غرور تھا نہ تکبر

"اسلام علیکم! جی سر۔۔۔ کیا یہاں پر ہے۔۔۔ آریوشیور" سب بے چینی سے
کوہرا کی واپسی کے منتظر تھے۔ اسی دوران سبطین کا پھر فون آیا۔
دریاب جو غور سے دوسری جانب کی بات سن رہا تھا حیرت اور پریشانی سے لب
کاٹتے ہوئے بولا۔

"اوکے میں چیک کرتا ہوں۔ گوکہ ہم سب کمرے چیک کروا چکے ہیں۔ کوہرا
کے بندوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ مگر میں ان سے اگلوں ہوں۔ آپ فکر
نہ کریں"

دریاب نے انہیں تسلی دیتے فون بند کیا۔

"کیا ہوا اب" وہ دونوں بھی پریشانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"برگیڈیر حفیظ یاد ہیں نہ" دریاب نے انکی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں یار ابھی لاسٹ منتھ ہی تو انکے ساتھ ڈنر کیا تھا" حذیفہ یاد کرتے ہوئے

بولا۔

"انکی بیٹی پچھلے دنوں ہائیکنگ پر یہاں آئی ہوئی تھی اپنے یونی فیلوز کے ساتھ۔۔ کسی مقام پر وہ ان سے الگ ہو گئی۔

اور اب تک کی اطلاع کے مطابق وہ کوبرا کی تحویل میں ہے" دریاب کی بات پر وہ سب گم صم ہو گئے۔

"مگر ہم نے سارے کمرے چیک کر لئے ہیں۔" طحہ نے کہا۔

"ہاں مگر وہ وصی کو کہاں لے کر گیا ہے بظاہر تو وہ کمرہ یا جگہ بھی ہمیں نہیں پتہ اور یقیناً اسی طرح اس نے اس لڑکی کو کہاں رکھا ہے وہ بھی ہم نہیں جان سکتے۔ یقیناً وہ سرنگ اسی انداز میں بنائی گئی ہے کہ اس میں لوگوں کو قید کرنے کے لئے کمرے بھی ہیں" دریاب کی بات سے انہوں نے اتفاق کیا۔

"تم میں سے ایک جائے اور اس کے ساتھیوں میں سے کسی سے

اگلوائے۔۔ کیونکہ اب اس لڑکی کو ریسکیو کرنے کا کام بھی ہمارے ذمہ ہے"

دریاب کی بات پر طحہ کمرے سے نکل گیا تھا۔
فاتینا کو نے میں بیٹھی خاموشی سے بس انکی باتیں سن رہی تھی۔ دریاب کے
غصے کے باعث اب اسکی ہمت نہیں پڑی تھی کہ وہ دوبارہ سے اس کو مخاطب
کرتی۔

دریاب بھی اسے مسلسل نظر انداز کر رہا تھا۔

"کیا آپکو کبھی کسی نے بتایا ہے کہ آپکی آواز کسی جھینگڑے سے بہت ملتی ہے" وصی
جو بہت دیر سے اسکی کہانیاں سن کم اور کوفت میں مبتلا زیادہ ہو رہا تھا۔ آخر اسکے
صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو اسے چپ کروانے کی خاطر جان بوجھ کر ایسی بات کہی
کہ جس پر کربران کر وہ کچھ دیر کے لئے چپ کر جائے۔

"بالکل ویسے ہی جیسے آپکی آواز کسی گینڈے سے ملتی ہے۔ اب میری آواز
چاہے جھینگڑے سے ملے چاہے کوئل سے میں خاموش نہیں ہو سکتی۔۔ کیونکہ

میرے پاس یہاں فی الحال کوئی اور ایکٹیویٹی نہیں ہے۔۔۔ آپکی سب دل شکن باتیں میں اپنے دل پر لکھ رہی ہوں ایک مرتبہ یہاں سے باہر نکل جائیں تو ایک ایک بات کا بدلہ لوں گی" وصی کو دھمکاتے ہوئے بھی وہ بڑی پرسکون تھی۔

"محترمہ میں آپکو یاد دلادوں ہم اس وقت قید میں ہیں پکنک منانے نہیں آئے جو آپ ایکٹیویٹڈ ہونڈیس" وصی کو اسکا لفظ ایکٹیویٹی نہایت ناگوار گزرا۔

"ہاں تو اب کیا کریں۔۔۔ آپ تو ویسے ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے

ہیں۔۔۔ پتہ نہیں فورسز میں مکھیاں مارتے ہیں۔ اور اگر میں کچھ کرنے لگوں تو وہ بھی کرنے نہیں دیتے۔۔۔ تو پھر بتائیں اور کیا کریں" ناک چڑاتے وہ بولتی چلی گئی۔

"سو جائیں مہربانی کر کے" بس اب ہاتھ جوڑنے رہ گئے تھے۔

"یا اللہ ایسے بندے کے ساتھ قیدی بنا کر آپ مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہیں" اب کی بار اس نے دہائی با آواز بلند دی۔

ریاح منہ کھولے اسکی دہائیاں سن رہی تھی۔

"کس قدر ناشکرے انسان ہیں کیلے پڑے ہوتے یہاں تو مزہ آتا۔" ریا ح کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی لڑکا کسی لڑکی کو ایسے بھی ٹریٹ کر سکتا ہے۔ اسکے ارد گرد رہنے والے لڑکے ہمہ وقت اسکے ساتھ فرینک ہونے کو مر رہے ہوتے تھے۔ یہ تو وہ خود اتنی سخت مزاج تھی کہ کسی کو ایک حد سے آگے آنے نہیں دیتی تھی۔ اور ایک یہ لڑکا تھا۔ عجیب ہی شخص تھا۔ بے شک اسکی اس عادت کے باعث وہ خود کو محفوظ محسوس کر رہی تھی۔ مگر ایسی بھی کیا بے مروتی کہ اسے سزا ہی کہہ ڈالا۔

ریاح کا غم ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی دروازے کے قریب چند آوازیں آنے لگیں۔ جن میں نمایاں آواز کوبرا کی تھی۔

وصی بھی چونکا۔ "کیس اس لڑکی کو" اور بس یہی سوچ اسے پریشان کر گئی۔

وہ یکدم ریاہ کے قریب آیا۔

"مجھے لگتا ہے کو برا اگیا ہے۔۔۔ آپ نے اس سے کسی قسم کی بحث نہیں کرنی
۔۔ خاموش رہنا ہے۔ اگر وہ کچھ غلط کرتا ہے اب کی بار تو پھر ہم کوئی ایکشن لیں
گے۔ لیکن فی الحال آپ بس اپنے منہ پر ٹیپ لگالیں۔۔ کچھ بھی بولا تو کو برا سے
پہلے میں آپکا حشر بگاڑ دوں گا" وہ دھیمی آواز میں سخت لہجے میں بولا۔

ریاہ نے خاموشی سے سر اثبات میں ہلایا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھولا۔

"چل تو نکل یہاں سے اور میرے ساتھ آ" کو برا وصی سے مخاطب ہوا۔

"کہاں؟" وصی بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

"وہ جو اوپر تیرے لئے پاگل ہوا جا رہا ہے۔۔ خبیث انسان نے میرے بھائی پر

ہاتھ ڈال دیا ہے ورنہ میں کبھی کمزور نہ پڑتا۔

لیکن ایک بات غور سے سن لے۔۔ تو تب تک اس کمرے میں نہیں آئے گا

جہاں سے ہم تجھے لے کر آئے ہیں جب تک میں نہیں کہوں گا۔
پہلے وہ میرے بھائی کو چھوڑے گا پھر میں اسے تجھے واپس کروں گا" کو برا
آنکھیں نکال کر بولا۔

"ٹھیک ہے یہ لڑکی بھی ساتھ جائے گی" وصی نے کوبرا کی بات سن کر سکھ کا
سانس لیا۔ وہ جانتا تھا کہ دریاب کبھی بھی سکون سے نہیں بیٹھے گا اور کیا تڑپ
کا پتہ پھینکا تھا اس نے۔ وصی دل ہی دل میں دریاب کی زہانت کو سراہے بغیر
نہ رہ سکا۔

"ارے واہ اتنی جلدی یاریاں بھی بن گئیں" اتنی پریشانی میں بھی وہ اپنی گھٹیا
گفتگو سے باز نہ آیا۔

وصی اسکی فضول گوئی پر کھول کر رہ گیا۔ لیکن اس وقت بہتر یہی تھا کہ وہ
خاموشی سے اسکی بکواس سہ جاتا۔

"چل تو بھی۔۔ میرے تو دیکھنے پر بھی تڑپ گئی تھی۔ اسکے ساتھ تو بڑی عشق و

معشوقی بنالی وہ بھی صرف بیس منٹ میں واہ بھی واہ "کو برا کی بات پر ریا ح کا دل تو کیا کہ ابھی کہ ابھی اس کا منہ توڑ دے اور اس سے پہلے کہ وہ منہ کھول کر کچھ بولتی۔ اسکی جانب دیکھتے وصی نے آہستہ سے اسکا ہاتھ تھام کر زور سے دبایا جس کا مطلب تھا کہ وہ خاموش رہے۔

اس نے اپنے غصے کو ضبط کرتے کرتے بھی اپنے ناخن وصی کی انگلیوں میں کھبا دیئے۔

اندر آتش قشال بن رہا تھا اور یہ بندہ اسے خاموشی کے سبق پڑھا رہا تھا۔
وصی خاموشی سے اسکی جانب سے ملنے والی یہ تکلیف بھی سمجھ گیا۔ پھر اسی طرح اسکا ہاتھ تھامے کو برا کے کچھے چلنے لگا۔

گھڑی نے جیسے ہی بیس منٹ کے گزر جانے کی اطلاع دی اسی لمحے اسی دروازے سے کو برا اندر آیا جس دروازے سے وہ بڑے کروفر سے وصی کو لے

کر گیا۔

مگر اسکے پیچھے دروازہ بند ہو گیا کوئی اور اسکے بعد کمرے میں داخل نہیں ہوا۔
طحہ، حذیفہ، دریاب اور فائینا جن کی نظریں دروازے پر جمی تھیں صرف کوبرا کو
دیکھ کر پہلے بے یقین اور پھر مشتعل ہوئیں۔

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کرتا فائینا تیر کی سی تیزی کے ساتھ کوبرا کی جانب بڑھی
جو خود اس افتاد کے لئے تیار نہ تھا۔

پے در پے اسکے منہ پر پڑنے والے ملکوں نے سب کو دم بخود کر دیا۔
دریاب تیزی سے اسکی جانب بڑھا مگر وہ تو ایسے پھری ہوئی تھی کہ دریاب کے
لئے اسے قابو کرنا مشکل ہو گیا۔
"اسٹاپ اٹ فاتی" وہ غصے سے چلایا۔

وُکڈ آئی سٹاپ دس۔۔۔ یہ اس۔۔ اس گھٹیا انسان نے مار دیا میرے وصی "ہا
کو۔۔ کہا ہے میرا وصی پوچھیں اس سے کیوں نہیں ہے وہ اسکے ساتھ۔۔ کیا

کیا ہے اس نے وصی کے ساتھ "وہ حلق کے بل چلائی۔ اشتعال اور غم کے باعث وہ بے قابو ہوئی جارہی تھی۔

دریاب نے بمشکل اسے دونوں بازوؤں سے قابو کیا۔ اس سے پہلے کے کوبرا اب سبنبھل کر کوئی جوابی کاروائی کرتا حذیفہ اور طحہ نے اسے قابو کر لیا۔

"چھوڑا گا نہیں میں اس (گالی) کو ہاتھ اٹھایا ہے مجھ پر۔۔ میں تب تک تمہیں تمہارا بندہ نہیں دوں گا جب تک تم میرے بھائی کو وہاں سے نہیں چھوڑو گے۔ پہلے میرے بھائی کو چھوڑو پھر تمہاری بات مانی جائے گی" وہ اپنے بازو چھڑوانے کی ناکام کوشش کرتا ہوا اپنی لال انگارہ آنکھیں نکالتے ہوئے بولا۔

"جب میں نے تمہیں کہا ہے کہ میرے ساتھی کو چھوڑ دو تو میں بھی تمہارے بھائی کو چھوڑ دوں گا۔ دیکھو کوبرا کوئی گیم کرنے کی کوشش مت کرنا نہیں تو میں۔۔" دریاب اسکی چالاکی پر کھول کر رہ گیا۔

"تم نے مجھے بہت ہلکا لیا ہے میں دریاب ہوں۔۔ نام تو جانتے ہو گے تم"

دریاب نے ہنستے ہوئے اپنا تعارف کروایا جس کے بعد کوبرا کارنگ تیزی سے بدلا۔

"تم تم وہ خبیث انسان" وہ کیسے بھول سکتا تھا اس دریاب کو جس نے اس کے بھائی کو بیچ چورا ہے میں لا کر گولیوں سے بھون کر رکھ دیا تھا۔

"ہاں میں۔۔۔ اللہ نے مجھے مسلط ہی تم جیسوں پر کیا ہے"

"جسٹ ریلیکس۔۔۔ وصی کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا جب تک میں زندہ

ہوں۔۔۔ اوکے" فاتینا کو ایک جانب کر سی پر بٹھا کر وہ تسلی آمیز انداز میں

بولا۔

"تم لوگ اسے قابو کرو میں اس دروازے کے پیچھے جا کر دیکھوں تو سہی کہ کیا

خزانے چھپائے ہوئے ہیں" دریاب کہتے ساتھ ہی اس دروازے سے جو نہی باہر

نکلا کوبرا کے اسی ساتھی کے ہمراہ وصی اور لڑکی کو دیکھ کر اسکی جان میں جاں

آئی۔ بے اختیار آگے بڑھ کر وصی کو اپنے ساتھ لگاتے زور سے بھینچا۔

کو برا کا سا تھی سمجھ گیا کہ یہ لوگ اسے قابو کر چکے ہیں لہذا اب مزید مزاحمت کرنا بے کار تھا۔

اس نے خاموشی سے ہتھیار ڈال دیئے۔

دریاب وصی اور رریاح کو لے کر اندر آیا۔

فون ملایا

"اسکے بھائی کو چھوڑ دو" دریاب نے اپنے کہے ہوئے کا پاس رکھا۔

کو برا پر سکون ہوا۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ شخص اب اسکے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔

فاتینا تو وصی کو سامنے پا کر بے اختیار اسکی جانب بڑھی۔

"مجھے معاف کر دو وصی میری وجہ سے" روتے ہوئے وہ وصی سے معافی مانگ رہی تھی۔

"ارے یار پلیز روتے ہوئے بہت ہی بری لگتی ہو" وصی مسکراتے ہوئے اسے

اپنے ساتھ لگا کر بولا۔

کو برا جو خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا اتنا سب ہونے کے بعد بھی وہ اپنے دماغ میں شیطانی خیالات بن رہا تھا۔

یکدم اس نے اپنا بازو جکڑے طحہ کو ٹانگ میں اڑا کر گرانا چاہا کہ اسکی جانب متوجہ دریاب نے تیزی سے گن نکال کر اسکی ٹانگ پر فائر کیا۔

وہ سب چونکے

"آپ سب جائیں ایسے ناپاک انسان کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں" دریاب نے طحہ کو سب کو لے جانے کا کہا۔

وہ کو برا کو چھوڑ کر باہر نکل گئے جو اپنی ٹانگ میں لگنے والی گولی کی تکلیف میں مبتلا تھا۔

نجانے کون سی گن تھی جس کی گولی لگتے ہی اسکی ٹانگ کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔

ان سب کے باہر آتے ہی ایک اور فائر ہوا اور ایک دلخراش چیخ سنائی دی۔
کچھ ہی لمحوں کے بعد دریاب فاتحانہ انداز میں کمرے کا دروازہ کھول کر باہر
نکلا۔

کچھ لمحوں بعد وہ سب تو واپسی کے سفر پر نکل آئے اور اس پہاڑ کے اندر کی سب
چیزیں تباہ کرنے کی ذمہ داری فورسز کے نوجوانوں کی تھی۔
وصی نے یہ تصدیق بھی کر دی کہ ریا ح بریگیڈ سیر حفیظ کی ہی بیٹی ہے۔
دریاب نے سبب طین کو فون کر کے تمام صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ اور ریا ح کی
بازیابی کی اطلاع بھی دے دی۔

واپسی میں وہ سب پھر سے اسی جیپ میں جا رہے تھے۔ فرق بس یہ تھا کہ ایک
اور مسافر کا اضافہ ہو چکا تھا۔ اور وہ تھی ریا ح۔

فاتینا اور رریاح کی جلد ہی دوستی ہو گئی تھی۔

دریاب اس مرتبہ ڈرائیونگ خود کر رہا تھا۔

ساتھ میں طحہ بیٹھا ہوا تھا۔

جبکہ پچلی سیٹوں پر رریاح، اسکے ساتھ فاتینا، وصی اور حذیفہ بیٹھے ہوئے تھے۔

طحہ کے موبائل پر ساشا کا فون آرہا تھا۔

"اسلام علیکم" نرم سی آواز گاڑی میں گونجی۔

"وعلیکم سلام کیسے ہیں آپ سب ٹھیک ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے سبطین انکل

سے بات کی انہوں نے بتایا کہ آپکا مشن کمپلیٹ ہو چکا ہے۔ نیوز بھی چل رہی

ہیں کہ انڈر ورلڈ کا ڈان کو برا مارا جا چکا ہے" ساشا کی پریشان سی آواز آئی۔

"جی الحمد للہ مشن کامیاب ہو گیا ہے۔ بس نیک مقصد کے لئے نکلے تو اللہ نے

سب راستے آسان کر دیئے۔ پھر آپ سب کی دعائیں تمہیں تو کامیاب کیسے نہ

ہوتے" طحہ کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔

تصور کے پردے پر ابھی بھی دو بھگی آنکھیں لہرا رہی تھیں۔
"کب تک واپس آئیں گے؟" اسکے سوال میں جو بے چینی چھپی تھی وہ طحہ کو اور
بھی مزہ دے گئی۔

"انشاء اللہ جلد ہی" طحہ نے اسے تسلی دی۔
دریاب کے فون کی بھی بیل بج اٹھی۔
"اسکی تو بیوی کا فون آنا بنتا ہے۔۔ مگر تمہاری بیوی تو یہیں ہے پھر تمہیں کس
کے فون بار بار آرہے ہیں" وصی نے دریاب کی جانب شرارتی نظروں سے
دیکھا۔

"شٹ اپ" دریاب نے بیک ویو مرر سے ایک نظر اسے دیکھ کر ڈپٹا۔ ابھی وہ
فاتینا کو معاف کرنے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔
فاتینا اسکے خطرناک تیور دیکھ کر مایوس ہو گئی۔ کوبرا کو مارنے پر جب اس نے فاتینا
کو پیچھے ہٹایا تب وہ سمجھی کہ دریاب نے اسکی غلطی کو معاف کر دیا ہے لیکن اس

وقت اسکے تاثرات دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ ابھی بھی خفا ہے۔

اسکا دل برا ہو گیا۔

"اسلام علیکم! جی احد" دوسری جانب اسی کیمپ کا ایک آفیسر تھا جس کے جوانوں کو یہ لوگ کوبرا کی لاش اٹھانے اور پہاڑ میں موجود ایک ایک چیز تباہ کرنے کا کہہ کر آئے تھے۔

"دیکھو یار مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض ہے کہ اسے صحیح سے دفنایا جائے۔ وہ جتنا بڑا بھی شیطان صفت تھا بہر حال اللہ نے ہمیں کہیں یہ حکم نہیں دیا کہ کسی کی لاش کی ہم بے حرمتی کریں۔ اسے وہاں سے لے آؤ اور دفنادو۔ جو ہمارا فرض ہے اسے ہم نے ہر حال میں پورا کرنا ہے۔ بانی اسکو اس کے کیئے کی مزید سزا دینے والا اللہ ہے۔ ہاں اسکے ساتھیوں کا کیا کرنا ہے کس کو پھانسی پہ چڑھانا ہے اور کس کو عمر قید سنائی ہے وہ سر سبطین بتائیں گے۔ میرا کام یہیں تک تھا۔ اوکے۔۔۔ اللہ حافظ" دریاب کوبرا کی لاش کے بارے میں اسے

ہدایات دے رہا تھا۔

"یار کیا بندے ہیں یہ" ریاچ دریاب کی گفتگو سن کر اس سے متاثر ہوئے بنانہ رہ سکی۔

"دھیان سے آپکی انکی بیگم سے انکی تعریفیں کر رہی ہیں اور عورت چاہے جس بھی پیشے سے تعلق رکھتی ہو۔۔ بیویوں والے احساسات سب کے ایک جیسے ہوتے ہیں۔۔ یہ نہ ہو آپکو کک مار کے اس جیپ سے پھینک دیں ویسے بھی یہ انکے عشق میں شدت سے گرفتار ہیں" وصی کی زبان ہمیشہ کی طرح چلنا شروع ہو گئی تھی۔

اس وقت اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کچھ دیر پہلے یہ بندہ زندگی اور موت سے لڑ کر آیا ہے۔

"ہاں یہ تو پچھلے جنم میں بیوی رہ چکے ہیں انہیں بیویوں کی ساری نفسیات پتہ ہیں" فاتینا نے جل کر جواب دیا۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ یہ بیوی بن کر کیسے لگے ہوں گے" ریح کے تھپہنے اب کی بار
وصی کے چہرے کے تاثرات بدلے۔

"ذرا جو میری کسی کے سامنے عزت رکھ لیں" وصی نے فاتینا کے کان میں
ہلکی سی سرگوشی کی۔

فاتینا نے حیرت بھری نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔
"ہائے میں صدقے جاؤں" دونوں ہاتھوں کی تالی بجا کر فاتینا نے خوشی کا اظہار
کیا۔

"اب ڈھنڈورا نہ پیٹ دینا۔۔۔" وصی نے پھر سے اسے تنبیہ کی۔
"ڈھنڈورا نہیں۔۔۔ اب تو ڈھول پیٹوں گی" وہ خوشی سے بے حال آہستہ آواز
میں ہی بولی۔

"پہلے اسکا ڈھول پیٹ لیں" اس نے ساتھ بیٹھے حذیفہ کی جانب اشارہ کیا۔
"کیا مطلب" وہ پھر حیران ہوئی۔

"گھر چل کر بتاؤں گا" وصی نے آنکھ کے اشارے سے بات میں بتانے کا کہا۔
دریاب کی نہ چاہتے ہوئے بھی نظر دونوں پر پڑھ رہی تھی۔

"اوہ ہیلو اٹھ جا اللہ کے بندے، آج تیری بارات ہے۔۔ ایسے دلہا بھی پہلی مرتبہ
دیکھا ہے جو اپنی شادی والے دن گدھے گھوڑے سب بیچ کر سو رہا ہو" وصی
نے اندر آتے ہوئے حذیفہ کو جھنجھوڑنے لگا۔

"یار پلیز دس منٹ اور۔۔۔ دو دن سے ڈیوٹی پر ہوں۔۔۔ کم از کم تھوڑی دیر تو
سو لینے دو۔۔۔ اور ویسے بھی وہ دلہن صاحبہ بھی ابھی تک پارلر سے تیار ہو کر
نہیں آئیں ہوں گی۔۔۔" حذیفہ نے تکیہ منہ پر رکھتے ہوئے کہا۔
آج مزنی اور حذیفہ کی شادی تھی۔ مشن سے واپس آتے ہی فاطمہ وصی کے سر
ہو گئی کہ حذیفہ کے حوالے سے اس نے گاڑی میں کیا بات کی تھی۔
وصی نے حذیفہ کی مزنی کے لئے پسندیدگی کا سارا ماجرا کہہ سنایا۔

مرزنی کی فیملی فائینا سے اچھے سے واقف تھی۔ پھر سب سے بڑھ کر مریم اس شادی میں پیش پیش تھیں۔ وہ نہیں جانتی تھیں کہ ایک ذکا کو کھونے کے بعد اتنے سارے بیٹے اللہ انہیں یکدم دے دے گا۔ وہ چاروں مریم سے بے حد محبت کرتے تھے۔

لہذا انکے کام وہ بڑھ چڑھ کر کرتی تھیں۔

انہوں نے فوراً حذیفہ کے والدین سے بات کی جو اسی شہر میں رہتے تھے۔ دوہی بیٹے تھے انکے۔ انہیں بھی مرزنی اچھی لگی اور پھر چٹ منگنی پٹ بیاہ والی بات ہوئی۔

فائینا کی تو خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا کہ وہ جو مرزنی کو اسی چکر میں ساٹا اور طحہ کی شادی میں حذیفہ سے ملا رہی تھی کہ حذیفہ اسے پسند کر لے۔ اسکی وہی خواہش پوری ہو گئی تھی۔

مرزنی اسے بہت عزیز تھی بہنوں کی طرح اسکا خیال رکھنے والی۔

اس وقت بھی مزنی کے ساتھ وہ پار لر پہنچی ہوئی تھی۔

"تجھے بڑا پتہ ہے کہ وہ ابھی تک نہیں آئیں۔" وصی نے تکیہ کھینچ کر پھر واپس اسے مارتے ہوئے کہا۔

"تو دفع ہو گا کہ نہیں" حذیفہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"بیٹا دریاب تھوڑی دیر میں گاڑی سجا کر پہنچنے والا ہے میرے ذمہ اس نے تجھے تیار کروانے کی ذمہ داری دی تھی اگر اب بھی تو نہ اٹھا تو سمجھ تو تو مارا جائے گا، ہی میری گردن بھی اسکے شکنجے میں آئے گی۔ اور اب تو میں اس دنیا سے کنوارہ بالکل واپس نہیں جانا چاہتا۔" وصی کی باتوں نے نیند کیا خاک آنے دینی تھی وہ بھنا کر اٹھا اسکے ہاتھ سے کپڑے پکڑے اور واش روم چلا گیا۔ دریاب اور وصی کل سے اسکے گھر آئے ہوئے تھے۔ جبکہ طحہ اسلام آباد سے ساشا کو لے کر فاتینا کے گھر ٹھہرا ہوا تھا۔

"فاتی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے" مزنی جس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ ساشا اور طحہ کی شادی میں ڈیسینٹ سے حذیفہ سے سلام دعا کا نتیجہ انکی شادی کی صورت نکل سکتا ہے۔

اسے تو بس فاتینا نے ساری کہانی سنائی۔ اور پھر جتنی جلدی اسکے ماں باپ نے اسکی شادی میں کی وہ اسے اور دکھی کر گیا۔
"آپ لوگ تو مجھے نکالنے کو تیار بیٹھے تھے" کل سے اس نے سمندر بہائے ہوئے تھے۔

"ارے بے وقوف بیٹیاں کو بھی نکالا جاتا ہے۔۔۔ بھئی ماں باپ کے لئے یہ سب سے بڑی سعادت کی بات ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی اولاد کو انکے گھر کا دیکھیں اور یہ تو ماں باپ کے فرائض ہیں۔ الٹی ہی کھوپڑی ہے مزنی تیری" مزنی کی والدہ عابدہ نے ہنستے ہوئے اسے گلے لگاتے کہا۔

فاتینا نے بہت مرتبہ کہا کہ اتنی ٹینشن لینے سے بہتر ہے تم ایک مرتبہ حذیفہ سے

بات کر لو نارمل ہو جاؤ گی " مگر وہ جتنی ڈر پوک تھی حذیفہ سے ایسی بات پوچھنے اور کرنے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

اور اب نکاح نامے پر سائن کر کے ڈھیر سارا رونے کے بعد بھی اسے چین نہیں آ رہا تھا۔

"اف لڑکی وہ تمہیں کھا تھوڑی جائیں گے۔ اتنے سوکٹ نیچر کے ہیں حذیفہ۔۔ پاگل ہو تم " فاتینا سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی لمحے ساشا اپنی بوٹل گرین ساڑھی سنبھالتی اندر آئی۔

"اف ایک تو طحہ نے مجھے اس عذاب میں ڈال دیا ہے کیری ہی نہیں کی جا رہی " وہ اپنی ساڑھی میں الجھتی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ فاتینا نے آگے بڑھ کر اسکی بلائیں لے ڈالیں۔

"اف ایک وہ فدا ہو رہے ہیں ایک تمہاں شروع ہو جاؤ " فاتینا کو ایک ہاتھ سے ہٹاتی وہ مزنی کے پاس رکھے صوفے پر دھپ سے بیٹھتی بولی۔

"بڑی ہی ناشکری عورت ہو۔۔ اتنے پیار کرنے والوں کے ساتھ یہ سلوک" وہ مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

خود وہ رسٹ اور گولڈن گاؤن اور ٹراؤزر میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔
"یار وہ لڑکی ابھی تک آئی نہیں جس کا تم بتا رہی تھیں" ساشا نے ریا ح کے بارے میں پوچھا۔

فاتینا اس دن اسکا کانٹیکٹ نمبر لے آئی تھی اور کچھ دن پہلے ہی اسے شادی کی دعوت بھی دے دی تھی۔

"ہاں یار کال کی ہے اٹھا نہیں رہی" فاتینا بھی سوچتے ہوئے بولی۔

پھر ان دونوں کو وصی کی اسکے لئے پسندیدگی کا بتانے لگی۔

ان سب باتوں سے یہ ضرور ہوا کہ مزنی تھوڑی دیر کے لئے اپنی پریشانی بھول گئی۔

"دریاب بھائی ٹھیک ہوئے تمہارے ساتھ؟" مزنی نے پوچھا۔

"نہیں یار بات ہی نہیں کر رہے۔ میں نے کتنے ہی میسجز بھی کئے جواب بھی نہیں دیتے۔۔ بہت پکے والے خفا ہوئے ہیں" وہ منہ لٹکا کر بولی۔
"آج تو اتنی بیماری لگ رہی ہو۔۔ محبت سے مناؤ گی تو مان جائیں گے" ساشا نے مشورہ دیا۔

"ہائے پتہ چل گیا ہے کہ تم اب شادی شدہ ہو" فاتینا نے ساشا کو چھیڑا وہ بلش کر گئی۔

وہ جو دریاب سے باتیں کر رہا تھا اچانک اسکی نظر ہال سے اندر آتے میروں اور آف وائٹ ٹراؤڈر شرٹ پر دائیں کندھے پہ دوپٹہ ڈالے چمکتے دھمکتے چہرے پر جم گئی۔۔

وہ اس سے ایسکیوز کرے تیزی سے ریا کی جانب آیا۔
"کو برانے تو میری جان چھوڑ دی لیکن لگتا ہے آپ نے ابھی نہیں چھوڑنی" وہ

جواد ہر ادھر فائینا کو ڈھونڈ رہی تھی وصی کی آواز پر یکدم اچھلی۔
"آپ کون؟" وصی کی جانب دیکھ کر پہلے پہل اسکی آنکھوں میں شناسائی
کا عکس ابھرا پھر یکدم مینتر ابد لے ہوئے اجنبی لہجے میں بولی۔
وصی تو مارے حیرت کے اسکا چہرہ دیکھتا رہ گیا۔
"جس کے کان آپ نے کچھ دن پہلے کھائے تھے" تیکھی نظروں سے اسے
دیکھا۔

"اگر کان میں نے کھائے تھے تو پھر یہ آپکے چہرے کے دائیں بائیں کیا نظر
آ رہا ہے" آنکھیں پٹپٹاتے اسکے کانوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے وہ بولی۔
"آپ کو انوائٹ کس نے کیا ہے۔۔۔ یا ایویں شادی کا کھانا کھانے آ گئیں ہیں"
وصی بھی کون سا کم تھا۔

"مجھے فائینا نے انوائٹ کیا ہے۔۔ اور ویسے بھی کون سا آپکی شادی ہے جو کھانے
کی فکر میں دبلے ہو رہے ہیں۔ حذیفہ بھائی کی شادی ہے اور وہ بہت کھلے دل کے

انسان ہیں "ناک چڑھاتے وصی کو خاطر میں لائے بغیر وہ پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

اتنی دیر میں دریاب ان تک آچکا تھا۔

"اسلام علیکم کیسی ہیں آپ" دریاب نے اسے سلام کیا مگر وصی کو گھور کر

دیکھا۔ جان گیا تھا اس لڑکی کو پریشان کر رہا ہوگا۔

"وعلیکم سلام کیسے ہیں بھائی آپ۔۔ فائینا کہاں ہے" اس نے دریاب کو دیکھ کر سکھ کا سانس لیا۔

"آئیں" دریاب کڑی نظروں سے وصی کو دیکھتا اسے لئے آگے بڑھا۔

برائیدروم کے پاس پہنچ کر اس نے دوازہ ناک کیا۔

فائینا نے دروازہ کھولا۔

"جی" سامنے کھڑے دریاب کو دیکھا جو آف وائٹ شلوار کرتے پر براؤن

واسکٹ پہنے بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

فاتینا کے حسین چہرے کو نظر انداز کرتے وہ ریح کی جانب مڑا۔

"آپ جائیں" اسے اشارے سے کہتا وہ واپسی کے لئے مڑ گیا۔

فاتینا کو اسکے رویے سے شدید دھچکا لگا۔

لیکن تیزی سے اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کر کے ریح کو لئے اندر آ گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں ان سب کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی۔

"آج کوئی بہت پیارا لگ رہا تھا" مزنی کی رخصتی کے بعد طحہ اور ساشا فاتینا کے گھر

واپس جا رہے تھے۔

فاتینا نے زبردستی انہیں ایک دن اور اپنے گھر ٹھہرنے کا کہا تھا حالانکہ طحہ کا ارادہ

اپنے گھر جانے کا تھا جہاں وہ تینوں رہتے تھے۔

مگر پھر فاتینا کی خواہش کا احترام کرنا پڑا۔

"آپ تو بالکل چپ کر جائیں اب" وہ منہ پھلائے بولی۔

"یار سب آپ کی تعریفیں کر رہے تھے" طحہ نے اسکا غصہ ختم کرنا چاہا۔

"اتنا مجھے اس ڈریس نے تنگ کیا ہے۔ ذرا جو میں نے ڈھنگ سے فنکشن

انجوائے کیا ہو۔۔۔ بس اب میں نے توبہ کر لی ہے کہ زندگی میں دوبارہ کبھی

ساڑھی نہیں پہننی۔" طحہ نے زبردستی اسے آج کے فنکشن کے لیے ساڑھی نہ

صرف دلوائی تھی بلکہ ضد کر کے پہننے کا بھی کہا تھا۔

ساشا نے کبھی ساڑھی نہیں پہنی تھی لہذا اسے یہ ڈریس سنبھالنا عذاب لگا تھا۔

طحہ نے ہنستے ہوئے پھر سے اس کے چمکتے دھمکتے مگر ناراض چہرے کو دیکھا پھر ہاتھ

بڑھا کر اس کے گھنگریالے بالوں کی چند لٹیں اس کے چہرے سے پیچھے کیوں جو بار بار

اس کے چہرے سے زیادہ طحہ کو تنگ کر رہی تھیں۔

"کیا کر رہے ہیں آرام سے گاڑی چلائیں" ساشا نے اب کی بار گھور کر اس کی توجہ

خود پر سے ہٹائی۔

"اتنا تنگ کریں گی تو گاڑی کیسے آرام سے چلاؤں گا" طحہ کی نظریں اور اب باتیں اسکے ہاتھ پاؤں پھلانے لگیں۔

وہ ایسی ہی تھی طحہ کی ذرا سی گرم جوشی پر گھبرا جانے والی۔
طحہ اسکی گھبراہٹ کا مزہ لے رہا تھا۔

جو نہی طحہ نے گاڑی میں روڈ پر ڈالی ایک جانب لوگوں کا کچھ ہجوم دکھائی دیا۔
"وہاں کہاں جا رہے ہیں۔۔ طحہ میں اتنی سبھی سنوری ہوئی ہوں اور اتنا رش ہے وہاں لوگ دیکھیں گے" ساشا نے طحہ کی گاڑی کا رخ اس رش کی جانب ہوتے دیکھ کر گھبرا کر کہا۔

"میں سائیڈ پر کھڑی کر دیتا ہوں گاڑی آپ پریشان نہ وں لیکن چیک تو کرنا چاہیے کہ کیا ہوا ہے۔ ویسے بھی یہاں لوگ کسی کی جان بچانے کے بجائے کھڑے ہو کر بس تماشا دیکھتے ہیں۔" طحہ نے تیزی سے گاڑی اس ہجوم سے تھوڑا سا پرے روکی۔

"میں ابھی آ رہا ہوں" کہتے ساتھ ہی وہ اتر اور گاڑی کے چاروں دروازے
لاک کر دیئے۔

جو نہی ہجوم چیر کر آگے آیا کوئی لڑکی گری ہوئی نظر آئی خون میں لت پت
تھی۔

"آپ سب یہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ریسکیو کو کال کریں" طحہ نے وہاں
موجود لوگوں کو ڈپٹا۔

اور ساتھ ہی موبائل نکال کر ریسکیو کو کال ملائی۔
پانچ منٹ نہیں گزرے تھے کہ انکی گاڑی وہاں پہنچی اس لڑکی کو اسٹریچر پر اٹھایا
اور طحہ کی گاڑی کے بالکل پاس کھڑی وین میں رکھ کر ریسکیو والے تیزی سے
اسے ہسپتال کی جانب لے گئے۔

مگر اتنی سی ہی دیر میں بھی ساشا اس لڑکی کی ایک جھلک دیکھ چکی تھی۔
اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ وہ لڑکی کوئی اور نہیں نمرہ تھی۔

طحہ گاڑی میں آکر بیٹھا تو گم صم سی ساشا کو دیکھ کر ٹھٹھکا۔

"کیا ہوا" اپنی بیوی کے حساس دل سے واقف تھا۔

"آپ جانتے ہیں یہ لڑکی کون تھی" ساشا نے پتھرائی نظروں سے طحہ کو دیکھا

جو گاڑی کو اب مین روڈ پر بھگا رہا تھا۔

"نہیں یار مجھے کیا پتہ" وہ ساشا کی جانب دیکھے بنا بولا۔

"یہ نمبرہ تھی۔۔۔ وہی لڑکی جو شہریار اور کوبرا کے ساتھ کام کرتی تھی۔

یونیورسٹی میں بھی پڑھتی تھی" ساشا نے ٹھہر ٹھہر کر طحہ کو بتایا۔

طحہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

کچھ لمحوں کے لئے تو وہ کچھ بول ہی نہیں پایا۔

"آپ کو پتہ ہے کچھ لوگوں نے بتایا کہ یہ لڑکی نشے کی حالت میں ایک گاڑی

سے ٹکرائی۔ گاڑی والا تو نکل گا اور وہ زخمی حالت میں کب سے پڑی ہوئی تھی"

طحہ نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ساشا کو بتایا۔

اسے وہ رات یاد آئی جب وہ بھی اسی لڑکی کی وجہ سے اسی حالت میں طحہ اور حذیفہ کی گاڑی سے ٹکرائی تھی۔ مگر اللہ کتنا مہربان تھا کہ اس نے اتنے مہربان لوگوں کے ہاتھوں سے اسے ہر طرح کی تکلیف اور رسوائی سے بچالیا۔

"میرا اب اس بات پر یقین پختہ ہو گیا ہے کہ اللہ آپ کے برے کام کا بدلہ اب بہت جلد اسی دنیا میں دے دیتا ہے۔ آپ کی کی ہوئی بات اور حرکت وہ بہت جلد آپ ہی کے سامنے لے آتا ہے۔ اس لڑکی نے آپ جیسی نجانے کتنی لڑکیوں کی زندگی خراب کی اور آج بے یار و مددگار اس سڑک پر پڑی تھی۔" طحہ کی بات پر ساشا کانپ گئی۔

جھر جھری لے کر اسکے کندھے پر سر رکھ لیا۔

"اللہ بس ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق دے تاکہ نیک صلہ ہی ہمیں ملے"

"آمین" ساشا کے گرد اپنے بازو کا گھیرا بناتے اسے اپنے اور قریب کرتے طحہ نے دل سے آمین کہا۔

دروازہ آہستہ سے کھلنے کی آواز آئی۔ مزنی جو پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی اسکی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہوا۔

چہرہ جھکا ہونے کے سبب وہ آنے والے کو دیکھ نہیں پائی تھی مگر محسوس یہی ہوا تھا کہ حذیفہ ہی ہوگا۔

رخصتی پر اس نے فاتینا کو اپنے ساتھ زبردستی آنے کا کہا۔

وصی اور دریاب بھی حذیفہ کے ساتھ ہی اسکے گھر آئے تھے۔

فاتینا بھی دماغ میں کچھ پلین کر کے آگئی۔

کچھ دیر پہلے ہی مزنی کو کمرے میں بٹھا کر اچھی طرح تسلی دے کر گئی تھی۔

اسے گئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ حذیفہ اندر آگیا۔

پورا کمرہ پھولوں سے سجایا ہوا تھا بیڈ پر بھی جا بجا پھولوں کی پتیاں بکھری تھیں

جن کے درمیان وہ بیٹھی کوئی اپسر ای لگ رہی تھی۔

حذیفہ جو بلیک شیروانی اور وائٹ شلوار قمیض پہنے ہوا تھا آہستہ سے چلتا ہوا بیڈ پر
مرنی کے سامنے بیٹھا۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ زندگی میں کوئی چہرہ اتنا اچھا لگے گا کہ وہ فیصلہ جو وہ
ابھی تک نہیں کر سکا تھا طحہ اور ساشا کی شادی کے دوران بہت آسانی سے ہو گیا
تھا۔

اس نے گلا کھنکھار اور مرنی کی ہتھیلیاں تک پسینے سے بھیگ گئیں۔
"اسلام علیکم" بھاری مردانہ آواز کمرے میں گونجی

مرنی نے ہولے سے سر ہلا کر جواب دیا۔
"کیسی ہیں آپ" حذیفہ نے بے تکلفی کی دیوار گرانے کی خاطر بات کا آغاز کیا۔
مرنی نے پھر سے سر ہلا کر جواب دیا۔

"منہ کھولیں" حذیفہ کی بات پر جھکا ہوا سر جھٹکے سے اٹھا۔
حیرت سے اس نے حذیفہ کی جانب دیکھا۔

"کیوں" حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز آئی۔

"شکر میں سمجھا آپ نے منہ میں کچھ رکھا ہوا کہ جس کی وجہ سے بول نہیں پارہیں سو چادیکھوں ایسی کیا چیز ہے۔۔۔" حذیفہ کی شرارت پر اس نے گھبرا کر پھر سے سر جھکا لیا۔

اب حذیفہ کی نظروں کا رخ اسکے ہاتھوں کی جانب ہوا جن کی انگلیوں کو وہ بری طرح مروڑ رہی تھی۔

"اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں۔۔۔ میں بالکل بھی خوفناک نہیں ہوں" آہستہ سے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر اس نے مزنی کی گھبراہٹ ختم کرنا چاہی۔

"نہیں گھبرا تو نہیں رہی" ہولے سے بولتے اس نے حذیفہ سے زیادہ خود کو اطمینان دلایا۔

"مجھے تو پتہ چلا تھا کہ آپ کافی ڈر رہی ہیں مجھ سے" حذیفہ نے اسکے ہاتھوں کو

آہستہ سے سہلاتے ہوئے کہا۔

"اف یہ فاتی بھی نا۔۔ ان کو کیا بتانے کی ضرورت تھی" اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ کس نے بتایا ہو گا۔ دل ہی دل میں فاتینا سے لڑنے کا ارادہ باندھا۔

"اتنا مجھ سے گھبرائیں گی تو گزارا کیسے ہو گا۔ میں اپنے دشمنوں کے لئے خوفناک ہوں لیکن اپنے پیاروں کے لئے نہیں" وہ سمجھا کا مرنے کی اسکے پروفیشن کو لے کر گھبرار ہی ہے۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔۔ مجھے فاتینا نے بتایا تھا کہ آپ بہت ریزرو نیچر کے ہیں لیکن پھر یہ شادی۔۔ مطلب پسند۔۔ میرا مطلب ہے کہ۔۔" وہ جس بات کو لے کر پریشان تھی بالآخر حذیفہ سے پوچھ بیٹھی۔

اسکے نامکمل جملوں نے بھی حذیفہ کو بہت کچھ بتا دیا تھا۔

"آپ کہنا چاہ رہی ہیں کہ میں نے آپ کو پسند کیسے کیا؟" حذیفہ نے اسکی مشکل آسان کی۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ان فیکٹ ہماری لائف اتنی ٹف ہوتی ہے کہ کبھی لڑکیوں اور ان سے دوستی والا کوئی سین نہیں ہوتا۔ آپ کو فرصت سے طحہ اور ساشا کی شادی میں دیکھنے کا موقع ملا تو آپ ہر لحاظ سے اچھی لگیں۔ اور میرا ماننا یہ ہے کہ جب اللہ نے آپکے نصیب کسی کے ساتھ جوڑنے ہوتے ہیں تو اس بندے کی جانب وہ ایسی کشش پیدا کر دیتا ہے کہ آپ کا دل خود بخود اسکی جانب کھینچتا چلا جاتا ہے۔ یہ کوئی امپجور ذہن کی اٹریکشن نہیں تھی جو وقتی طور پر ہوتی۔ بس آپ اچھی لگیں اور دل نے آپکے لئے گرین سگنلز دیئے تو سب فیصلے آپکے حق میں ہوتے چلے گئے۔

لابالی عمر کی محبتیں رابطے مانگتی ہیں۔ جبکہ پختہ ذہن کی محبت پہلے اپنانے کو ترجیح دیتی ہے۔ بس اسی لئے آپ کی جانب بڑھنے کے بجائے مجھے بہتر یہی لگا کہ پہلے آپکے والدین سے اجازت لے کر ایک شرعی رشتے میں بندھ کر آپکی جانب بڑھوں تو وہ زیادہ بہتر طریقہ ہوگا۔ جہاں تک اب اس رشتے کی بات

ہے تو دیکھیں مزنی خامیاں ہر بندے میں ہوتی ہیں لہذا اس بات کو فوکس کرنا کہ ہمارا شریک حیات بالکل پرفیکٹ ہو تو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ رشتہ بہت سی قربانیاں مانگتا ہے۔ اور میرا نہیں خیال کہ آپ جیسی بندی نے آئیڈیلز پالنے والی کوئی حماقت کی ہوگی۔

حذیفہ کے دھیمے مگر پراثر انداز نے اسے بے حد متاثر کیا۔
فاتینا صحیح کہتی تھی حذیفہ بھائی بہت سوبر ہیں۔ اور مزنی خود کو اس وقت خوش قسمت تصور کر رہی تھی کہ اللہ نے اتنا اچھا بندہ اسکی قسمت میں لکھا۔
"نہیں" دھیرے سے اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"شکر آپ نے کچھ تو بولا" حذیفہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ در آئی۔
"یہ آپ کے لئے گفٹ" اپنی جیب سے ایک مٹھی ڈبہ نکالتے حذیفہ نے خوبصورت سی رنگ اسکے ہاتھوں کی زینت بنائی۔
"تھینکس" مزنی کو بھی وہ رنگ بے حد پسند آئی۔

"اب آپ چیخ کر لیں۔۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی" حذیفہ نے اسے اٹھنے میں مدد دیتے ہوئے کہا۔

ابھی مزنی دو قدم چلی ہی تھی کہ کمرے میں کسی گھڑی کے الارم کی آواز گونجی۔

حذیفہ اور مزنی دونوں حیران ہوئے۔ ادھر ادھر دیکھا سمجھ نہیں آیا آواز کس جانب سے آرہی ہے۔

حذیفہ بیڈ سے دور صوفے کے پاس کھڑا شیروانی اتار رہا تھا۔
جو نہی بیڈ کے قریب گیا تو تکیے کے نیچے سے آواز سنائی دی۔ تکیہ ہٹاتے ہی سامنے
چھوٹی سی گھڑی رکھی نظر آئی جس کا الارم زور و شور سے بج رہا تھا۔
حیران ہوتے اس نے وہ بند کیا۔

سمجھ نہیں آئی یہ کس نے رکھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مزنی کپڑے چیخ کر کے آئی تو حذیفہ واش روم میں چلا گیا۔

کپڑے چینج کر کے باہر آیا تو ایک مرتبہ پھر سے کسی گھڑی کے الارم کی آواز آئی۔

مزنی اور وہ پھر سے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ اب کی بار آواز پردوں کے پیچھے سے آرہی تھی۔

"کس پاگل نے رکھی ہے یہ یہاں" وہ بھنا کر آگے بڑھا پر وہ ہٹا کر اسے بھی بند کر کے ٹیبل پر پٹخا۔

"کچھ کھائیں گی" اسکی ساری توجہ پھر سے مزنی کی جانب ہوئی۔ جو گھبرائی ہوئی بیڈ پر بیٹھی تھی۔

"نہیں" پھر سے مختصر جواب۔

حذیفہ نے غور سے اسے دیکھا پھر اسکے سامنے بے تکلفانہ انداز سے نیم دراز ہوتے نظروں کے فوکس میں اسے رکھا۔

"آ۔۔ آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں" مزنی کی گھبراہٹ سوا ہوئی۔

"دیکھ رہا ہوں کہ آپ اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں۔ مزنی آپ جانتی ہیں میاں بیوی کا رشتہ سب سے زیادہ بے تکلف رشتہ ہوتا ہے۔ آپ ایک دوسرے کی نہ صرف ہر خامی سے آگاہ ہوتے ہیں بلکہ آپ ایک دوسرے کا برے سے برا اور اچھے سے اچھا روپ بھی دیکھ سکتے ہیں جو آپ لوگوں سے چھپا کر رکھتے ہیں۔ یہ رشتہ تب ہی خالص ہوتا ہے جب اس میں دوستی کی آمیزش ہو۔ اور میں چاہوں گا کہ ہم اس رشتے کا آغاز دوستی سے کریں" حذیفہ نے ہولے سے مسکراتے ہوئے اسکی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتے اسکی گھبراہٹ کم کرنی چاہی۔

مزنی نے جھجھکتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔

"دیٹس لائنک آگڈ گرل۔۔۔ اب آپ میرے سے اسی طرح اپنی باتیں کر سکتی ہیں جیسے آپ فاتینا سے کرتی ہیں۔ ہاں میرے نہ تو بال لمبے ہیں نہ آواز زنانہ ہے" حذیفہ کے انداز پر وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

اسی لمحے کمرے میں پھر سے الارم کی آواز گونجی۔

"واٹ داہیل" حذیفہ آخر چڑ گیا۔

اب کی بار آواز سامنے رکھے صوفے کے کشن کے نیچے سے آرہی تھی۔

اسے بند کر کے دو منٹ اس نے کچھ سوچا۔

پھر مزنی کو ایک منٹ آیا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم چل رہے ہو یا نہیں" دریاب نے تیسری مرتبہ وصی سے پوچھا جو بڑے ریلیکس انداز میں صوفے پر بیٹھا تھا۔

جیسے ہی حذیفہ اپنے کمرے کی جانب گیا دریاب نے گھر جانے کی رٹ باندھ لی۔
"یار تو چلا جا میں آج یہیں رہوں گا۔" وصی نے سہولت سے اپنا پروگرام بتایا۔
فاتینا وصی کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک نظر دریاب کے بے زار چہرے کو دیکھا۔

"تم پہلے بکواس نہیں کر سکتے تھے" وہ غصے سے بولا۔

"تو کیوں آجکل مرچیں چبائے ہوئے رہتا ہے" وصی نے حیرت سے اس کے بے وقت غصے کو دیکھا۔

"نن آف یور بزنس" سنجیدہ اور کسی قدر اجنبیت لئے ہوئے لہجے میں کہتا وہ چابی لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

حذیفہ کے والدین سے مل کر باہر کی جانب نکل گیا۔

فاتینا نے بھی تیزی سے اپنا بیگ اٹھایا۔

"وہ آپکو چھوڑنے نہیں جا رہے" وصی نے اس کے اٹھنے پر طنز کیا۔

"چپ کرو پتہ ہے مجھے" فاتینا نے اسے ڈپٹا اور باہر نکل گئی۔

جیسے ہی دریاہ کی گاڑی باہر نکلی وہ بھی اپنی گاڑی کی جانب بڑھی۔ جلدی سے بیٹھ کر گاڑی باہر نکالی۔

اپنی گاڑی کا دریاہ کی گاڑی سے تھوڑا سا فاصلہ رکھ ہوا تھا۔

کافی دیر دونوں کی گاڑیاں آگے پیچھے چلتی رہیں۔

جو نہی تھوڑا سا سنسان راستہ آیا فاتینا نے اسکی گاڑی کو اوور ٹیک کر کے تیزی سے گاڑی کی اسپید بڑھا کر آگے جا کر پھر اپنی گاڑی اس انداز میں روکی کہ دریاب کو اپنی گاڑی کو بریک لگانے پڑے نہیں تو اسکی گاڑی فاتینا کی گاڑی سے ضرور ٹکرا جاتی۔

دونوں ایک ساتھ اپنی گاڑی سے اترے لیکن ایک کے تیور نہایت غصے سے بھرپور تھے جبکہ دوسری جانب منانے کی خواہش تھی۔
"یہ کیا بد تمیزی ہے گاڑی ہٹائیں" دریاب اسکی جانب دیکھ کر غصے سے بولا۔
"نہیں ہٹاؤں گی" اس نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔
"کیا پر اہلم ہے آپکے ساتھ میں نے کہا ہے گاڑی ہٹائیں" دریاب اب کی بار نہایت سرد لہجے میں بولا۔

"میں تب تک یہ گاڑی نہیں ہٹاؤں گی جب تک آپ میری بات نہیں سن لیتے" فاتینا سکون سے سینے پر ہاتھ باندھ کر بولی۔

"او کے فائن" دریاب نے اپنے غصے پر فابو پاتے ایک گہری سانس کھینچی۔ اپنی گاڑی کا دروازہ بند کیا گاڑی کو لاک لگایا اور فائینا کی سائیڈ سے گزرتا ہوا سڑک پر پیدل چلنے لگ پڑا۔

فائینا تیزی سے اسکی جانب لپکی۔

مگر وہ آرام سے چلتا چلا جا رہا تھا جیسے وہاں اسکے علاوہ کوئی نہ ہو۔

فائینا دھیرے سے اسکے پیچھے آئی اور پھر یکدم پیچھے سے اسکے گلے میں بازو جمائل کر کے اسے آگے جانے سے روکا۔

اسکے کندھے سے آگے کی جانب جھکتے ہوئے آہستہ سے گنگنائی۔

You leave me room for my imperfections

When I'm a mess then you jump right in

If I drift in the wrong direction

You turn the tide and you calm the wind

Anytime, everytime I get lost

You will find me

دریاب کے لئے اب اپنے غصے کو قائم رکھنا مشکل ہو گیا تھا اس نے اتنے انوکھے
اور معصوم انداز میں نہ صرف اپنی غلطی کا اعتراف کیا تھا بلکہ اسے منایا تھا کہ وہ
اپنے دل کو مزید اسکے لئے سخت نہیں کر سکتا تھا۔

اپنے گلے کے گرد بندھے اسکے بازوؤں کو ہٹا کر اسکی گردن کے گرد اپنا بازو
حمائل کر کے اسے آگے کیا۔

"جی نہیں۔۔۔۔ نہ تو ہر مرتبہ میں آپکو بچاؤں گا اور نہ ہی آپکی غلط سمت ٹھیک
کروں گا۔ یوہیو ٹوبی میچور انف کہ آپ اپنی کوتاہیوں کو خود کنٹرول کریں" اسکے
ساتھ ایک مرتبہ پھر سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے وہ پھر سے چلنے لگا۔
فاتینا نے اس کے مان جانے پر سکھ کا سانس لیا۔

دریاب نے تیکھی نظروں سے اسکے سچے سنورے چہرے کو دیکھا جو آج سارا وقت اسکی بے رخی سے مرجھایا ہوا تھا مگر اس وقت وہ بہت پرسکون لگ رہی تھی۔

"آئم سوری۔۔ لیکن کوئی اتنی دیر خفا ہوتا ہے کیا" منہ پھلا کر وہ بھی دریاب کو دیکھ کر بولی۔

"ہاں میرا پکوا چھی خاصی سزا دینے کا ارادہ تھا" اسکے کندھے سے ہاتھ ہٹا کر دریاب نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"دیکھیں ڈیر میں اس بات کو مانتا ہوں کہ اللہ نے آپکو بہت سی صلاحیتیں دے رکھی ہیں۔ اور یقین مانیں مجھے بہت دفع تو ایسا لگتا ہے کہ مجھ سے بھی کہیں زیادہ صلاحیتیں آپکے پاس ہیں۔۔ میں نے آپ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اور اس بات پر مجھے بے حد فخر ہوتا ہے کہ میری بیوی کا دماغ صرف ہانڈی روٹی اور فیشن کے گرد نہیں گھومتا بلکہ اسکے بہت سے امبیشنز ہیں اور وہ اپنی صلاحیتوں

کو پوری طرح سے کام میں لارہی ہے۔ لیکن میری جان یہ صلاحیتیں آپ کو تب ہی ایک کامیاب انسان بنا سکتی ہیں جب آپ ان کو اعتدال سے بروئے کار لائیں۔ شدت پسندی کسی بھی چیز میں ہو وہ نقصان پہنچاتی ہے۔ آپ میں بہت سی خوبیاں ہیں مگر سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ آپ شدت پسند ہیں۔ اور وہ لوگ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں جو اپنی عقل پر کسی بھی اور جذبے کو حاوی آنے دیں۔ جہاں کوئی اور جذبہ بڑھ گیا وہیں عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ آپ نے اس دن بھی عقل کا استعمال کرنے کی جگہ اپنے تجسس کو اہمیت دی۔ فائینا میں آپ کو اپنے سے بھی آگے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس سب کے لئے آپ کو توازن سیکھنا ہو گا۔ تب ہی آپ ہر کام کامیابی سے کر سکتی ہیں "دریاب چلتے چلتے رکاوٹ اسے اپنے سامنے کرتا ہوا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مان سے بولا۔

"آئی نو میں نے بہت بڑی غلطی کی۔۔۔ آئندہ ایسا نہیں کروں گی۔ ہاں آپ صحیح کہہ رہے ہیں میں آئندہ ایسا نہیں کروں گی" فائینا اپنی غلطی کا اعتراف

کرتے ہوئے بولی۔

"غلطی کرنا بری بات نہیں ہے ہم سب کرتے ہیں بہت بار کرتے ہیں۔۔۔ ہاں مگر ان سے سیکھنا اصل بات ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس غلطی سے بہت سیکھیں گی۔ آپ نہیں جانتیں کہ وصی میرے لئے کیا ہے۔ وہ اکلوتا ہے اپنے ماں باپ کا اور وہ ہم سب میں سب سے زیادہ نزدیک مجھ سے ہے۔ وہ مجھ سے ڈانٹ بھی کھاتا ہے حتیٰ کہ مار بھی کھاتا ہے مگر کبھی اس نے برا نہیں منایا بہت عجیب محبت ہے اس بندے کی۔ مجھے یہ تینوں بہت پیارے ہیں لیکن اسکے ساتھ رشتہ کچھ عجیب ہی ہے۔ بس یہ سمجھ لیں وہ میری جان ہے" دھیمی مسکراہٹ سے بولتا وہ فاتینا کے دل میں اتر رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔ وہ جان ہے اور میں کیا ہوں" فاتینا مصنوعی خفگی سے بولی۔
دریاب نے اب کی بار اسکی آنکھوں میں جھانکا مسکراہٹ اور بھی گہری ہوئی۔
پھر دھیرے سے اسکے چہرے کے گرد ہاتھ رکھ کر اسکی پیشانی پر عفیت کی مہر

ثبت کی۔

"آپ تو رگ جاں ہیں" دریاب کے گھمبیر لہجے نے فاتینا کو نظریں جھکانے پر مجبور کیا۔

کچھ دیر دونوں اس لمحے کے سحر میں جکڑے رہے۔

پھر سب سے پہلے فاتینا نے اس سحر کو توڑا۔

"اچھا چلیں اب آپ گھر جائیں۔ اماں بھی پریشان ہو رہی ہوں گی" اس کے

نظریں چرانے پر دریاب نے ہلکا سا ہتھلہ لگایا۔

"بھاگ کیوں رہی ہیں مجھ سے" اس نے جان کر فاتینا کو چھیڑا۔

"جی نہیں بھاگ نہیں رہی" اس کی جذبے لٹاتی نظروں سے بچنے کے لئے اس نے

نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلیں پھر اپنی گاڑی یہیں چھوڑ دیں۔ میرے ساتھ چلیں سر کو اور اماں کو

میں بتا دوں گا کہ آپ کی بیٹی کی رخصتی ہو گئی ہے" دریاب اس کا ہاتھ پکڑ کر پھر سے

گاڑیوں کی سمت چلنے لگا۔

فاتینا کے توچکے چھوٹ گئے۔

"ارے ایسے کیسے۔۔۔ بالکل بھی نہیں" وہ گھبرا کر اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے

بولی۔

"کیوں نہیں" دریاب کو اسکی گھبراہٹ اور بھی مزہ دے گئی۔

"ابھی سوچنا بھی نہیں"

"کیوں یاد۔۔۔ نکاح والے ایسے ہی پھر رہے ہیں اور اور جن کی منگنیاں تک

نہیں تھیں وہ شادیاں بھی کراچکے ہیں" دریاب نے دہائی دی۔

"پہلے وصی کی ہوگی پھر" فاتینا کی بات پر دریاب نے اسے گھورا۔

"کیوں آپ نے اسکی شادی کی کوئی منت مانی ہوئی ہے" دریاب نے چڑ کر کہا۔

"نہیں۔۔۔ لیکن ابھی میں تیار نہیں ہوں" فاتینا کی بات پر دریاب پھر اسکا راستہ

روک کر سامنے آیا۔

"کیا مطلب تیار نہیں ہیں۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے آپ کو اب اچھی طرح میرے
 موڈز کا پتہ چل چکا ہے اور مجھے آپکا۔ اس سے زیادہ اور کچھ جاننے کی شادی سے
 پہلے ضرورت نہیں ہوتی" دریاب نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں لیکن ابھی کم از کم سال سے پہلے تو آپ بھول ہی جائیں" فائینا کی بات پر
 اب اس کا دماغ حقیقت میں گھوم گیا۔

"سوچ لیں" دریاب نے بھنویں سکیر کر اسکی جانب دیکھا۔

"سوچ کیا لیں سوچ کر ہی کہہ رہی ہوں" وہ اسکی بات ہو امیں اڑاتی ہوئی بولی۔

"اوکے سی یو ٹو مور و نائیٹ" دریاب اسکے قریب ہوتے سر پر ہولے سے لب
 رکھ کر پیچھے ہٹا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔

"اوکے" اگلی رات حذیفہ اور مزنی کا ولیمہ تھا۔ فائینا نے بھی یہی سمجھ کر اوکے کیا
 کہ وہ ولیمے کے بارے میں کہہ گیا ہے

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کس طرح کی نائیٹ کی بات کر گیا ہے۔ وہ بھی اپنی

گاڑی میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کرنے لگی۔

حذیفہ تیزی سے اپنے چھوٹے بھائی کے کمرے کی جانب بڑھا جہاں وصی بھی
ٹھہرا ہوا تھا۔

دروازہ پر ہاتھ رکھتے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ دونوں ابھی تک جاگ رہے
ہیں۔

غصے سے دروازہ دھکیلا۔ سیدھی نظر سامنے پڑی جہاں وصی بڑی فرصت سے
لیٹاگانے سننے میں مگن تھا ساتھ ہی اس کا اپنا بھائی کوئی ناول ہاتھ میں لئے
پڑھنے میں مصروف تھا۔

ان دونوں کی بھی نظر اندر آتے حذیفہ پر پڑھ چکی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھے۔ وصی
کی آنکھوں میں ناچتی شرارت نے اب کسی شک کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی۔
"آؤ دلہے میاں۔۔۔ لگتا ہے ہمارے بغیر دل نہیں لگ رہا تھا۔" وصی کے

جملہ پورا کرنے سے پہلے حذیفہ نے آؤدیکھانہ تاؤتیزی سے اسکی جانب بڑھ کر کمر پرپے درپے مکے برسائے۔

"اف ظالم کمر توڑ دی۔ اگر تیری سیوا بھابھی نے اپنی، نیل سے کی ہے تو اسکا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ تو اپنا بدلہ مجھ سے لے۔۔۔۔۔ تم جیسے ہی زن مرید ہیں جو بیوی کے آگے تو بھگی بلی بنتے ہیں اور دوسروں کے سامنے شیر" وصی کی زبان کون روک سکا تھا۔ کمر پکڑے آہ و پکار کے ساتھ حذیفہ کی دھلائی بھی جاری و ساری تھی۔

"بکواس بند کرو اور یہ بتاؤ تم نے یہ الارم کلاکس میرے کمرے میں کیوں لگائی ہیں۔۔ میں بھی سوچ رہا تھا مجھ سے اتنی محبت کب سے ہو گئی کہ اتنی شد و مد سے میرے کمرے کو سجانے بیٹھ گیا ہے۔" حذیفہ آنکھیں نکالتا ہوا بولا۔

اسکے بھائی کا یہ سب باتیں سن کر ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔

"تم اپنے دانت بند کرو۔۔ اور تم بکو کہ مزید کتنی گھڑیاں میرے کمرے میں

ہیں۔ تین میں نکال چکا ہوں۔۔ باقی کی کہاں ہے حد ہے ال میسر ڈھونے کی
۔۔۔ بیٹا تیری شادی ہو لے ذرا تو دیکھ میں تیری ویڈنگ نائٹ پر تیرا کیا حال
کرتا ہوں۔ اٹھ اب اور چل کے ساری نکال کمرے سے ایک بھی اگر دوبارہ بچی
تو تیرا سر بجا دوں گا میں "حذیفہ اسے آگے لگاتا ہوا بولا۔

"یار ویسی دوستی تھی۔

۔ قسمت سے جو ملی تھی۔

بیوی نے آتے ہی لات ایسی ماری

دوستی بھاڑ میں گئی ساری "

حذیفہ اسکی شعر و شاعری سے متاثر ہوئے بنا اسے بازو سے پکڑتا ہوا ساتھ
گھسیٹ رہا تھا۔

جبکہ وصی پوری طرح خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اتنا بڑا گینڈا ہے تو سیدھی طرح چل نہیں تو اٹھا کر لے جاؤں گا " حذیفہ نے پھر

سے ایک دھپاسکی کمر پر رسید کی۔

"حداد ب۔۔ تمہاری شادی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ تو واہیات حرکتیں

میرے ساتھ کرو" وصی کی لیکٹنگ عروج پر تھی۔

"بیٹا تیری ساتھ تو میں وہ کروں گا کہ تیری سوچ ہے" حذیفہ کی دھمکیاں بھی کم ہونے کا نام نہیں لے رہیں تھیں۔

آخر وہ زبردستی اسے اپنے کمرے میں لے آیا جہاں مزنی بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر آچکی تھی۔

"آداب بھابھی جان۔۔۔۔ معاف کیجئے گا۔۔۔ میرا چہرہ دیکھے بغیر اسے نیند

نہیں آتی تو بس آج بھی یہ کمینہ باز نہیں آیا۔ زبردستی مجھے یہاں اٹھالایا۔" وصی

نے معصومیت سے باادب انداز اپناتے جو ڈائلاگ بولے وہ مزنی کے ساتھ

ساتھ حذیفہ کو بھی مسکرا نے پر مجبور کر گئے۔

"کتنی بکواس کرتے ہو تم" حذیفہ نے سر جھٹک کر کہا۔

"یہ میری بکواس ہی ہے جسکی وجہ سے تم سب کی زندگیوں میں ہنسی کے پھول کھلتے ہیں اور تم لوگوں کے چہرے پہ شادابی قائم ہے نہیں تو جتنے سڑے ہوئے تم سب ہو۔۔ استغفار اب تک اتنی جھریاں پڑھ چکی ہو تیں کہ کوئی لڑکی منہ نہ لگاتی" وصی کے ہاتھوں سے زیادہ تیز اسکی زبان چل رہی تھی۔

کمرے میں مختلف جگہوں پر اس نے تین گھڑیوں کے علاوہ پندرہ اور گھڑیاں مختلف مقامات پر چھپا رکھی تھیں۔

مرنی کا اس شرارت پر قہقہے لگانے کو دل کر رہا تھا۔

فاتینا نے وصی کی شرارتوں کے بارے میں اسے کافی کچھ بتا رکھا تھا۔ مگر آج

اسکے اپنے ساتھ ہونے والی اس شرارت کو اس نے بہت انجوائے کیا تھا۔

چہرے پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی وہ بہت مشکل سے روک پارہی تھی خاص طور سے

حذیفہ کے جھنجھلانے کو وہ اور بھی انجوائے کر رہی تھی۔

"ہائے وصی بھائی کتنے کیوٹ ہیں" جو نہی وصی گھڑیوں سمیت کمرے سے باہر

نکلا اور حذیفہ سکھ کا سانس لیتے دروازہ لا کر کر کے مزنی کے پاس آیا وہ حسرت سے بولی۔

"یہ کیوٹ ہے۔۔۔ نہایت دو نمبر انسان ہے" حذیفہ غصے سے بھرا بیٹھا تھا۔ سارے جذبات اس وقت ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔

"افوہ اتنے مزے کی حرکت بھی کسی کے ساتھ اپنی شادی کی رات نہیں ہوئی ہوگی" وہ جو کچھ دیر پہلے شرمائی گھبرائی تھی اب بڑے آرام سے بیٹھی وصی کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھی۔

"جی بالکل یہ واقعہ تو کتابوں میں سنہری حروف میں لکھوانا چاہیئے" حذیفہ بھی بالآخر ہنستے ہوئے بولا۔

مزنی بھی کھل کر ہنسی اور بس یہی ایک ادا حذیفہ کو دنیا و مافیاء سے بے گانہ کر گئی۔

"اماں میں نے ولیمے میں پہننے کے لئے جو سوٹ لیا تھا وہ کہاں ہے" فائینا جو

کپڑے بدلنے کمرے میں گئی تھی کہ انہیں تھوڑی دیر میں حذیفہ اور مزنی کے ولیمے کے لئے نکلنا تھا۔

مگر بیڈ پر بھاری کام والی ٹیل کلر کی میکسی دیکھ کر حیران ہوتی کمرے سے باہر آئی۔

"وہ یہ آج دریاب نے بھجوا یا تھا تیرے لئے۔۔ دیکھ فاتی اب کسی قسم کی بک بک نہ لگائیں۔۔ رخصتی نہیں ہوئی تو کیا ہوا وہ شوہر ہے تیرا جو بھی پہننے کا کہے تجھے اسکی بات ماننی چاہیئے" اس سے پہلے کہ اسکے منہ سے کوئی بمباری نکلتی مریم نے پہلے ہی بندھ باندھ دیئے۔

"لیکن اماں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔۔۔ میں نے جو اتنا مہنگا سوٹ اپنے لئے لیا تھا اسے کیا چولہے میں جھونک دوں" وہ تلملائی۔

"ارے اللہ نہ کرے چولہے میں کیوں جھونکنا ہے شادی کے بعد پہننا" مریم روانی میں کہہ گئیں۔

"تو تب تک یہ فیشن رہے گا کیا۔ میں نے کون سا بھی رخصتی کروانی ہے سال دو بعد کرواؤں گی" فاتینا نے اسکی بات پر کوئی خاص غور نہیں کیا۔

"اور یہ آپ اتنی تیار کیوں ہو رہی ہیں۔ آپ کون سا دلہے یاد لہن کی ماں ہیں" فاتینا نے سر سے پاؤں تک انکے نفیس سے کام والے سوٹ کو دیکھا۔ انہوں نے یہ ڈریس تو آج کے لئے نہیں لیا تھا۔

"ایسے نہیں میں ہی تو ماں ہوں انکی" مریم ایک مرتبہ پھر روانی میں جو بات بول گئیں اب کی بار وہ سن کر فاتینا چونکی۔ اسی لمحے ساشا نے آکر بات سنبھالی۔

"ہاں نہ یہ سب آپ ہی کے تو بیٹے ہیں اور ہم آپکی سیٹیاں تو حذیفہ اور مزنی کی بھی تو آپ ماں جیسی ہیں نا" ان کے گلے میں بازو جمائل کرتے اس نے چپکے سے انکے کان میں کچھ کہا۔

جس پر یک لخت انہیں اپنی جذبات میں کہی باتوں کا احساس ہوا۔

"چلو بھی یار جلدی سے ریڈی ہو جاؤ بیوٹیشن آنے والی ہے اور طحہ نے سختی سے

آرڈر دیئے ہیں کہ ہمیں وقت پر تیار ہونا ہے "وہ جلدی سے فاتینا کا ہاتھ پکڑ کر اسے منظر سے ہٹانے کے لئے اندر کی جانب بڑھی۔

مگر جس وقت بیوٹیشن نے اسکے سر پر دوپٹہ جمایا فاتینا نے اس وقت بھی خوب شور مچایا۔

"بس کرو یا ر نکاح ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اب میں سب کی شادیوں میں دلہن کی طرح تیار ہوں۔ یہ دوپٹہ تو میں اب ہر گز نہیں لوں گی۔ آل ریڈی اتنا میک اپ تھوپ کر کارٹون بن چکی ہوں "فاتینا تیزی سے کرسی پر سے اٹھی۔ "چپ کر کے لیتی ہو کہ اماں سے کہہ کر تمہاری جوتوں سے تواضع کرواؤں، آج کے دن تو اپنی عزت کا خیال کر لو "ساشا نے اسے ڈپٹا۔

"یار تم خود سوچو کتنا عجیب لگتا ہے یوں دلہنوں کی طرح سر پر دوپٹہ جمانا۔ اگر یہ دریاب کی خواہش ہے تو یقین کرو آج انہیں چھوڑوں گی نہیں "فاتینا اسے دھمکانے لگی۔

"چھوڑو گی تو خیر واقعی نہیں" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

"ساشا، فائینا جلدی کریں" باہر سے طحہ کی آواز ابھری۔

"جلدی کرو یا کیوں طحہ سے ڈانٹ پڑوانے پر تلی ہو۔ آج تو اچھی بھی اتنی لگ

رہی ہوں ڈانٹ سننے کا کوئی موڈ نہیں۔ میری پیاری بہن نہیں۔۔ بس آج یہ

دوپٹہ لے لو پھر دوبارہ نہیں کہوں گی" فائینا بری پھنسی تھی۔ اب کی بار اس نے

خاموشی سے دوپٹہ سیٹ کر والیا۔

مگر منہ بری طرح پھولا ہوا تھا۔

ساشا کو ڈرتھا کہ اب آگے جو کچھ ہو گا اس پر وہ کیا اوپلا کرے گی۔

خاموشی سے وہ لوگ ہال کی جانب آئے۔

ابھی وہ گاڑی سے اترنے ہی لگی تھی کہ ساشا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے بیٹھے رہنے

کا کہا۔

وہ پھر الجھی۔

جو نہی نظر باہر گئی۔ دریاب اپنی بہنوں اور انکی فیملیز کے ہمراہ گاڑی سے اترتا
نظر آیا۔

وہ حیران ہوئی کہ دریاب نے انکے آنے کا اسے نہیں بتایا۔
وہ لوگ اندر کی جانب بڑھ گئے۔

ایک اور گاڑی سے فون اور نیوی بلوکلر کے لہنگے اور لانگ شرٹ میں ملبوس
مزنی اور بلیک ٹوپس کے ساتھ نیوی بلوٹائی لگائے ہوئے حذیفہ نظر آیا۔
دریاب بھی بلیک سوٹ پر فامینا کے ڈریس کے رنگ سے ملتی جلتی ٹائی لگائے
ہوئے تھا۔

وہ تھوڑا اور الجھی۔

مزنی اور حذیفہ چلتے ہوئے اسکی گاڑی کے پاس آئے۔
اسی طرح دریاب بھی چلتا ہوا اسکے سائیڈ والے دروازے کی جانب بڑھا۔
ہاتھ بڑھا کر پہلے دروازہ کھولا۔

پھر فائینا کی جانب ہاتھ بڑھایا تاکہ وہ باہر آئے۔

فائینا کو یہ انداز اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں تھوڑا عجیب لگا۔ پھر جھجھکتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما جس کی نظریں فائینا پر سے ہٹنے کو تیار نہیں تھیں۔
باہر نکل کر وہ کھڑی ہی ہوئی تھی کہ دریاب نے اسکا ایک ہاتھ تھام کر اپنے بازو پر گھیرے کی صورت میں رکھوایا۔

فائینا اسکی حرکتوں پر اب بے ہوش ہونے ہی والی تھی۔ وہ آہستہ سے اسے لئے
حذیفہ اور مرزنی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

پہلے ان دونوں نے ہال کے اندر کی جانب ریمپ پر قدم بڑھائے۔ اسکے پیچھے
اسی انداز میں دریاب اسے لئے آگے بڑھا۔

"یہ سب کیا ہے" آخر فائینا کی ہمت جواب دے گئی۔ اسکے ارد گرد خطرے کی
گھنٹیاں بج رہی تھیں۔

"آپ کی رخصتی" دریاب نے سامنے دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

اس سے پہلے کہ فاتینا اسکی بات سمجھتے غصے سے اپنا ہاتھ اسکے بازو پر سے ہٹاتی یا کوئی اور جوابی کاروائی کرتی انکے گرد موجود لائٹ بند ہو کر صرف ایک اسپوٹ لائٹ کی شکل اختیار کر گئی۔

فاتینا نے ادھر ادھر دیکھنا چاہا کہ مریم یا ساشا سے دریاب کے اس بے ہودہ مذاق کی تصدیق کروائے مگر اندھیرے کے سبب کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔
فاتینا کے اعصاب کھچ چکے تھے۔

"بہت گھٹیا مذاق ہے یہ" وہ دریاب کی جانب دیکھ کر بولی۔
"نہیں حقیقت ہے۔۔۔ گھر جا کر جو کرنا ہو گا کر لینا اس وقت چپ کر کے آگے بڑھیں" دریاب نے اسے کھینچنا چاہا جو اپنی جگہ سے ہلنے کو تیار نہیں تھی۔
"فاتی آگے بڑھو" ایک جانب سے اسے سبطین کی آواز آئی۔
"ایک آپ اور ایک آپ کے یہ سر چھوڑوں گی نہیں میں دونوں کو" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

اتنے لوگوں کی موجودگی کے سبب اسے آگے بڑھنا پڑا۔
مگر وہ سب سے ناراض ہو چکی تھی۔ نکاح کی طرح رخصتی بھی زبردستی کروائی
جارہی تھی۔

جیسے ہی وہ اسٹیج پر بیٹھی۔ سب اس سے ملنے کے لئے باری باری آئے۔ خاص
طور پر دریاب کی بہنیں۔ ان سے اسکاٹپ پروہ کافی مرتبہ بات کر چکی تھی مگر
آمنے سامنے مل پہلی مرتبہ رہی تھی۔

"اس لڑکے کا کوئی کام سیدھا نہیں۔ بس کل رات فون کر دیا ایک دن کے
شارٹ نوٹس پر میری بیگم کی رخصتی کروانے پہنچ جائیں نہیں تو دس سال تک
اپنی بھابھی کو بھول جائیں" اسکی بڑی بہن فاتینا کے پاس بیٹھی دریاب کی
کارستانیوں سنارہی تھی۔ جو اس وقت اسٹیج سے دور تھا مگر دھیان سارا اس پری
کی جانب تھا جو اسے بے حد عزیز تھی۔

"آج صبح یہاں پہنچے ہیں۔ شاپنگ بھی آج ہی کی ہے۔ پتہ تھا ہمیں اسکی شادی

کبھی نارمل طریقے سے نہیں ہوگی۔ اب اسے کچھ سیدھا کرنا تم "اسکی بہن فاتینا کو سبق پڑھا رہی تھیں۔ جو خود اپنی رخصتی پر چکر کر رہ گئی تھی۔

"سیدھا تو میں ایسا کروں گی آج رات کہ ہمیشہ یاد رکھیں گے "دل میں پلیٹنگ کرتے ہوئے وہ چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولی۔

دریاب کی بہنیں بے حد بھولی اور سادی سی تھیں۔

"ہائے اتنی بھولی بہنوں کا بھائی اتنا شاطر کیسے ہے "دل میں دہائی دی۔
"کیسی ہیں بھابھی جان" وصی آنکھوں میں شرارت لئے اسکے پاس اسٹیج پر آیا۔

"آپ کون؟" اسے سب پر شدید غصہ تھا۔

"آپکے میاں کا کچھ لگتا" وہ بھی وصی تھا اسے تنگ کیوں نہ کرتا۔

"اب یہ مت کہیئے گا میرا میاں وہ کون؟" اسٹیج کے گرد اس وقت ان کا پورا گینگ جمع تھا۔ حتیٰ کہ ریاچ کو بھی انوائٹ کیا گیا تھا۔ دریاب جو تھوڑے فاصلے پر

کھڑا کسی سے بات کر رہا تھا ایک سیوز کر کے اسٹیج کی جانب آتے اسکی سماعتوں نے بھی فائینا اور وصی کے مکالمے سن لئے تھے۔

"نہیں وہ مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ کون" فائینا نے دریاب کو دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں پوری دنیا میں ایک ہی بہت بڑا کمینہ ہے اور وہ آپکے میاں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا" وصی کی بات پر پھر سے قہقہہ پڑا تھا۔

"ہاں اور باقی سب نے بھی ان سے کلاسز لے رکھی ہیں" فائینا دلہن کا روپ اوڑھ چکی تھی یہ ہی بہت بڑی بات تھی اب وہ اپنی زبان کو نہیں روک سکتی تھی۔

کہ یہ اسکے بس میں ہر گز نہیں تھا۔

"ہا ہا ہا" سب انکی بحث سے محظوظ ہو رہے تھے۔

"زبردستی کلاسز دی ہیں اس نے اسکا بزنس مندا جا رہا تھا" وصی کو تو آج پورا

موقعہ ملا ہوا تھا دریاب کے بجئے ادھیر نے کا۔

"بیٹا تو اپنی فکر کر کہیں تیرا حشر میرے سے بھی برا نہ ہو۔۔۔ جو زیادہ بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں وہ باتیں انہی کے آگے آتی ہیں" فاتینا کے برابر بیٹھتے ہوئے وہ بولا۔

اسکے بیٹھتے ساتھ ہی فاتینا کھسک کر تھوڑا سا پرے ہوئی۔
"بیٹا ابھی تو تو اپنی فکر کر۔۔۔ ہم برف کا انتظام کر کے رکھیں" وصی نے شرارتی مسکراہٹ سے دریاب کی جانب دیکھا۔
"برف کا؟" سب نے حیرت سے سوال کیا۔

"ہاں نہ اس سب کے بعد تو فاتینا کی سینڈلز کی ہیل ہوگی اور دریاب ہوگا تو پھر صبح ہم ہی اسکے زخموں کی ٹکور کریں گے نا" دریاب اتنا برا کبھی نہیں پھنسا تھا جتنا آج وصی کے ہاتھوں اسکی درگت بن رہی تھی۔
سب کے ہنسی کے فوارے چھوٹے۔

"وصی تیرے ساتھ ہم سب نے مل کر وہ کرنی ہے کہ بیٹا تو یاد رکھے گا" دریاب نے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے دھمکایا۔

انہیں خوبصورت لمحوں کے دوران فاتینا کی رخصتی کا عمل بھی ہو گیا۔ ان لوگوں نے فاتینا کو لے کر اسلام آباد اپنے گھر جانا تھا۔ لہذا وہ رخصتی کروا کر سیدھا ائیر پورٹ آئے۔ فاتینا نے بڑی سی چادر میں خود کو چھپایا ہوا تھا۔ فاتینا نے پورے راستے دریاب سے کوئی بات نہیں کی اور دریاب کی بجائے اسکی بہنوں کے ساتھ بیٹھنے کو ترجیح دی۔

دریاب اس سے ہر طرح کے رویے کی امید کر رہا تھا۔ مگر مطمئن تھا کہ اب وہ اسکی دسترس میں ہے۔

کل رات کی فاتینا کی باتوں اور اس کے ارادے جاننے کے بعد دریاب نے فوری اس رخصتی کا فیصلہ کیا سب سے پہلا فون اس نے سبطین کو کیا انہوں نے ساری بات جاننے کے بعد اسکا بھرپور ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور پھر باری باری سب

اسکے اس پلین میں شریک ہوتے گئے۔

وہ جس قدر اسکے لئے اہم ہو چکی تھی کل رات کے بعد دریاب کو لگا اب اسکے بغیر رہنا اسکے لئے ناگزیر ہو چکا ہے۔

وہ عشق جس نے دریاب کو فاتینا سے باندھا تھا وہ اب اسکے ساتھ کی خواہش کرنے لگ گیا تھا ہر لمحہ اسے دیکھنے، اسے محسوس کرنے کا متمنی تھا۔ اور دریاب جو بہت کم دل کی سنتا تھا کل رات وہ اپنے دل کے آگے گٹھنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا تھا

ایئر پورٹ پر دریاب کے کچھ کزنز انہیں ریسیو کرنے آئے ہوئے تھے۔ اسلام آباد کے پوش علاقے میں مارگلہ ہلز کے سامنے بنا خوبصورت سا گھر فاتینا کو بے حد اچھا لگا۔

جیسے ہی گاڑی گھر میں داخل ہوئی وہاں پر موجود ملازم اور دریاب کے رشتہ دار ان کو ویلکم کہنے کے لئے پہلے سے ہی کھڑے تھے۔

گاڑی رکتے ہی دریاب کی بہنوں نے اسے دھیرے سے گاڑی سے باہر نکالا۔
فاتینا اپنی میکسی سنبھالتے ہوئے آگے بڑھی۔

سب نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

جس قدر سب دریاب کو پروٹو کول دے رہے تھے اسی سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ
اپنی فیملی میں بہت مشہور ہے۔

ہر کوئی اسے پیار کر رہا تھا۔ چھوٹے بڑے سب بے حد خوش دکھائی دے رہے
تھے۔

کچھ دیر تو فاتینا کو سب کے درمیان بٹھایا گیا مگر پھر اسکی تھکاوٹ کا احساس کر کے
اسے دریاب کے کمرے میں پہنچایا گیا جو کہ زینہ طے کر کے اوپر کی اسٹوری پر بنا
ہوا تھا۔

ساشا اور طحہ انکے ساتھ ہی اسلام آباد آئے ہوئے تھے۔
طحہ کی اپنی فیملی وہیں رہتی تھی لہذا وہ انکے ساتھ آئے تھے۔

فاتینا کو کمرے میں پہنچا کر ساشا اور طحہ تو چلے گئے۔ باقی کے بھی کچھ مہمان جا چکے تھے اور کچھ وہیں ٹھہرے تھے۔

"اوکے ڈیراب ریلیکس ہو جاؤ اب کوئی اس طرف نہیں آئے گا۔ میں بس دریاب کو بھیجتی ہوں" دریاب کی بڑی بہن کمرے میں فروٹس رکھ کر فاتینا کو پیار کر کے کمرے سے جاتے ہوئے بولیں۔

فاتینا نے سر ہلا کر جواب دیا۔

انکے جاتے ہی فاتینا برق کی سی رفتار سے اٹھی۔ اور تیزی سے دروازہ کو پہلے تو لاک کیا۔ پھر تسلی نہیں ہوئی۔ سراپر کر کے دیکھا تو چٹخنی بھی نظر آئی جلدی سے وہ بھی چڑھالی۔

"مسٹر اب آپ آج کی رات باہر گزاریں۔ بہت پلیننگ کی تھی آپ نے میں بھی فاتینا دریاب ہوں۔ اتنی آسانی سے آپ کو بخشنے والی نہیں" فاتینا دل ہی دل میں ہنستے ہوئے اب ریلیکس انداز میں بیڈ پر جا کر بیٹھی۔ پھر مزے سے

فروٹ باسکٹ میں سے سیب اٹھا کر چھیلنے لگی۔

دریاب کی بہن نے سب کو سونے کے لئے اٹھایا اور دریاب کو اپنے کمرے کی جانب جانے کا کہا۔

دریاب اب حقیقت میں کمرے میں جانے سے خوفزدہ تھا۔
اتنا بڑا قدم تو اٹھا چکا تھا لیکن جس طرح فاتینا اسے انگور کر رہی تھی اسے ڈر تھا
اب وہ بہت بری طرح اس پر پھٹ پڑے گی۔

آہستہ آہستہ سیڑھیاں طے کرتا وہ اپنے کمرے کے سامنے آیا۔
دو تین گہرے گہرے سانس لے کر ہمت مجتمع کی۔ جو نہی لاک گھمایا وہ بند ملا۔
دو تین مرتبہ زور سے اسے ہلایا لیکن ندارد۔

"سدھرنے والی نہیں" دل ہی دل میں فاتینا سے مخاطب ہوا۔ جس کا ڈر تھا وہی
ہوا۔

وہ زور زور سے کٹھکھٹا بھی نہیں سکتا تھا کہ کہیں کوئی اس طرف آگیا تو وہ کیا کہے

گا۔

پھر کچھ یاد آنے پر واپس نگلی منزل کی جانب آیا کچن میں گھر کی چابیوں کا گچھا
موجود ہوتا تھا۔ جلدی سے وہ نکالیں۔

دوبارہ سے سیڑھیاں طے کیں۔ یہ شکر تھا کہ سب اپنے اپنے کمروں کی جانب
جا چکے تھے۔ نہیں تو بہت سسکی ہوتی۔

کمرے کی چابی نکال کر کی ہول میں ڈالی لاک تو کھل گیا پھر بھی دروازہ نہیں
کھل رہا تھا۔

دریاب کو یاد آیا کہ اس دروازے کی چٹخنی بھی تھی اور یہ آئیڈیا گھر بنواتے وقت
دریاب کا ہی تھا کہ ہر کمرے میں لاکس کے علاوہ خٹخنی ضرور ہونی چاہیے۔

اور آج اسے اپنا یہ آئیڈیا بے حد برا لگا۔

اس نے کوشش ترک کر دی۔

جان گیا تھا اسے آوازیں دینے کا فائدہ نہیں یہ سب کچھ اس نے جان بوجھ کر کیا

ہے۔ وہ اس سے انتقام کی توقعی تو رکھتا تھا مگر اس قدر کڑے انتقام کی توقع اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔

آہستہ آہستہ چلتا وہ سیڑھیوں کے پاس آیا۔ دماغ تیزی سے چل رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔

"چل بیٹا تیری ویڈنگ نائٹ بھی کسی مشن سے کم نہیں ہے" کچھ سوچ کر خود سے کہتا وہ لاؤنج سے باہر لان کی جانب آیا۔

اسکے کمرے کے آگے چھوٹی سی بالکونی بنی تھی اور بالکونی کے ساتھ پلر تھا۔ دریا ب باغ کی اس سمت آیا جہاں اسکے کمرے کے ساتھ بنی بالکونی سے پلر اوپر جاتا تھا۔ کوٹ وہ پہلے ہی اتار چکا تھا۔

بوٹ اتار کر اس نے چپکے سے ایک گملے کے پیچھے چھپا دیے تاکہ صبح کوئی دیکھ نہ لے۔

پلر کے اوپر آہستہ سے رینگتا ہوا وہ اوپر کی جانب چڑھنے لگا۔

پلر سے آسانی وہ بالکونی پر آیا۔ کمرے کی جانب کھلنے والا دروازہ نہ صرف بند تھا بلکہ اسکے آگے پردہ بھی گرا ہوا تھا۔ دریاب نے شکر ادا کیا اگر پردہ ہٹا ہوتا تو فاقینا با آسانی اسے دیکھ لیتی اور پھر کمرے میں آنے نہ دیتی۔

"صحیح کہتے ہیں لوگ بیوی بڑے سے بڑے انسان کو بھی خوفزدہ کر دینے والی مخلوق ہے۔

اپنی حالت پر اسے بے تحاشا ہنسی آرہی تھی۔

"وصی صحیح کہتا ہے پلیننگز نے ساری زندگی تیری جان نہیں چھوڑنی"

اب مسئلہ یہ تھا کہ دروازے پر لگے لاک کو وہ کیسے کھولے یہ بھی شکر تھا کہ یہاں کوئی چٹنی نہیں تھی۔

دومنٹ سوچنے کے بعد ایک آئیڈیا آتے ہی اس نے پینٹ کی جیب سے اپنا والٹ نکالا۔

یہ بھی شکر تھا کہ والٹ اسکے پاس تھا۔ اس میں سے اے ٹی ایم کارڈ نکال کر اس

نے اسکی ایک سائیڈ دروازے کے لاک میں آہستہ سے پھنسا کر آہستہ آہستہ
کارڈ کو آگے کی جانب بڑھاتے لاک اور اسکے ہول کے درمیان پھنسا کر کارڈ پر
ایک طرف زور ڈالتے ہوئے اسے دائیں جانب پر لیس کیا۔ دروازہ کھٹاک کی
آواز سے کھلتا چلا گیا۔

فاتینا جو بڑے ریلیکس انداز میں صوفے پر بیٹھی اپنی جیولری اتارنے میں لگی
تھی ملک کی آواز پر چونک گئی۔ تیزی سے صوفے سے اٹھ کر اسکی اوٹ میں
چھپ گئی۔

آہستہ سے سر نکال کر دیکھا تو اندر آنے والا دریاب تھا۔

غصے سے پیچ و تاب کھاتی اسکے سامنے آئی۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسکی پلیننگ کو یہ شخص اس بری طرح فیل
کر دے گا۔

دریاب مڑ کر دروازہ بند کرنے لگا۔ مگر فاتینا کو دیکھ کر جو شرارتی مسکراہٹ اسکے

چہرے پر ابھری وہ فائینا کو بھڑکانے کے لئے بہت تھی۔

"آپ کی جرات کیسے ہوئے اس کمرے میں آنے کی" وہ غصے سے بل کھاتی بولی۔

"جرات ایسے ہوئی کہ یہ کمرہ میرا ہے۔۔ لہذا مجھے میرے کمرے میں آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

آپ نے تو میری ویڈیو ننگ نائٹ کو بھی مشن سے بھرپور بنادیا۔ لیکن خیر یہ بھی ساری زندگی یاد رہے گا کہ میں نے بھی مجنوں اور فرہاد کی طرح اپنی محبوبہ پلس بیوی تک پہنچنے کے لئے پلر اور بالکونی کا راستہ عبور کیا ہے۔" دریا ب اب اپنی گھڑی اور والٹ نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر آہستہ سے چلتے ہوئے اسکے مقابل کھڑا ہوا۔

آنکھوں کے رستے اسکا سجا سنورا روپ دل میں اتارنے لگا۔
اسکی آنکھوں سے لپکتے جذبے فائینا کی آنکھوں سے نکلنے والی چنگاریوں کا بڑی

خوبی سے مقابلہ کر رہے تھے۔

"اتنا آسان ٹارگٹ تو میں بھی نہیں" بھنویں اچکاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ بولی۔

"ایک چیلنج کا انجام تو آپ دیکھ چکی ہیں۔۔۔ مزید چیلنج نہ کریں" دریاب کی بات پر فاطمینا کا غصہ اور بھی سوا ہوا۔

"حد ہے میں نے تو ایک بات کہی تھی آپ اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا کر بیٹھ گئے۔ مرد آخر ہو تا مرد ہی ہے عورت کو نیچا دکھانے والا" فاطمینا تلخی سے بولی۔

"اف عقل سے بے بہرہ خاتون۔۔۔ یہ عشق کی انتہا ہے کہ میں آپ سے دوری برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ اور بس اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مجھے یہ سب کرنا پڑا۔ مگر افسوس آپ میں محبت اور عشق کرنے کے تو جراثیم ہیں مگر اگلے بندے کی محبت کو محسوس کرنے کے جراثیم نہیں ہیں۔۔۔" دریاب نے افسوس سے سر ہلایا۔

"یہ محبت ہے۔۔۔ کسی کی شادی آج تک ایسے ہوئی ہے کہ وہ کسی کی شادی کے لئے تیار ہوا ہو اور آخری وقت میں پتہ چلے کہ وہ کسی کی نہیں اپنی شادی کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ اب اس سب کے بعد میں اتنی آسانی سے تو آپکو اپنے مقصد میں کامیاب ہونے نہیں دوں گی" آخر فائینا نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔

"ڈئیر یہ رومینس اور محبت کی ایک شکل ہے۔۔۔ کتنا سرپرائزنگ ہے کہ کوئی آپ کو اس حد تک چاہتا ہے کہ ایک رات میں آپکو اپنی زندگی میں شامل کرنے کا فیصلہ کر لے" دریا ب نے اسے سمجھانا چاہا جو اس وقت کوئی بھی بات اور دلیل ماننے کو تیار نہیں تھی۔

"یہ سرپرائزنگ نہیں شاکنگ تھا۔" فائینا نے اسکی تصحیح کی۔

"اف۔۔ اوکے اب اسکی سزا کیا ہے" دریا ب نے آخر ہتھیار ڈال دیئے۔ وہ لگ ہی اتنی حسین رہی تھی اور حسن کے سامنے تو ہتھیار ڈالنے ہی پڑتے ہیں۔

دریا ب بھی خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔

"سزا تو وہی تھی جو میں نے آپکو دینی چاہی تھی۔ کمرے سے باہر اپنا انتظام کریں "فاتینا شان بے نیازی سے کہتی ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"اور اگر میں یہ سزا نہ مانوں "دریاب کا عکس بھی شیشے میں ابھرا۔
فاتینا اپنی جیولری اتارنے میں لگن تھی۔

"یہ سزا نہ مان کر آپ نے آل ریڈی اپنی سزا میں اضافہ کر لیا ہے "فاتینا نے ٹیکھی نظروں سے اسے گھورا۔

جو اس وقت ایک لمحے کے لئے بھی اسکے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا رہا تھا۔ اور
فاتینا اسکی نظروں سے لپکتے جذبوں کے آگے خود کو سرینڈر نہیں کرنا چاہتی
تھی۔ بڑی مشکل سے دل کو سمجھایا ہوا تھا۔

دریاب کچھ سوچ کر اسکے قریب آیا۔ اس سے پہلے کے وہ اسے اپنے بازوؤں کے
حلقے میں لیتا فاتینا جو پھل کاٹنے والی چھری ساتھ لے آئی تھی مڑ کر تیزی سے

اسکے اور اپنے بیچ کرتے ہوئے خشمگین نگاہوں سے دریاب کو دیکھنے لگی۔

دریاب فوراً بریک نہ لگاتا تو یقیناً چھری اسکے سینے میں کھب جاتی۔

"فاتی" دریاب نے بے یقین نظروں سے اسے دیکھا۔

"کہا تھا نہ میں اتنا آسان ٹارگٹ نہیں ہوں" مزے سے دریاب کو باور کروایا۔

"یار سب کیسٹ آئے ہوئے ہیں گھر میں خود سوچو کتنا برا لگے گا اگر کسی نے

مجھے باہر یا کسی دوسرے کمرے میں سوتے ہوئے دیکھ لیا" دریاب نے اسے

سمجھانا چاہا۔

"اپنے وہ الفاظ یاد کریں جو آپ نے ہال میں انٹر ہوتے ہوئے کہے تھے کہ ابھی

یہاں سب کے سامنے چپ کر جاؤ گھر جا کر جو مرضی کہہ لینا۔ اب اپنے ہی

الفاظ سے مکر رہے ہیں" فاتی کی ذہانت پر آج اسے پہلی مرتبہ غصہ آیا تھا۔

وہ بھنا کر پیچھے ہوا۔ جذبے لٹاتی آنکھوں میں اب غصہ جھلکنے لگا۔

جبکہ دوسری جانب راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔

"او کے میں اب آپ کو کچھ نہیں کہتا لیکن کمرے سے باہر نہیں جاؤں گا"

دریاب نے اسکی ضد کے آگے ہتھیار ڈالے۔

اور اس سے دور ہٹ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

فاتینا سکھ کا سانس لیتے ہوئے پھر سے اپنی جیولری اتارنے لگی۔

پھر واش روم کی جانب بڑھ گئی۔ دریاب کو اب اس پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ اتنی بیماری

لگ رہی تھی مگر وہ اسکی حرکتوں کے باعث صحیح سے اسکے روپ کو دیکھ بھی

نہیں پایا۔

جیسے ہی وہ کمرے سے باہر آئی کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔

وہ آگے بڑھنے کی بجائے دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ کمرے کی سیٹنگ سے انجان

تھی لہذا آگے بڑھنے کی غلطی نہیں کی۔

خاموش کھڑی رہی تاکہ اسکی آواز سن کر دریاب کو اندازہ نہ ہو سکے وہ کہاں

کھڑی ہوئی ہے۔

دم سادھے دیوار کے ساتھ لگے اسے ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اپنے بازو پر سرسراہٹ محسوس ہوئی۔

"جب عشق ہوتا ہے ناتو محبوب کی سانسوں کی خوشبو تک سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کدھر ہے۔ آپ خاموشی سے کھڑی یہ سمجھ رہی تھیں کہ میں آپ تک پہنچ نہیں سکوں گا" دریاب کی آواز میں گھلی مسکراہٹ نے فاتینا کو بھی مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

کبھی یہ اسکا خواب تھا کہ یہ شخص اسکے عشق میں مبتلا ہو اور آج وہ خواب حقیقت کا روپ دھارے اسکے سامنے تھا تو یقین کرنا بے حد مشکل لگ رہا تھا۔ "آئم سوری آپکو شک پہنچانے کے لئے۔۔ مگر وہ لمحے میری زندگی کے سب سے خوبصورت لمحے تھے جب آج آپکی آنکھوں میں حیرانگی اور بے یقینی تھی یہ جان کر کہ آپکی شادی بھی آج ہی ہو رہی ہے۔ فاتی محبت کرنا اور اسے محسوس کرنا دونوں جذبے کس قدر خوبصورت ہوتے ہیں یہ مجھے آپکے اپنی زندگی میں

آنے کے بعد پتہ چلا۔ تھینک یو میری زندگی کو اتنا خاص بنانے کے لئے۔ میں نہیں جانتا ہمارا ساتھ کب تک ہو گا ہاں مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یہ ساتھ جتنا بھی ہو گا میری زندگی کا حاصل ہو گا۔ "دریاب کی محبت نے اسے سر سے پاؤں تک بھگو ڈالا اور فاتینا ہر ناراضگی، ہر شکوہ بھول گئی۔ وہ اپنی محبت کو نچھاور کرنے کے ایسے ایسے گر جانتا تھا کہ فاتینا کے لئے اسے سے بچاؤ کا کوئی راستہ اپنانا ممکن ہو گیا۔

اور اب وہ اس سے فرار چاہتی بھی نہیں تھی۔

"اف یار یہ شادی کروانا اتنا مشکل ترین کام ہے کاش مجھے تم سب کے تجربے سے کچھ سبق مل جاتا مگر تم سب اتنے میسنے ہو۔۔۔ سب کی شادیاں اتنی آسانی سے آگئیں یہ سارے مشکل مرحلے مجھ بیچارے کی ہی زندگی میں آنے تھے کیا" وصی کوئی دسویں مرتبہ خود کو آئینے میں دیکھ کر بھی غیر مطمئن تھا۔

پریشانی عروج پر تھی اور زبان نے ہمیشہ کی طرح اسکا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔

دریاب، فائینا، مزنی اور حذیفہ کی شادی کے کچھ دنوں بعد ہی وصی نے ریا ح کے لئے نہ صرف اپنی خواہش کا اظہار کیا بلکہ ان سب کو بار بار غیرت دلا کر رشتے کے لئے پیش قدمی کا بھی زور ڈالا۔

اور آج وہ سب اسکا رشتہ لے کر بریگیڈئیر حفیظ کے گھر جا رہے تھے۔ وصی کے والدین جو کراچی میں رہتے تھے وہ بھی آئے ہوئے تھے۔

وصی ان کا اکلوتا بیٹا تھا لہذا اسکی پسند انہیں دل و جان سے قبول تھی۔ انکی جانب سے اقرار ہی اقرار تھا۔

مگر آج بریگیڈئیر صاحب نے نہ صرف ان سب کو اپنے گھر لنچ پر انوائٹ کیا تھا بلکہ لڑکے یعنی وصی کو بھی ساتھ لانے کا مطالبہ کیا تھا۔

وصی کے لئے یہ بہت انوکھا تجربہ تھا۔ وہ شاید زندگی میں کبھی کسی بھی طرح

کے حالات سے نہیں گھبرایا تھا لیکن آج کے دن وہ جتنا پریشان تھا یہ سب کو مزہ دے رہا تھا۔

مزنی اور طحہ پہنچ نہیں سکے تھے۔ باقی ان کا پورا گروپ موجود تھا۔
"بیٹا ابھی جب سر تیرا ایکسرے کریں گے تب تیرا کیا بنے گا وہ سوچ" دریاب نے اسے مزید ڈرایا۔

"کیا ہے کیوں پریشان کر رہے ہیں میرے بھائی کو" فائینا اسکے کمرے سے
بکھری چیزیں سمیٹتے ہوئے دریاب کو ٹوکنے لگی۔
وہ سب اس وقت دریاب کے اسی گھر میں موجود تھے جہاں وہ مشنز کے دوران
اکٹھے ہوتے تھے۔

"ہاں تو حقیقت بتا رہا ہوں" دریاب اپنی بات پر ڈٹا رہا۔
"کیا ہے یا رکھا تھوڑی جائیں گے۔۔۔ ویسے بھی تو نہیں اور سہی اور نہیں اور
سہی" وہ وصی ہی کیا جو پریشانی کو زیادہ دیر خود پر حاوی ہونے دے۔

"ماشاء اللہ خیالات ملاحظہ کریں ذرا اپنے لاڈلے بھائی کے" دریاب نے ساشاپر
طنز کیا۔

اس نے سر جھٹکا۔

"چلو بھی یار" حذیفہ کمرے میں آکر وصی کو ہاتھ پکڑ کر باہر لے جانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد یہ سارا قافلہ ریح کے ڈرائنگ روم میں موجود تھا۔

سب طین بھی انکے ساتھ ہی آئے تھے کیونکہ بریگیڈیئر حفیظ سے انکے بہت اچھے
مراسم تھے۔

"ہاں بھی بر خوردار کوئی ایسی خاص وجہ بیان کرو کہ ہم اپنی بیٹی کے لئے تمہیں

بیسٹ آپشن سمجھیں" بریگیڈیئر حفیظ کی باوقار شخصیت سے وہ پہلے ہی بہت
متاثر ہو رہا تھا انکے سوال پر وہ تھوڑا گھبرا یا۔

دریاب اور حذیفہ کی دبی دبی مسکراہٹ اور اسکی حالت پر مزہ لینے والے تاثرات
نے اسے پہلے ہی غصے سے دوچار کیا ہوا تھا۔

"کیا مطلب یہ۔۔۔۔ یہ میرا رشتہ لائے ہیں" ریح جو کہ مزنی اور فاتینا کے ساتھ چائے کے لوازمات لیئے ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہی تھی اسکے کانوں میں اپنے باپ کے الفاظ پڑے۔ حیرت سے چلا کر بولی۔
وصی کارہاسہا اعتماد بھی اسکے سوال سے زیادہ اسکے انداز نے ڈانوا ڈول کر دیا۔
"ریح" حفیظ صاحب نے اسے تنبیہ کی جیسے اسے بولنے سے منع کر رہے ہوں۔

"ایک منٹ ایک منٹ ابا۔۔۔۔ یہ بالکل نہیں ہو سکتا ان سے تو میں کسی صورت شادی نہ کروں۔۔ انہوں نے میری اتنی خوبصورت آواز کو جھینگروں سے ملایا تھا" ریح بھی اپنے نام کی ایک تھی کہاں کسی سے ڈرتی۔
بڑے مزے سے وصی کے پول کھولنے لگی۔

وصی تو جیسے بے دم ہو رہا تھا۔ زندگی میں پہلی مرتبہ کسی لڑکی سے شادی کی خواہش کی تھی اور وہ اس سے شادی کرنے سے صاف انکاری تھی۔

"اوئے چپ۔۔۔ آپس کی باتیں ایسے سب کے سامنے نہیں کرتے" انہوں نے اسے ڈپٹا سب کے ہونٹوں پر دبی دبی مسکان جھلک رہی تھی۔

"فاتینا بیٹا انہیں ذرا کھلی ہوا میں لے جاؤ اچھے سے لڑ لیں۔۔۔۔ اور اپنے دل صاف کر لیں تو پھر ہم مٹھائی کھاتے ہیں" انکے جواب میں جو اقرار تھا اس نے سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑادی۔

"ارے سر بہت شکریہ مبارک ہو" سب ایک دوسرے کو مبارک دینے لگ گئے۔

"کوئی مبارک نہیں میں تو اس گینڈے سے شادی نہیں کرنے والی" فاتینا ریاچ کو کھینچ کر باہر لے گئی ساتھ ہی وصی کو بھی باہر آنے کا اشارہ کیا اندر سب خوش گپیوں میں مگن تھے۔

"بہت بری بات ہے۔۔۔ سب کے سامنے تم شروع ہو گئی تھیں۔۔۔ اب یہاں کھڑے ہو کر خوب لڑو اس سے" فاتینا انہیں لئے لان میں آگئی۔ آمنے سامنے

کروا کر خود اندر چلی گئی۔

اس سے پہلے کہ ریاچ بھی اسکے پیچھے لپکتی وصی نے اسکا راستہ روک لیا۔

"کیا مسئلہ ہے"

"یہی تو میں بھی پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا مسئلہ ہے۔ اتنی مشکل سے آپکے ابا نے

میرے لئے اقرار کیا ہے آپ پھر سے ان کا فیصلہ بدلوانے پر کیوں تلی ہوئی ہیں"

وصی نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے گویا التجا کی۔

"کس خوشی میں میں آپکے لئے اقرار کروں" سینے پر ہاتھ باندھتے اس نے

وصی کو گھور کر دیکھا۔

"اقرار نہ کرنے کی وجہ" وصی نے بھی اسی کے انداز میں پوچھا۔

"آپ نے میری آواز جھینگر سے ملائی تھی" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"اور آپ نے مجھے گدھا کہا تھا" وصی نے بھی اسے یاد کروایا۔

"وہ تو اب بھی کہتی ہوں" وہ شرارت سے مسکراہٹ دبا کر بولی۔

"چلیں اب جب آپ میری بیگم بن جائیں گی تو آپ بھی اسی صف میں شامل ہو جائیں گی" وصی کی بات پر وہ جو خوش ہو رہی تھی پھر سے منہ بنانے لگی۔

"ابھی میں نے آپ کو اوکے نہیں کیا" اس نے ایک ادا سے کہا۔

"مجھے تو آپ کے ابا کی اجازت درکار تھی وہ مل گئی۔۔۔ آپ کس کھیت کی مولیٰ ہیں" وصی نے اس کا مذاق اڑایا۔

ریاح کا صدمہ سے منہ کھل گیا۔

"کسی خوش فہمی میں مت رہے گا بھی جا کر انکار کر دوں گی۔ پھر دیکھتی ہوں آپ کے دعوے کدھر جاتے ہیں" آنکھیں سکیرٹ کے بولی۔

"سیریلی آپ انکار کر دیں گی" اب کی بار وصی نے اسے اپنی نظروں کے سحر میں جکڑا۔

وہ جو غصے سے اسے گھور رہی تھی اسکے انداز پر گڑ بڑائی۔

"ہا۔۔۔ ہا نا" ہکلاتے ہوئے بولی۔

"او کے۔۔ گو آہیڈ" وصی نے ایک جانب ہو کر اسے ہاتھ سے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

"لیکن پھر سوچ رہی ہوں کہ ابانے کچھ سوچ سمجھ کر ہی ہاں کی ہوگی نا اور مشرقی لڑکیاں اپنے ماں باپ کے فیصلوں پر سر جھکاتی ہیں" معصومیت سے کہتی وہ وصی کو اس لمحے عجیب سے خوشگوار احساس سے دوچار کر گئی۔

رخ موڑ کر سامنے لگے پودوں کو دیکھتے اس نے اپنے چہرے کے تاثرات وصی سے چھپانے چاہے۔ ڈوبنے سورج کی روشنی نے ریا ح کی خوبصورتی میں کچھ اور اضافہ کر دیا تھا۔

"ایک بات کا تو مجھے آج یقین ہو گیا ہے" وصی کی بات پر اس نے الجھن بھری نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"آپکی سنگت میں میری زندگی بہت خوبصورت گزرنے والی ہے" وصی کی نظروں میں ایسا کچھ ضرور تھا جس نے ریا ح کو نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا۔

"یہ بندرا بھی تک تیار نہیں ہوا" دریاب وصی کے کمرے میں آتے ہوئے
بولاً۔

آج اسکی بارات تھی۔ مزنی، فامینا اور ساشا تینوں اسکے کمرے میں موجود اسکی
تیاری کو آخری ٹچ دے رہی تھیں۔

جس انداز میں وہ انہیں بہنوں کی طرح ہر کام میں آگے آگے رکھ رہا تھا انکی
خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

وہ سب کو تھا ہی اتنا پیارا تو پھر اپنے سب سے لاڈلے کے نخرے وہ کیوں نہ
اٹھاتیں۔

سبطین نے وصی کے والدین کے لئے اپنا گھر حاضر کر دیا تھا وہی گھر جہاں ساشا

اور طحہ کی شادی ہوئی تھی۔

کراچی سے بارات لے کر آنا ان سب کے لئے بے حد مشکل تھا اسی لئے وصی کے والدین اور انکے سارے رشتے داروں کو انہوں نے اپنے ہاں ٹھہرا لیا تھا۔ دریاب، حذیفہ اور طحہ اسکو باہر لے جانے آئے کہ بارات نکلنے کا ٹائم ہو رہا تھا۔ "خبردار جو ہمارے شہزادے کو بندر کہا۔۔۔ اپنی شادی میں جو بندر بنا تھا وہ شاید بہت کچھ بھول چکا ہے" فاتینا نے اس پر طنز کرتے یاد دلایا کہ وہ اپنے کمرے میں جس انداز سے آیا تھا وہ بندروں سے کم نہیں تھا۔ دریاب نے اسے گھورا۔ کیونکہ یہ راز ان دونوں کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ ساشا کھڑی وصی کی نظر اتار رہی تھی۔ "اسکا دماغ پہلے ہی ساتویں آسمان پر ہے اور آپ لوگ مزید اسے چڑھا رہی ہیں" طحہ نے جان کر وصی کو چھیرا جسکی بولتی کل رات سے بند تھی۔ اور وہ سب مسلسل اسکا مذاق اڑانے میں مگن تھے۔

"تم سب کیوں جیل میں ہوئے جا رہے ہو۔۔۔ تمہیں کسی نے کبھی اتنا منہ نہیں لگایا تھا جی" آخر وصی پھٹ پڑا۔

ڈل گولڈ شیروانی پر ڈارک ریڈ قلم پہنے وہ حقیقت میں شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔
"اتنی حسین لڑکیاں جب آگے پیچھے پھر رہی ہوں تو بندے کا دماغ خراب ہو ہی جاتا ہے۔۔ تیرا کوئی قصور نہیں" حذیفہ نے بھی لقمہ دیا۔

"آپ لوگ ان بندروں کے ساتھ کیسے گزارا کرتی ہیں" وصی نے سوالیہ نظروں سے ان سب کی جانب دیکھا۔

"بس ہماری ہمت کو داد دو" مزنی بولی۔

"جیسے تمہارے والی تمہارے ساتھ گزارا کرے گی" دریا ب نے ہستے ہوئے اسے گلے لگایا وہ تھا ہی ان سب کو اتنا پیارا۔

مذاق بھی صرف اسکی ٹینشن کو کم کرنے کے لئے کر رہے تھے اور آخر اسے اپنی جون میں واپس آتا دیکھ کر وہ بھی ریلیکس ہوئے۔

سب اسے لئے آگے بڑے لیکن فاتینا کی کمر میں بازو جمائے کر کے دریاب نے اسے جانے سے روکا۔

وہ دریاب کی اس حرکت پر حیرت سے پیچھے مڑی۔

"ہم بھی آپکے کچھ لگتے ہیں" ڈل گولڈ اور بلیک فرائڈ اور چوڑی دارپا جامہ پہنے، شانوں پر دوپٹہ ڈالے ہلکے سے میک اپ میں بھی وہ دریاب کو کوئی حور محسوس ہو رہی تھی۔

وہ خود بلیک شلوار قمیض پہنے فاتینا کے دل کے تاروں کو چھو رہا تھا۔

"دن رات آپ پر ہی نظر کرم ہوتی ہے" اسکی شرٹ کے بٹن پر ہاتھ پھیرتے مسکرا کر اسے دیکھا۔

پھر ایک اداس نظر اس کمرے پر ڈالی۔ وہ کمرہ ذکا کا تھا اور فاتینا نے خاص طور سے وہ کمرہ وصی کو دیا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے یہ کمرہ ذکا کی ڈیوٹی کے بعد پہلی مرتبہ کھلا ہے۔ مجھے ایسا ہی محسوس

ہو رہا ہے جیسے میرے ذکا کی شادی ہے۔۔ آپ سوچ نہیں سکتے آج میں کس قدر خوش ہوں۔۔۔۔۔ وصی میرا ذکا ہی تو ہے "خود پر ضبط کرتے کرتے بھی اسکی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے۔

دریاب اتنا تو جان گیا تھا کہ جب سے وہ یہاں آئے تھے فائینا کے دل میں کچھ چل رہا تھا اسی وجہ سے اس نے اس وقت فائینا کو روکا تھا۔ جانتا تھا کہ وہ اس وقت کسی کرب سے ضرور گزر رہی تھی۔

"اف لڑکی کا ش آپکو کبھی کوئی بتاتا کہ اتنی بڑی بڑی آنکھوں میں جب آنسو آتے ہیں تو یہ آنکھیں اور بھی خوفناک لگتی ہیں" اسکے آنسو صاف کرتے دریا ب نے جان بوجھ کر اسے تنگ کیا۔

[illegible]

"جی وہ" فاتینا نے جتایا۔

"وہ تو کوئی آپکا عاشق ہے۔۔" دریاب نے ہستے ہوئے اعتراف کرتے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"مجھے بڑے بڑے خواب دیکھنے والی، ہمت اور حوصلے والی فاتیہیں اچھی لگتی ہے۔ یوں رونے دھونے والی فاتینا کو میں جاننا نہیں چاہتا" کس انداز میں وہ شخص اسکا حوصلہ بڑھاتا تھا وہ الگ ہی تھا۔
فاتینا نے سانس کھینچ کر اسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔

رخصتی کروا کر وہ سب ریاچ کو واپس لے آئے تھے۔ اس وقت لاؤنج میں بیٹھے سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔
وصی بھی خاصا چہک رہا تھا۔
مریم نے ان سب کو ٹائم زیادہ ہو جانے کا احساس دلاتے ریاچ کو اسکے کمرے

میں پہنچانے کا احساس دلا یا تو وہ تینوں جلدی سے اٹھ کر ریاچ کو لئے وصی کے کمرے کی جانب چلی گئیں۔

تھوڑی دیر بعد سب اٹھ کر سونے کے لئے چلے گئے سوائے ان تینوں کے وہ لوگ اپنی بیویوں کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگے۔

"ہاں نوشے میاں آج کیسا محسوس کر رہا ہے" طحہ نے اس کے کندھے پر دھپ مارتے ہوئے کہا۔

وہ جو سب کو نوشے میاں نوشے میاں کہہ کر چھیڑتا تھا آج اسے سب یہی لفظ کہہ کر چھیڑ رہے تھے۔

"تم لوگوں کو کیوں اپنی فیملنگز بتاؤں" اسکے سینٹر ابد لئے پروہ سب حیران ہوئے۔

"یہ وہی تھانہ احسان فراموش جس کے قیدی بننے پر میری بیوی رورو کر بے حال ہو رہی تھی" دریا ب نے حیرت سے ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں وہ تینوں بھی واپس آ گئیں۔

"کام ہو گیا ہے" حذیفہ نے مزنی سے پوچھا۔

سب کی سوالیہ نظریں حذیفہ کی جانب اٹھیں۔

مزنی نے بھی شرارت سے ہنستے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"کون سا کام" حذیفہ نے بالآخر پوچھ ڈالا۔

"تم سب کو میں بتا چکا ہوں ناکہ اس نے میری ویڈنگ نائٹ پر میرے ساتھ

کیا کیا تھا" حذیفہ نے اپنے ولیمے والے دن دریاب اور طحہ کو وصی کی کارستانی

بتادی تھی۔ ان کا ہنس ہنس کے برا حال ہو گیا۔ اور انہوں نے شکر کیا تھا کہ انکی

مرتبہ وصی ایکشن میں نہیں آیا تھا۔

"ہاں" ان دونوں نے ہاں میں ہاں ملائی۔ ساشا اور فاتینا کو بھی مزنی بتا چکی تھی۔

"تو میری جان۔۔۔ اب میری باری ہے" حذیفہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے

ہوئے دانت پیس کر کہا۔

"کیا مطلب بیٹا آج کی رات تو ہم سب کے ساتھ گزارے گا۔ کیونکہ تیرے کمرے کو مزنی نے لاک لگا دیا ہے اور تیری بیوی کو بھی کہہ آئی ہے کہ جب تک ہم نہ کہیں یہ لاک وہ اندر سے نہیں کھولے گی۔ اور تیری بے غیرتی کا قصہ سننے کے بعد اس نے بھی ہمارا ساتھ دینے کی ٹھانی ہے۔" وصی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔۔۔

"میری بیوی کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا" وصی صدمے سے بولا۔
"جی اور چابی میرے پاس ہے" حذیفہ نے اسے اپنے ہاتھ میں تھامی چابی دکھائی۔

"یار تو اتنا بربادلہ نکالے گا۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ دوست کی پیٹھ میں چھرا گھونپتے تو نے ایک لمحے کے لیے بھی میرا کوئی احسان یاد نہیں رکھا" وصی کی دہائیاں شروع ہو چکی تھیں۔

"چل اوئے کون سے احسان کیئے ہیں تو نے مجھ پر" حذیفہ نے ایک مرتبہ پھ

اسکے کندھے پر دھپ لگائی۔

"چل دریاب کارڈز لے کر آ۔ آج ہم بھی اسکا ساتھ دینے کے لئے رتجگا

منائے گے" حذیفہ دریاب سے مخاطب ہوا۔

"بکواس نہیں کرو۔۔ چابی دو مجھے" وصی نے اب کی بار غصے سے کہا۔

"کس خوشی میں" حذیفہ نے چابی والا ہاتھ پیچھے کیا۔

"یار میں نے ایک گھنٹے کے اندر اندر تمہارا کمرہ گھڑیوں سے پاک کر دیا تھا"

وصی نے تلملاتے ہوئے اسے یاد کروایا۔

باقی سب اسکی بے بسی پر ہنس رہے تھے۔

"کیا ہے اب بس کریں اسے چابی دے دیں" فائینا کو اسکی حالت پر ترس آ رہا تھا۔

دریاب نے بھنویں اچکا کر رخ اسکی جانب کیا۔

"چپ" پھر اسے ڈپٹا۔

آج ہی تو وہ ان سب کے قابو آیا تھا۔

"یار تمہاری بھابھی بہت نازک سی ہے اندر میرے غم میں بے ہوش ہو گئی تو کیا ہوگا" وصی نے پھر سے دہائی دی۔

"وہ تیرے سے زیادہ جی دار ہے۔ اس نے کہا ہے جتنی دیر مرضی اس گینڈے کو یہاں رکھیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا" طحہ نے اسے چھیرا وہ سب جان گئے تھے کہ ریا ح نے اسے گینڈا کہا تھا۔

"فاتی تم بھی ان کے ساتھ مل گئیں" وصی نے افسوس سے فاتینا کو دیکھا۔
"اور بھابھی آپ یاد کریں میں نے آپکے ساتھ کچن کے کتنے کام کروائے تھے جب ان سب نے آپکو ملازم سمجھ لیا تھا۔" اس نے ساشا کو بھی اموشنلی بلیک میل کیا۔

"بس کریں ناب آپ سب" ساشا کو بھی اسکی حالت پر ترس آ رہا تھا۔
"یار انہیں تو بھیجو یہاں سے" طحہ نے دریاب سے کہا۔
"آپ سب جا کر سوئیں شاباش" دریاب نے انہیں ہٹانا چاہا۔

"جی نہیں پہلے اسے چابی دیں" فائینا نے کہا۔
"یہ دی ہمیں کس نے تھی" دریاب نے اسے یاد دلایا۔
"ہاں تو مجھے کب پتہ تھا آپ سب مذاق کو اتنا لمبا کر دیں گے۔ گھنٹہ ہونے والا ہے۔" فائینا کو بات سنبھالنا مشکل ہو گئی۔
"چلو یاد چل کر آئیں کریم کھاتے ہیں" طحہ نے وصی کو اٹھایا۔
"بکواس نہیں کرو۔۔ تمہاری آئیں کریم میں یہیں بنانا ہوں" وصی غصے سے بولا۔

"کتنا تو دغا باز ہے۔۔ بیوی ابھی آئی ہے اور ہم سے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیں۔ طوطا چشم۔۔ ہم وہی ہیں جو کوئی کام ایک دوسرے کے بغیر نہیں کرتے تھے" حذیفہ نے اسے پھر سے گھیرا۔

"ابے چل۔۔۔" وصی نے اپنے کندھے پر رکھا اسکا ہاتھ جھٹکا۔
آخر صبح چار بجے انہوں نے وصی پر رحم کھا کر اسے کمرے کی چابی دی۔

وہ بھٹانا ہوا کمرے کی جانب بڑھا۔
اپنی سب شرارتیں آج اسے بڑی مہنگی پڑی تھیں۔

"شادی وصی اور ریاچ کی ہوئی اور ہنی مون ہم مناتے پھر رہے ہیں" فاتینا
دریاب سے مخاطب ہوئی۔
وصی اور ریاچ کے ولیمے کی رات ہی فنکشن میں شریک ہونے کے بعد وہ
دریاب فاتینا کو لئے ہنی مون پر آگیا۔
اس وقت وہ دونوں آیفیل ٹاور کے سب سی او پر والی اسٹوری پر کھڑے چائے
سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔
دریاب کی محبتیں دن بدن اسکے لئے بڑھتی جا رہی تھیں۔
"ویسے یہاں اسپیشلی آنے کی وجہ" جو سوال کب سے اسے تنگ کر رہا تھا آخر
فاتینا پوچھ بیٹھی۔

"ہم یہاں تجدید محبت کرنے آئے ہیں۔ اس رات پہاڑ میں بیٹھے اپنی محبت کا اظہار آپ نے جن الفاظ میں کیا تھا میں نے تب سے سوچ رکھا تھا کہ اگر زندگی رہی تو آپ کو ٹاپ آف دائرہ پر ضرور لے کر آؤں گا اور پھر یہاں بیٹھ کر وہی الفاظ آپ کے لئے گنگاؤں گا" دریاب کی بات پر حیرت سے مسکراتے ہوئے فاتینہ نے اسکی جانب دیکھا۔

"آپ کو یاد ہے وہ سانگ؟" اسکے سوال پر دریاب نے بھی مسکراتے ہوئے اسکی حیران نظروں میں جھانکا۔

"آپ سے متعلق ہر بات یہاں لکھی جاتی ہے یاد کیوں نہیں رہے گی" دریاب نے اپنے دل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

پھر دریاب نے وہی گانا گنگنایا

Youre all that I want, theres nothing I wont
do

This is the perfect moment
Because its only you... and me...
on the top of the world right now
Oh its you... and me...
and were never coming down

فاتینا نے مسکراتے ہوئے اسکے کندھے پر سر رکھا۔
"تھینک یو دریاب" محبت سے سرشار لہجے میں وہ دریاب سے مخاطب ہوئی۔
"اب میں ہر مشن میں آپ کے ساتھ ہوں گی نا؟" اس نے دریاب سے پوچھا۔
"نہیں بالکل بھی نہیں" دریاب کے صاف انکار پر اس نے حیرت سے سراٹھا
کر اسکی جانب دیکھا۔
"کیوں" بے یقینی سے پوچھا۔
"آپ میرے ساتھ نہیں مجھ سے ہمیشہ آگے رہو گی اب" دریاب کی بات پر

اس نے سکھ کا سانس لیا۔

"لوگ چاہتے ہیں کہ انکی بیویوں کی پہچان ان سے ہو، جبکہ میں چاہتا ہوں کہ لوگ میرے بارے میں یہ کہیں کہ یہ اتنی باہمت عورت کا شوہر۔۔ وہ عورت جو پوری دنیا کو اپنے نام سے ہلا کر رکھ دے۔ وہ عورت جس کے نام سے دشمن تھر تھر کانپیں اور یہ کہیں کہ ان میاں بیوی نے ہماری جان عذاب میں ڈالی ہوئی ہے" دریاب کی بات پر فخر سے وہ بس ہنستی چلی جا رہی تھی۔

اللہ کبھی کبھی ہمیں ہماری سوچوں سے بھی کہیں زیادہ نواز دیتا ہے۔ فائینا جس نے دریاب سے صرف ملنے کی خواہش کی تھی نجانے اللہ کو اسکے عشق میں ایسی کیا بات پسند آگئی کہ اللہ نے اسے وہ شخص ہی عطا کر دیا۔

*** ختم شد ***